ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ درین زمان معظم داد ان مکرم تذکرہ حضرت شاہ پیر محمد صاحب المعروف

[illegible]

مخزن کرب

۱۳۱۹ھ

[illegible]

مولفہ جناب شیخ خورشید حسن صاحب بخشی لکھنوی صاحب سجادہ

نرائن پریس لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القادر الصمد الرزاق الحکیم

الحمد للہ الذی نوّر قلوب العارفین بانوار الفضل والعرفان وشرح صدورہم باسرار العلم والایقان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی صاحب الطریقۃ البیضاء والشریعۃ الغراء سید الانس والجان وعلیٰ آلہ البررۃ واصحابہ الخیرۃ رؤساء اہل الایمان وعلیٰ من اقتفیٰ آثارہم وتبعہم باحسان من اصفیاء زمرتہ واولیاء امتہ ما استدار الزمان اما بعد راجی رحمت ربّانی فقیہ سید غلام جیلانی حنفی قادری رزاقی بانسوی عاملہ اللہ تعالیٰ بلطفہ القوی رقم طراز ہی شائقین اخبار الاخیار ومشتاقین اسرار الابرار کی خدمت مین گذارش پرداز ہی کہ تذکرہ صالحین واولیاء کاملین کے برکات ظاہر ہین ارباب شوق واصحاب ذوق اس سے بخوبی ماہر ہین۔ ان حضرات کے حالات برکت آیات پڑھنے اور سننے سے آنکھون مین نور دل مین سرور پیدا ہوتا ہی انکے مجاہدات اور عمدہ خیالات دریافت کرنے سے فساد عقیدت دور ہوتا ہی اسی بنا پر ہر زمانہ مین ارباب دانش کو تاریخی مضامین سے شوق رہا۔ اصحاب بینش کو اہل اللہ کی سوانح عمری دریافت کرنے کا ذوق رہا۔ ہر طبقہ کے مختلف حالات تاریخی کتابون مین دیکھکر خدا کی قدرت نظر آتی ہی خصوصًا خاصان خدا کی کرامات والہامات کے مطالعہ سے

ایک حیرت ہو جاتی ہے چنانچہ اس زمانہ مین بھی میرے کرم فرما فصیح اللسان بلیغ البیان
نور حدیقۂ فطانت نور حدقۂ متانت جامع فضائل صوری و معنوی شاہ شیخ خورشید حسین
صاحب سعدہ موی بجنوری لکھنوی حفظہ اللہ القوی عن شر الغبی والغوی نے جناب
تقدس مآب مقبول ربانی واصل حقانی قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مظہر اسرار الٰہی
مصدر فیوض نا متناہی محبوب بارگاہ قادر قوی حضرت شاہ پیر محمد صاحب لکھنوی
قدس اللہ سرہ الشریف واعم علینا برہ المنیف کے حالات غریبہ و کرامات عجیبہ وسوانح لطیفہ
و فضایل شریفہ تحریر کیے ہین۔ مساعی جمیلہ سے بکمال صحت اس مختصر رسالہ مین
تسطیر کیے ہین۔ یہ رسالہ جہانتک مطالعہ مین آیا مینے اسکو نہایت عمدہ پایا مضامین
نفیس زبان سلیس۔ صحت کا التزام۔ ربط عبارت کا انتظام۔ امید کہ جو صاحب
ملاحظہ فرمائینگے حظ وافر اوٹھائینگے اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا ہے کہ یہ رسالہ نافع
خاص و عام و مقبول انام ہوا ور مؤلف اسکا دونوں جہان مین شاد کام ہو آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ آفتاب ہی گرم اُسکی کبریائی کا | کہ ذرہ ذرّہ ہی خورشید خودنمائی کا
بشر سی حمد الٰہی امیر کیا ممکن | پہاڑ اوٹھائے کہان حوصلہ یہ رائی کا

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ غیر محدود و ناممکن ہی بلکہ ایسا امر غیر ممکن الوقوع جسمین انسان کیا فرشتے تک مجبور ہین

غلغلہ ساری خدائی مین خدا کا ہوگیا | سکہ رائج جیسے دین مصطفیٰ کا ہوگیا
رتبہ حاصل ابتدا مین انتہا کا ہوگیا | اول بعثت مین ختم الانبیا پایا لقب

اور نعت سرور عالم فخر بنی آدم بلکہ بہتر از ہیجدہ ہزار عالم بھی ویسی ہی سراسر اشکال ہی جیسے حمد باری تعالیٰ محال ہی آپکی ذات پاک توجز و ذات احدیت ہی جیسا کہ انا من نور اللہ وکل شی من نوری سے صاف ثابت وہویدا ہی آپکے آل مطہرات واصحاب طیبات وتابعین وتبع تابعین اور اولیا وکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف مین بھی عقل دنگ ہی اور پائے قلم فرسودہ و لنگ و مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے اسکا خوب فیصلہ فرمایا ہے شعر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ | بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سلمو یا قوم بل صلو علی صدر الامین		مصطفیٰ ما جاء الا رحمتہ اللعالمین

حقیرانام فقیر درگاہ ذوالجلال والاکرام خورشید حسن ولد شیخ ظہیر الحسن الصدیقی بجنوری قدس سرہ لکھنوی السمیائی خادم حضرات پیران طریقت کو ایک مدت دراز سے یہ تمنائے دلی تھی کہ کچھ حال فیض مآل حضرت پیر دستگیر قطب الاقطاب سرآمد اولیاء عظام کا تحریر کرکے پیشکش طالبان راہ حق کے کرے لیکن کوئی ذریعہ ایسا بہم نہ پہونچا تھا اور نہ کوئی سرمایہ اپنے پاس موجود تھا کہ جسکی مدد سے سچے اور اصلی حالات حضور پُرنور حیز تحریر مین لاتا اکثر روایتین کمزور اور مجہول زبان عوام الناس سے سُنی گئین لیکن قابل اعتبار نہ سمجھکر بخیال کذب و افترا کے سکوت رہا تا کہ کسی کو محل اعتراض نہ ملے جسطرح سے کہ اکثر مضامین جنکا نام ملفوظات رکھ لیا گیا ہی جنسے اکثر مخالفین کو موقع رد و قدح و تضحیک کا ہاتھ لگ گیا ہی اگرچہ وہ فی نفسہ واقعات غلط نہین ہین مگر کچھ صورت تحریر ایسی واقع ہوئی ہی کہ بعض بعض روایات افترا اور بناوٹ سے کم نہین معلوم ہوتی مثلاً ولایت خرق عادات کو اُن الفاظ مین دکھلایا ہی جس سے اس مذاق کے لوگون کو تو بالکل و نیز دیگر شائقین کو گونہ شک گذرتا ہی جو باعث بدنامی حضرات مصنف و بزرگان دین کا ہو تو کرامات الاولیاء حق استعیذ باللہ کسی مسلمان حنفی المذہب کا یہ عقیدہ نہین ہو سکتا کہ کرامت اور ولایت سے انکار کرے اور امر بے وجہ سمجھے جبکہ اثبات کرامت کے لیے قرآن پاک موجود ہی تب منکر اسکا کافر مردود ہی بحث تو اسمین ہی کہ اظہار ان باتون کا مضمون مشتبہ مین ہوتا ہی اب رہا یہ امر ضرور قابل غور و خوض ہی جیسا کہ مصنفین اس کار اہم کو آسان سمجھکر بغیر تصدیق و تحقیق ہاتھ ڈالتے ہین اور بے سمجھے بوجھے سُنی سنائی روایتون کو بیان مین لاتے ہین علی الخصوص اپنے پیر و مرشد کی نسبت وہ مدارج درج کتاب کرتے ہین جو عوام الناس کے خیال مین نہین آتے جس سے نتیجہ بد نکلتا ہی کہ لوگون کو مطالعہ کتاب سے تھوڑا تامل ہو جاتا ہی حالانکہ

اس قسم کی تصانیف کو بالکل استعارات اور مبالغہ سے مبرا ہونا چاہیے تاکہ عام پسند
و ہر دلعزیز ہوا ور ہر شخص اُسمین بزرگون کے حالات دیکھکر مسرور و سعادت اندوز
ہو گو یہ امر لازمی بلکہ ضروری ہی کہ اپنے پیر و مرشد کو تمامی موجودات عالم سے بہتر سمجھے
مگر نہ اسدرجہ کہ احاطہ سے باہر ہو جاوے اور کاغذی میدان مین اشہب قلم کو سرپٹ
دوڑانا شروع کرے گو مجھے کوئی حق اس امر پر رائے زنی کرنے کا نہین ہی ہر شخص مناسب
وقت اور مناسب حال کے کام کرتا ہی نہ مین مناظر ہون نہ مین مناظرہ لکھتا ہون کہ کسی پر
اعتراض کرون محض غرض میری یہ ہی کہ کوئی رجل تصنیف یا تالیف مین ایسا نہ ہونا چاہیے کہ
ایک روایت یا نقل کمزور سے ساری محنت و مشقت مصنف کی برباد و رایگان ہو جاوے
اور ناظرین بجاے تحسین و آفرین کے الفاظ بالعکس زبان سے نکالین اس قسم کی تصانیف
سے دو مقصد ہوا کرتے ہین اول یہ کہ تذکرۂ بزرگان لکھنا باعث بہبودی و سعادت
دارین کا ہی دویم اُن مقدس حالات بزرگون کے لکھنے سے قیامت تک یادگار و
باعث بقاے نام مصنف ہی ہر پڑھنے والا ذکر خیر اُس بزرگ کے ساتھ مصنف کو بھی
دعاے خیر سے یاد کریگا بخلاف اسکے اگر مضمون و عبارت کتاب مین کچھہ سہو و غلطی پائی
گئی تو یہ امر ضروری ہی کہ مطالعہ کنندہ کتاب اگر فارغ التحصیل و قابل و چاشنی گیر اس
مذاق کا ہی تو اُن روایات کو ضعیف اور مصنف کو نافہم تصور کرکے خاموش ہو رہیگا
اور مطالعہ کتاب سے چشم پوشی کریگا اور اگر خلاف اسکے معمولی لکھا پڑھا آدمی ہی
اور مزاج مین کچھہ مادہ فساد بھی موجود ہی تو کتاب کو بلا امتیاز ادب و عقیدت اُٹھاکر
پھینک دیگا اور کلمات نازیبا سے مصنف صاحب کی خبر لیگا اور لگے ہاتھون اُن
بزرگ صاحب کی روح کو بھی رنجیدہ کریگا یا مطالعہ کرنے والا انسان کم استعداد
و مجہول العقیدت ہی تو نعوذ باللہ اُن بزرگ کو مثل عقائد ہنود کے دیوتا یا اوتار
تصور کرنے لگے گا لہذا میری راے ناقص مین جو طریقہ سب سے زیادہ مذاق اور

عمدہ ہو کیون نہ پسند کیا جاوے تا کہ مصداق اس شعر کا نہ بنے

لطف حق با تو مواسا ہا کند
چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

سیدھے سیدھے اور سچے سچے الفاظ مین اُن بزرگون کے واقعات درج کرے کیونکہ اُن بزرگون کے وہی عادات اور وہی حالات اُنکی اثبات بزرگی اور ولایت کے لیے کیا کم ہین جو اُنسے وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے چلے آئے ہین ناحق اُن حالات پر اضافہ کرنا اور منجانب خود کچھ افراط تفریط کرنا لوگون کے خیال مین یہ امر راسخ کرا دینا ہی کہ اس مصنف نے جھوٹے مینا سے ملمع کیا ہی اور ہم لوگون کو اپنی غلط بیانی سے مغالطہ دیکر اُسطرف رجوع کرنا چاہتا ہی حالانکہ مصنف کا یہ مطلب ہرگز نہو اور کسی کے رجوع ہونے سے کچھ نفع نہ پہونچ سکتا ہو مگر ناحق ناحق کی بدگمانی پیدا کر دینا ہی اگر کسی شخص نے بعد مطالعہ کتاب الفاظ طنز آمیز خدمت بزرگ یا خدمت مصنف مین اپنی زبان سے نکالے تو یقینی وہ نشانہ ملامت اور ذخیرہ خسر الدنیا والآخرہ کا بنا کیونکہ غیبت بالعموم حرام و ناجائز ہی نہ کہ کسی اہل اللہ بزرگ بابرکت کی شان مین یا کسی مسلمان کی نسبت ایسے الفاظ کہنا اور غیبت کرنا بدرجہ اولی باعث خرابی دارین کا ہی جہانتک ممکن ہو ہر شخص کو ایسے ایسے امور سے چشمپوشی کرنا چاہیے تا کہ خود بھی بچے اور دوسرے کو بھی بچاوے اگر محض جوہر قلم اور زور طبیعت دکھلانا ہو تو دیباچہ و تمہید کتاب مین کیون نہ دکھاوے جس سے لوگون کے قلبون پر اُسکی قابلیت کا سکہ جم جاوے یا خاتمہ کتاب مین بذریعہ دعا و مناجات بارگاہ جل و علا مین بوساطت انھین بزرگون کے توفیق رفیق و صحت تحریر و اندراج حالات و مقبولیت انام کی مانگے فقط شعر

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطف رب
از ادب پر نور گشتست این فلک
وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
بد ز گستاخی کسوف آفتاب
شد عزازیل ز جرأت رد باب

بعد عرق ریزی بسیار و جانکاہی بیشمار

دو تین نسخے معتبر ہاتھ لگ گئے مگر اُن نسخون مین بھی بعض بعض روایات ایسی ایسے تہی کہ
جس سے فقیر کو کچھ اشتباہ پیدا ہوا تب بغرض رفع شک خود یہ فاسد العقیدت معہ
اُن نسخون کے بحضور انور اقدس اعلیٰ حضرت فردوس منزلت خلد مقیم حضرت مولانا
محمد نعیم صاحب فرنگی محلی نور اللہ مرقدہ و پیر مخدومی جناب فیضماب حضرت ظل سبحانی
مصدر فیوض یزدانی حضرت شاہ غلام جیلانی نبیرہ قطب الاقطاب شاہ عبد الرزاق بانسوی
قدس اللہ سرہ کے حاضر ہوا حضرات ممدوحین نے بعد ملاحظہ و غور اُن کتب کے تشفی و تسلی کما ینبغی فقیر
کی کردی اور جتنی روایات کہ ان کتابون مین مسطور تھین اُنکی صحت و اغلاط
اور مصنف کے اعتماد و اعتبار کی بابت اطمینان بالکلیہ فرما دیا جب اس ناچیز کو
ایسے ایسے بزرگان دین فرشتہ صفات عظمت سمات کی ذات قدسی آیات سے
ہر طرح کا اطمینان ہو لیا تب باقتضای اس شعر حضرت مولوی معنوی مولانا روم
کے جرأت تحریر اس امر خطیر کی پڑی اور مؤدبانہ لکھنا شروع کیا۔ شعر

ادب تاجیست از لطف الٰہی | بنہ بر سر برد ہر جا کہ خواہی

بنا برآن اس فقیر نے اُن
سُنی سُنائی حکایات حقیفہ اور داستان مہملہ سے عمداً چشم پوشی اختیار کی اور صحیح صحیح حالات
اور سچے سچے عادات حضرت پیشوائے عارفان و دستگیر بیکسان جو کہ تصانیف حضرت
و نیز دیگر تصانیف خلفائے آنحضرت مثل منازل اربعہ و ارباع اربعہ و مصالح الطالبین
وغیرہ مین مندرج تھے انتخاب کرکے سپرد قلم کیا خدا کی ذات پاک اور توجہ پیشوایان
دین سے امید واثق ہی ہے کہ اپنی اس عرق ریزی اور جانکاہی کا ثمرہ دارین مین
نیک پاؤن اور دلی مقاصد پر کامیابی حاصل کرون۔ شعر

آسان بہ تغافل تو مشکل | مشکل ز توجہ تو آسان

لہذا کمترین نے جملہ حالات حضرت بابرکت کے یکجا کرکے
بطور رسالہ کے لکھدیے اور نام رسالہ ہذا کا تذکرۂ شاہ پیر محمد معروف بہ مخزن برکت
رکھکر چار خیابان پر تقسیم کردیا۔ خیابان اول در ذکر ولادت و وطن و تکسیب علوم۔

خیابان دوم در ذکر کرامت و ولایت خیابان سوم در اوقات شبانہ روزی و توکل مع وفات حضرت سلطان الاولیا و تعمیرات تکیہ منورہ - خیابان چہارم در خلافت و اذکار و وظایف و ذکر مصنف مع مؤلف و خاتمہ کتاب

خیابان اول

درین دریای بے پایان درین طوفان موج افزا ۔ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ سبحان اللہ جس طبقہ علیا کی ستایش خود خدائے پاک اپنی کتاب مقدس مین فرمائے اور جنکی شان مین لفظ وَلَا ھُم یَحزَنُونَ نزول اجلال پائے تو انسان ضعیف البنیان ایسے گروہ برگزیدہ کے ذکر جمیل کو کیونکر ذریعہ نجات و باعث حسنات نہ سمجھے جس دل مین کچھ مذاق اس قسم کا نہین اُسکی نجات دشوار ہے یا جس زبان کو اس ذکر خیر سے کچھ ورد نہین اُسکا ہونا بیکار ہے اصحاب دانش اور ارباب بینش وہی لوگ ہین جنکا رات دن یہی مشغلہ اور ورد ہے بیشک اُنھین کا بیڑا پار ہے جن آنکھون نے شرف زیارت بزرگان و اہل اللہ حاصل کیا ہے اُنکو کیا کہنا خاص اُنھین پر فضل کردگار ہے خداوند عالم ہر ایک مسلمان صاحب ایمان کو اس دولت سرمدی اور سعادت ابدی سے فیضیاب و مالامال فرمائے آمین ثم آمین - ۵ــــ

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ہر چند کہ رتبہ عتبہ جناب پاک حضرت سلطان الاولیا حضرت شیخ پیر محمد صاحب قدس سرہ المجید کا ایسا نہین ہے کہ یہ ہیچمدان زبان قاصر بیان شمہ بھی ادا کر سکے مگر محض بغرض نفع دین و حصول لطف مسرت خاطر حزین کمر ہمت باندھے اور زبان جرأت کھولے اللھم انفعنا بفیضہ العمیم - خاصان خدا خدا نباشند ۞ لیکن ز خدا جدا نباشند حضرت مولانا و اولانا شاہ مراد علی صاحب کہ بھتیجے یا کوئی اور رشتہ دار خاص حضرت شاہ پیر محمد صاحب قدس سرہ کے تھے اپنی کتاب فیض انتساب موسومہ

ارباع اربعہ مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت غوث العالمین وارث علم الاولین و الآخرین
شیر بیشہ تجرید ہزبر میدان تفرید قطب الاقطاب فلک حقیقت مرکز دائرہ دریائے
معرفت ہادی سُبل احد الملقب من اللہ الصمد بسلطان الاولیا مولانا و اولانا حضرت
شیخ شاہ پیر محمد صاحب قدس اللہ سرہ الامجد کا وطن شریف موضع اٹاوہ مضافات
جونپور مین تھا آپ کے مورث اعلی حضرت شاہ سید قادر صاحب ساکن شہر ہرات
معہ دیگر مجاہدان نامدار و غازیان باوقار راہ حق مین سر بیچے ہوئے باقتضائے
جَاہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ جہاد کرتے ہوئے اور کفار اشرار کو
قتل کرتے اور جہنم پہونچاتے ہوئے اشاعت اسلام مین کرہمت مستحکم باندھے ہوئے
شہر ہرات سے ولایت ہندوستان کفرستان جولانگاہ ہنود مین داخل ہوئے سب
سے پہلے جس جگہ کو فیض سکونت سے معمور و منور فرمایا وہ یہی موضع اٹاوہ تھا حضرت
سید قادر صاحب سے پہلے مورثان اعلی حضرت سلطان الاولیا کے مختلف شہرون
کے رہنے والے تھے جنکا تذکرہ آخر کتاب مین درج ہی یہ موضع اٹاوہ بہت مختصر اور
چھوٹا ہی لیکن سواد دلکش موضع ہذا کا سرسبزی اور شادابی مین اپنا مثل و نظیر نہین
رکھتا اسکی آبادی کنارہ ایک ندی کے واقع ہوئی ہی جو رکن آباد کا مزہ دیتی تھی
چند گھر اسمین آپ ہی کے خاندان عالی شان کے تھے۔ گویا وہی باعث آبادی
و رونق اُس دیہہ کے تھے۔ مدتون وہ موضع پرگنہ منڈیاہو مضاف سرکار جونپور
مین شامل رہا۔ اور شہر جونپور اُسوقت حکومت گاہ و دار السلطنت حضرت سلطان حسین
بن ابراہیم اشرقی کا تھا آبا و اجداد حضرت سلطان الاولیا کے عرصہ سے وہان قیام
پذیر تھے اور نیز زمیندار بھی اُس موضع خاص کے تھے اس بنیاد پر آپ قدیم رئیس اور
باشندہ اُس موضع کے سمجھے جاتے تھے حضرت کے والد ماجد کا اسم مبارک شیخ اولیا
تھا آپ شیخ علوی تھے حضرت سلطان محمد حنفیہ صاحبزادہ عالی گہر والا قدر حضرت

امیر المؤمنین امام المتقین حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے سلسلہ ملتا ہو حضرت
قطب الاقطاب یعنی سلطان الاولیا نے شب ۲۶ - رمضان المبارک ۱۰۲۷ھ ہجری
نبوی یوم دوشنبہ کو بزمانہ مبارک فرمان فرمائے شہنشاہ عادل خسرو کامل حضرت
شاہ جہان بن شاہزادہ سلیم جہانگیر موضع اٹاوہ مین پیدا ہو کر اس عالم شہود مین
جلوہ فرمایا اور تمام دنیا کو خصوصاً اُس خطہ پاک کو اپنے نور فیض ظہور سے منور و
مجلی کیا زہے قسمت وخہے طالع بیدار اُس خاک پاک اور ساکنان اُس گرد و نواح
کے کہ جہان ایسے متبرک اور مقدس انفاس کا بزرگ بلند پایہ رونق بخش ہو -
آپ کی بزرگی اور ولایت محتاج بیان کی نہین ہو ہر بات آپ کی بزرگی و مقبولیت
کے لیے دلیل قوی اور شہادت بدیہی ہو چنانچہ اسوقت تک حضرت کو
انتقال کیے ہوئے دوسو تینتیس برس ہو چکے ہین لیکن فیض اُسی طرح سے آپ کے
روضہ منورہ سے جاری ہو سبحان اللہ والحمد للہ آپ کو چند ہی مہینہ دنیا مین قدم رکھے
گذرے تھے کہ بارگاہ عز وجل سے حکم تقلید طریقہ سنت نبی کریم عطا ہوا یعنی آپ کے
والد ماجد نے جام شربت شہادت کا کفار اشرار کے ہاتھ سے نوش فرمایا اور جنت الفردوس
مین اپنا مسکن وماوا بنایا لخت جگر نور نظر کو داغ یتیمی سے سرفراز فرمایا قاتلان حوالہ
حضرت شیخ - قوم ٹھاکر و زمیندار مواضعات ترتی و جھٹا ملصق بجدود موضع اٹاوہ کے
تھے بعد شہادت حضرت شیخ اولیا کے آپ نے پرورش اپنے عم اکرم یعنے حضرت
شیخ پیارے کی ظل عاطفت مین پائی آپ کے عم اکرم بڑے بزرگ وقت اور صاحب
باطن اہل اللہ تھے مثل اپنے فرزندان صلبی کے حضرت کی پرورش اور تربیت مین
توجہ مبذول فرماتے تھے اور اکثر حالت ذوق شوق مین آپ کو گود مین لے لیتے
اور پیار کر کے فرماتے تھے کہ یہ لڑکا بہ توفیق ایزد متعال ولی عصر و کامل و ماہر جمیع علوم
کمالات ظاہری اور باطنی مین فرد و یکتا ہوگا اسکے چہرے سے آثار رشد و سعادت نمایان

ہین جب آپکی عمر شریف قریب دس برس کے پہونچی حضرت ملک الموت نے پیغام اجل کا قضائے الہی سے آپ کی مادر مشفقہ کے پاس پہونچایا اُن عفیفہ معصومہ کو جو رضائے الہی کی ہر وقت جویان تھین بجز مستعدی اور آمادگی کے کیا چارہ تھا حکم مولا از ہمہ اولی اگرچہ محبت وشفقت مادری فراق نور العین کی کسی طرح متحمل ومتقاضی نہین ہو سکتی تھی مگر باقتضائے حکم خاص کل من علیہا فان اپنی محبت وعطوفت کو بالائے طاق رکھ کے اُس گوہر گرانمایہ و دُرِّ یتیم کو اُسی مشفق حقیقی کے سپرد کر کے لبیک گویان اپنے معبود مطلق اور مالک برحق خالق ارض وسما کے تعمیل حکم کا طوق فرمانبرداری پہن فورًا راہی ملک بقا ہوئین حضرت کے قلب نازک پر جو صدمہ تازہ مفارقت مادر مکرمہ کا گذرا خدا ہی کو خوب معلوم تھا وہ غم قابل بیان نہین جگر قلم دو نیم ہوتا ہی افسوس کہ صغر سنی مین والد ماجد نے سفر آخرت قبول کیا اور داغ یتیمی کا دیا ابھی کہ پورے پورے طور سے وہ داغ مٹا نہ تھا کہ مادر محترمہ نے زخم مفارقت سے دل شرف کو دوبارہ مجروح کیا اب وہ صورت تسکین جو بسا اوقات آپ کو اپنی مادر مکرمہ سے حاصل ہو جاتی تھی زیر خاک پنہان ہو گئی ہیہات ہیہات باقتضائے کل نفس ذائقۃ الموت دنیا کو خیر باد ہی کہنا پڑا حضرت نے پتھر صبر وشکر کا سینہ بے کینہ مین دیا اور مرضی معبود پر قائم رہے کبھی الفاظ شکایت آمیز سہوًا یا تقریرًا افسوس ناک سہوًا زبان مبارک پر نہ لائے بلکہ بہت ثابت قدمی اور مردانگی کے ساتھ بدستور تحصیل علم مین مصروف رہے جب آپ کا سن شریف قریب بارہ برس کے پہونچا آپ کے عم اکرم جنکی شفقت اور عنایت سے آپ کو دلداری والدین مرحوم کا ذایقہ حاصل ہوتا تھا بلکہ اُنکے الطاف بے پایان اور اشفاق بیکران نے آلام والدین کو فراموش کرا دیا تھا افسوس کہ آپ کو پھر وہی صدمہ ناقابل برداشت برداشت کرنا پڑا اور وہی گذشتہ نقشہ پھر پیش نظر ہوا یعنے آپ کے عم محترم نے بھی اس عالم فانی سے سفر عالم جاودانی اختیار فرمایا اور اپنے برادر

مکرم سے جا ملے اور حضرت شیخ کے سینہ پر پھر داغ یتیمی تازہ ہو گیا کہ جسکا اندمال
کرنے والا ظاہرا اب بجز ذات باری تعالی کے کوئی باقی نہین رہا یہ ایک ایسا حادثہ
جانکاہ پیش آیا کہ ضبط مشکل ہو گیا اور مزاج وہاج پر ایسا غبار کدورت چھایا کہ
طبع مبارک بالکل وطن مالوفہ سے وحشت پذیر ہو گئی کسی طرح سے ایکدم دل نہین
لگتا تھا ہر چند آپ کی ہمت بلند ایک عرصہ سے یہ چاہتے تھے کہ غربت مسافرت
اختیار کرون وکسب علوم ظاہری و باطنی مین عمر عزیز کو بسر کرون جسقدر آپ کوشش
ومبالغہ فرماتے تھے اُسی قدر آپ کو اپنے ارادون اور خواہشون پر ناکامی ہوتی تھی
آپ کے چچازاد بھائی یعنی شیخ محمد حسین صاحب ہمیشہ سدّ باب رہتے تھے اور
اسدرجہ دلجوئی اور پاسداری آپ کی ملحوظ رکھتے تھے کہ کسی طرح سے آپ کو غربت
سفر نہین اختیار کرنے دیتے تھے گو حضرت یہ چاہتے تھے کہ مثل آفتاب عالمتاب
گرد عالم کے گھوم کر اہل جہان کو نور ہدایت ورُشد سے منور فرماوین لیکن محبت برادرانہ
اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتی تھی کہ بلا وجہ اور بلا سبب بغیر اطلاع واجازت
اپنے بھائی کی آپ چلے جاوین اور دل شکنی اپنے برادر مکرم کی کرین محض تعمیلاً عزم
سفر سے کنارہ کش رہتے تھے حتی کہ سن شریف آپ کا اُنیس برس کو پہونچا اور زمانہ شباب
شروع ہو گیا بوجہ عنفوان شباب ہر عزیز قریب نے تقاضا عقد کا شروع کیا زیادہ باعث
تعجیل وتاکید عقد کا یہ تھا کہ آپ اپنے خاندان مین اپنے چچا کی لڑکی یعنی شیخ غلام فرید
کے یہان منسوب تھی چونکہ بوجہ یگانگت ویکجہتی اداے مراسم عقد مین لوازم دنیادی
ومکروہات رواجی کے فراہمی کی کچھ ضرورت نہ تھی محض خالی عقد کی ضرورت تھی
اس بنا پر اور بھی ہر اپنے اور بیگانے نے تاکید دربارہ فراغت عقد ومبالغہ بلیغ
بابت شادی کرنے لگے مگر آپ بوجہ تخلل درس تدریس شادی کرنے سے گریز فرماتے تھے
کہ استفادہ علوم ظاہری وباطنی کہ جو مہم اہم ہی بغیر حصول بے تعلقی وترک دنیا غیر ممکن ہی

اِدھر تو خیال علایق ترک دنیا پر آمادہ کیے ہوئے تھا اُدھر آتش شوق و ذوق
تحصیل علم بر ہر وقت سینہ مین مشتعل تھے یہ دونون خیال بہ ہیئت مجموعی ہر وقت
مقتضی سفر رہتے ہین مگر برادر مکرم کا لحاظ و پاس ادب بھی اس خیال کے ساتھ ہی ساتھ
عدم سفر پر مانع رہا اب وہ زمانہ آیا کہ آپ کے برادر بزرگوار کا بھی دنیا سے انتقال
ہو چکا ہو اب کوئی امر مانع باقی نہین رہا نہ کسی کا ایسا دباؤ ہی جو آپ کو روک سکے
پس انھین اسباب موجودہ نے آپ سے وطن مالوفہ چھوڑا دیا اور آپ اپنے اُس
جوار محبوب کو خیرباد کہتے ہوئے سمت جونپور کے سدھارے جونپور پہونچکر شیخ
آیت اللہ صاحب کہ آنحضرت کے عزیز قریب تھے اُنھین کے دولتخانہ پر سکونت
پذیر ہوئے دبدلجمعی و اطمینان تمام تحصیل علوم مین اوقات عزیز کو صرف فرمانے لگے
مگر بوجہ قربت وطن اکثر مردمان جوار آپ سے ملتے رہتے تھے اور وقتاً فوقتاً چھیڑ چھاڑ
شادی کے متعلق کرتے رہتے تھے بلکہ اکثر اعزا بے تکلف سختی کے ساتھ گلوگیر حضرت
کے ہوئے اور مجبور کرتے پس حضرت نے بمصلحت وقت سکونت جونپور کی ترک فرمائی
اور وہان سے قصبہ بانکیپور چلے گئے اور تحصیل علم مین مشغول رہے ایک عرصہ تک
حضرت نے قصبہ مذکور مین قیام فرماکر تحصیل علم فرمایا چونکہ حضرت کو ابتدائے عمر سے
شوق زیارات مقابر بزرگان و ذوق قدمبوسی علماء و مشایخان بے انتہا تھا
جس کسی بزرگ یا فقیر کی دور یا نزدیک آپ خبر پاتے اُس سے فوراً آپ ملاقات
کے لیے تشریف لیجاتے جیسا کہ آپ نے خود اپنا حال زمانہ طالب علمی و قیام بانکیپور
مع کیفیت بعیت و صحبت یکجائی شیخ حضرات مع دو ہمراہیان حضرت عبداللہ سیاح
قدس سرہ رسالہ حضرات خمسہ مین تحریر فرمایا ہی سب سے پہلے آپ حضرت عبداللہ سیاح
سے قدمبوس ہوئے جو معہ اپنے دو ہمراہیون کے عازم ملک دکھن تھے پانچوین
ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو حضرت عبداللہ سیاح قصبہ بانکیپور کو تشریف لائے اور

آپ نے اُنسے شرف بیعت حاصل کیا اور بعد بیعت سبق ارشاد قاضی شہاب الدین
و شرح ملا جامی بر کافیہ شروع فرمایا اور تا بحث عدل و تہذیب علم معقول حاصل کیا
بسا اوقات تعلیم باطنی مین مصروف رہتے تھے تیسری مرتبہ سنہ ۱۰۵ ہجری کو حضرت
عبداللہ سیاح قصبہ مالدہ سے ہوتے ہوئے روانہ ملک بنگال ہوئے اور حضرت
سے ہدایت کسب علم اور حکم روانگی لکھنؤ فرمایا پس حضرت نے تعمیل حکم پیر مرشد پر کمر
باندھی اور روانہ لکھنؤ ہوئے سات ربیع الاول سنہ ۱۰۵۳ ہجری کو آپ داخل لکھنؤ
ہوئے ابھی آپ کو لکھنؤ پہونچے ہوئے تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ حضرت شاہ عبداللہ سیاح
نے اپنے قدم مبارک سے لکھنؤ کو سرفراز فرمایا اور دولت اعزاز سے اپنی مرید رشید کو
افتخار بخشا کچھ عرصہ تک دونون حضرات یکجا لکھنؤ مین مقیم رہے حضرت عبداللہ سیاح
نے حضرت شیخ سے ارشاد فرمایا کہ آپ سیر دہلی کی کرین اور زیارت مزار حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان جیوسی مشرف ہون اور مین بغرض
سیر دکھن اُسطرف کو جاتا ہون چنانچہ حضرت عبداللہ سیاح روانہ دکن ہوئے اور
حضرت شیخ بعد روانگی پیر و مرشد عازم دہلی ہوئے دہلی مین پہونچکر حضرت خواجہ
قطب الدین صاحب کے مقبرہ مین مقیم ہوئے بعد چندے پھر حضرت شاہ عبداللہ سیاح
نے دکن سے مراجعت فرماکے دہلی کو منور فرمایا اور باہمدیگر ملاقی ہوئے اور کچھ
دنونتک اتفاق قیام یکجائی کا رہا اس ملازمت مین آپ کے پیر و مرشد حضرت عبداللہ
سیاح نے آپ کو تمام علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال کردیا اور اجازت نسخۂ عوارف
و جواہر خمسہ کے عطا فرمائے اور حکم زیارت مزار اقدس حضرت خواجہ معین الدین چشت
رحمۃ اللہ علیہ سمت اجمیر شریف و نیز چلہ کشی کی فرمایا بعد ختم چلہ تاکید معاودت و قیام
لکھنؤ کے فرمایا اور خود عازم سیر ملک شام کے ہوئے حضرت شیخ بموجب فرمودہ پیر
بے نظیر روانہ اجمیر شریف کے ہوئے وہان پہونچکر چلہ نشین ہوئے بعد اختتام اربعین

حسب الامر پیر و مرشد روانہ لکھنؤ کے ہوئے اور لکھنؤ پہونچکر بمقام مقبرہ حضرت شاہ
شمس صاحب کہ متصل چوک کے واقع ہے اقامت فرمائی اتفاقاً جس روز ورود جلال
حضور پرنور لکھنو مین ہوا اُسی روز افضل الفضلا جناب مولوی محمد فتح اللہ صاحب
قنوجی کہ اُس زمانہ مین کتاب مطولات مولوی عبدالقادر صاحب لکھنوی سے پڑھتے
تھے بغرض تحصیل علم داخل لکھنؤ ہوئے باہم دونون حضرات سے تعارف ہوا اور
ایک ہی جگہ مقبرہ شاہ شمس صاحب مین قیام رہا زان بعد مولوی صاحب موصوف
نے خانقاہ قاضی بولا مین نقل فرمایا جناب مولوی صاحب موصوف علاوہ استعداد
علوم ظاہری کی علم باطن سے بھی آراستہ تھے بفور ملاقات فیما بین حضرت شیخ کہ آثار ولایت
وسعادت آپ کے چہرۂ زیبا سے نمایان تھے بندہ بیدرم ہو گئے اور شفقت ومحبت حد سے
زیادہ فرمانے لگے و بلا استدعاے حضرت کے مولوی صاحب نے خواہش پڑھانے کی
ظاہر فرمائی اور یہ جملہ بھی ساتھ ہی اُسکے زبان پر لائے (کہ خدمتگذاری شما این فقیر
بالراس والعین بجا خواہد آورد) اور اپنے ساتھ خانقاہ قاضی بولا مین لاکر ٹھہرایا
اب حضرت شیخ مقبرہ شاہ شمس سے منتقل ہوکر مولوی صاحب کے پاس خانقاہ قاضی بولا
مین چلے آئے قاضی صاحب موصوف ایک جلیل القدر روساے لکھنؤ سے بہت بڑے
فقیر دوست ومہمان نواز تھے مولوی صاحب موصوف ہر وقت دلجوئی و دلدہی
حضرت شیخ مین مصروف رہتے تھے آپ کو سبق قطبی ومختصر معانی کا شروع کرایا
اور دیگر طلبا کتب مطولات مولوی صاحب سے پڑھتے تھے مگر شفقت ومہربانی
حضرت شیخ کے حال پر بہت تھی بلکہ بوجہ مزید صرف شفقت آپ کے سبق کو اور طلبا کے
سبق پر تقدم دیا تھا اس بنیاد پر دیگر طلاب رشک وحسد کرنے لگے بلکہ بعض اوقات
باہم کچھ الفاظ طنز وتشنیع خدمت مین حضرت شیخ کے کہنے لگے مولوی صاحب موصوف کو
قراین سے کچھ اس امر پر اطلاع ہو گئی آپ نے سب طالب علمون کو جمع کرکے اس حرکت سے

منع فرمایا اور بہت زجر و توبیخ کے بعد یون فرمایا اگرچہ ظاہرا تم لوگون کا استحقاق ضرور زاید ہی کہ پہلے مستحق سبق تم سمجھے جاؤ لیکن یہ عزیز باتمیز یعنے شیخ پیر محمد صاحب جنکو تم نہین پہچان سکتے اور نہ قدر منزلت کر سکتے ہو یہ ایک بڑا برگزیدہ شخص ہی اور بہت بڑا قطب وقت ہوگا کہ ایک عالم جنکے فیض سے مستفیض ہونے والا ہی اور نیز اپنے وقت کا سرآمد اولیای عظام ہوگا اور مجھ بیچارے گمنام لاولد کو اسکی ذات قدسی صفات سے فائدۂ دارین و نفع کونین پہونچیگا ایسے شخص کی خدمت مین ایسی گستاخی و بے ادبی سے پیش آنا باعث مضرت کا ہی تمام حضار و طلبا دکے رونگٹے اس تقریر پرتاثیر کے سُننے سے کھڑے ہوگئے اور سب ساکت و دم بخود رہ گئے اور اپنی حرکات پر نادم و منفعل ہوئے بلکہ معذرت خواہ جرایم گستاخانہ کے ہوے اُسی روز سے پھر کسی نے زبان چون و چرا کی نہین کھولی نہ اس قسم کی جراءت پڑی حضرت شیخ بہت تہذیب کے ساتھ مصروف تحصیل علم کے رہے۔ مولوی فتح اللہ صاحب بعد فراغ و تحصیل علم عازم وطن کے ہوئے یعنی قنوج کو تشریف لے چلے حضرت شیخ بھی ہمراہ مولوی صاحب موصوف کے قنوج تشریف لے گئے اور بعد قیام چندے آپ پھر لکھنؤ واپس تشریف لائے اور مقبرہ حضرت شاہ مینا صاحب مین مقیم ہوے چونکہ آپ کو عرصہ ہوا تھا کہ آپ نے بوجہ شوخی و شرارت کالے نام خادم قاضی بولا صاحب سکونت خانقاہ ترک فرماکے قیام مقبرہ شاہ مینا صاحب مین اختیار فرمایا تھا جسکا تذکرہ بالتفصیل آیندہ لکھا جاویگا بعد واپسی قنوج کے حضرت شیخ نے جناب مولانا عبدالقادر لکھنوی سے نسخہ منار و شرح وقایہ شروع فرمایا اسی زمانہ مین حضرت بندگی شاہ عبداللہ سیاح پھر رونق افزاے لکھنؤ ہوے اور اس مرتبہ معمولات سے زائد قیام لکھنؤ مین کیا اگرچہ وہ قیام زمانہ دراز تک نہین رہا بلکہ قلیل تھا مگر اُس قلیل التعداد قیام مین اکثر فیوضات کثیرہ حضرت شیخ کو حاصل ہوے اور اجازت ارشاد طالبین حق و تلقین

راہ خدا و سلسلۂ سہ گانہ علی الخصوص سلسلۂ شطاریہ و زاہدیہ کے عطا ہوئے پھر
وصیت فراغ علوم ظاہری بتاکید تمام و تکمیل علم باطنی و سفر دہلی و زیارت مقابر
پیران چشت فرمائے اور خود مع اُنھین دونون حضرات کے عازم ملک دکن کے
ہوئے حضرت شیخ حسب الارشاد پیر دستگیر تحصیل علم و تکمیل راہ حق مین مشقت شاقہ
و محنت تامہ فرمانے لگے لہذا فراغت سبق کتب مطولات سے حاصل کر کے عازم دہلی
تشریف کے ہوئے اور وہان پہونچکر مکرر تحصیل علم مین اخوند حیدر صاحب سے
ہوئے اور کتاب تفسیر بیضاوی شروع فرمائی قیام مقبرہ حضرت شاہ قطب الدین
بختیار کاکی اختیار فرمایا بعد انقضائی چند ایام واقع ۲۲ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ
کو حضرت عبد اللہ سیاح دہلی مین تشریف لائے بفور سننے خبر تشریف آوری
حضرت پیر مرشد برحق کی حضرت قدمبوس ہوئے اور حاضر خدمت بابرکت کے
رہے اس مرتبہ ملازمت مین بے انتہا افادات و افاضات ظاہری و باطنی حاصل
ہوئے اور مکرر اجازت سلاسل و نسخہ عوارف و نسخہ جواہر خمسہ عنایت فرمائے جب
آپ کو تکمیل علوم شریعت و طریقت سے فراغت حاصل ہو چکی پھر آپ کے مرشد نے
مکرر حکم سفر دہلی و چلہ نشینی مزار فیض آثار حضرت مخدوم خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ
علیہ جانب اجمیر شریف کے فرمایا اور بعد فراغت چلہ کشی حکم اقامت لکھنؤ کا ہوا اور
توجہ جانب توکل کے دلائی اور خود روانہ بغداد شریف کے ہوئے آنحضرت نے
بموجب حکم پیر دستگیر خود بسخت کوشش و محنت سے تحصیل و تکمیل جملہ امور کی فرمائی
و بعد الفراغ امور ضروریہ اجمیر شریف تشریف لے گئے اور مصروف چلہ کشی کے
رہے و بعد اختتام اربعین قنوج ہوتے ہوئے قصد لکھنؤ کا فرمایا آپ جسوقت
شہر قنوج مین داخل ہوئے سیدھے مولوی فتح اللہ صاحب کے مکان پر تشریف
لے گئے اور قریب ایک ہفتہ کے مولوی صاحب موصوف کے یہان مہمان رہے

مولوی صاحب موصوف نے بہت کشادہ پیشانی و اخلاق خالص سے میزبانی
شیخ موصوف کی ادا فرمائی حضرت شیخ وقت روانگی لکھنؤ میان اسد اللہ صاحب
خلف الصدق مولانا فتح اللہ صاحب کو واسطے تعلیم علم و ترتیب کے ہمراہ لائے
اور لکھنؤ پہونچکر بدستور قدیم درگاہ فیض پناہ مخدوم شاہ مینا صاحب مین مقیم ہوئے
اور محض بہ متوکلاً علی اللہ اوقات بسر فرمانا شروع کیا اور طریقہ درس تدریس مین
اوقات عزیز کو صرف کرنے لگے تخمیناً آپ کو پانچ سال کا زمانہ اقامت درگاہ حضرت
شاہ مینا مین ہوا تھا اتفاقیہ ایک روز ایک جھگڑہ واقع ہوا بوجہ اس قصئہ نامرضیہ
کے آپ نے وہان سے نقل سکونت فرمایا اور عین ہنگام شدت و شباب برشگال مین
اسی ٹیلہ پر کہ جہان اب مزار پاک آپ کا ہی چلے آئے اور زیر درخت ایک املی کے قیام
فرمایا جسکا تذکرہ آیندہ آویگا حضرت کو شوق تصنیفات و تالیف مطلق نہ تھا بلکہ
تصنیف و تالیف سے گریز فرماتے تھے جس سے آپکے حالات زیادہ معلوم نہو سکے اگرچہ
آپ نے حالت طالب علمی مین کچھ اجزا بطور یادداشت تحریر فرمائے تھے مثل حواشی
مدون بر عضدی اصول و شرح میبذی وغیرہ و دیگر کتب مگر آخر وقت مین یعنے
بعد فراغ و تکمیل علوم اُن کل اجزا کو محو و تقسیم فرما دیا کہ اس وقت بجز تذکرہ کے کوئی
نشان تک نہین پایا جاتا ہی بلکہ زمانہ وسط مین یون کہنا چاہیے آپ کو تصنیف سے
ایک قسم کی نفرت ہو گئی تھی اکثر پرچہ سابقہ جو مثل یادداشت تحریر فرمائے تھے
اکثر شاگردون اور خادمون کو تقسیم کر دیئے تھے اور وہ اُنکے پاس پڑے رہ گئے
تھے اُن سب عقیدتمندون نے اوراق منتشر و پراگندہ کو یکجا کر کے ایک کتاب مرتب
اور درست کر لی جنسے اکثر نسخے و رسالہ مختلف مذاق کے تیار ہو گئے جو اسوقت تک
اکثر آدمیون کے پاس موجود ہین آپ علم تسخیر و عملیات کی بہت بڑے عالم تھے
ایک نسخہ عملیات آپ نے تحریر فرمایا تھا لیکن افسوس کہ اپنی حیات ہی مین اُسکو

تلف بھی فرما دیا کسی کے ہاتھ نہ آیا کتابت سے آپ نے اسقدر تساہل اختیار کیا تھا کہ خطوط
تک آپ لوگون کو کم تحریر فرماتے تھے مگر گاہ گاہ دوستون کو لکھتے یا کمتر جوابات خطوط
کے تحریر فرماتے وہ بھی بہت مختصر الفاظ مین ہوتے تھے اور سرتا پا وعظ و پند سے
مملو ہوتے تھے یا آپ خطوط سفارسی اکثر تحریر فرماتے مگر اُن لوگون کے حق مین کہ
جو محتاج اور مسکین و مظلوم ہوتے تھے یا خاص خاص صورتون مین قلم کو تکلیف دیا
کرتے تھے البتہ آپ نے آخر وقت مین جبکہ زمانہ وفات قریب آگیا حسب درخواست و
مبالغہ و اصرار بے انتہا و الحاج و منت خدمتگذاران خاص و یاران باصفا کے چند
رسائل بہت ہی مختصر عبارت مین جنمین معارف و لطایف و اذکار و اوراد و نوافل کے
مندرج ہین مثل مصالح الطالبین و منازل اربع و دفع البلا و رسالہ حضرات خمسہ و
ترکیب الصلوۃ و رسالہ خواب کے تحریر فرمائے تھے جنکا ضخامت چار چار چھ چھ اوراق
سے نہین ہے جو اکثر عقیدتمندان بانصیب کے پاس موجود ہین و نیز اس خاکسار کے
خاندان مین بھی ایک دو نسخہ مع دیگر تبرکات حضرت کے موجود ہین یہ جملہ تفصیلی
حالات و اذکار و اوراد و اشغال اُنھین نسخون سے انتخاب کرکے مع نسب نامہ
حضرت درج رسالہ ہذا کیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب واضح ہو کہ حقیر کا عزم
تحریر و قصد تسطیر رسالہ مقدس کا ایک عرصہ سے تھا جیسا کہ اوپر ذکر کرچکا ہون حالانکہ
سب سامان فراہم ہوچکا تھا کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی لیکن باقتضاے کل امر
مرہون باوقاتھا نوبت تحریر نہ پہونچتی تھی اگرچہ بخیال عجلت ابتداے ماہ رمضان المبارک
۱۳۱۸ہجری سے بمقام موضع سادہ مؤ تحصیل و ضلع نواب گنج بارہ بنکی آغاز لکھنے کا
کیا مگر بوجہ کسل و کاہلی و مکروہات دنیا و دیگر رنج و الم نوبت تکمیل نہ آتی تھی موضع
ہذا از مفوضات و عطیات حضرت اولاد شاہ بدر عالم صاحب قدوائی قدس سرہ کہ
رئیس موضع موصوف و خلیفہ رشید خلفای حضرت شاہ پیر محمد صاحب قدس سرہ سے تھے

جن سے سلسلۂ بیعت حضرت موصوف کا ملتا ہی اور حضرت شاہ بدر عالم صاحب چوتھے
سجادہ نشین حضرت شاہ پیر محمد صاحب کے تھے حضرت شاہ بدر عالم صاحب کا
مزار بھی موضع مذکور مین ہی قصہ مختصر اسوقت کہ ماہ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ ہجری
مطابق اگست ۱۹۰۱ء کے ہی باقتضاے آب و دانہ قصبۂ بجنور متصل لکھنؤ مین کہ ناتہال
والد مرحوم کا ہی مقیم ہون اب باعانت و رغبت وہی و مزید تاکید منشی شیخ قیام الدین
صاحبزادہ مرید خاندان خاص حضرت صاحب موصوف سے ہین و نیز بہ مشقت تحریر و کوشش
و نقل مسودہ ترتیب رسالہ ہذا وغیرہ عزیزی مہدی حسن سلمہ اللہ تعالی کہ برادر حقیقی میرے ہین و مفتی
مقبول حسین صاحب اطال اللہ عمرہ کہ برادر خالاتی حقیر کے ہین ان سب کی کوشش و
جانفشانی و تاکیدات سے رسالہ ہذا اختتام کو پہونچا اور بعد ملاحظہ و نظر ثانی مولانا
و مقتدانا حضرت شاہ غلام جیلانی صاحب رزاقی بانسوی ادام اللہ برکاتہم جنین
اسلوب حلیہ اختتام و خلعت خراتمام سے آراستہ و پیراستہ ہوا دعا ہی کہ خداوند عالم
مقبول عوام و مرغوب انام فرماوے. شجرہ نسب حضرت سلطان الاولیا شیخ
پیر محمد صاحب بن شیخ اولیا بن شیخ ادہن بن شیخ محمد حسین دانشمند بن محمد شاہ معروف
بہ شاہنشاہ بن محمد پیارے کلان بن محمد اسکندر بن عبد العلیم کلان بن حضرت شیخ
خواجہ بدے ابن شیخ شہاب الدین ابن میران شاہ ابن سید قادر شاہ ابن سید مرتضی
ابن سید حمزا ابن سید جعفر ابن سید حسین ابن سید علی اکبر ابن سید اسماعیل ابن سید
ابو القاسم ابن سید حمزہ ابن سید حسین موفہ ابن سید زید طویل ابن سید جعفر ابن سید علی
ابن سید عبد اللہ راس الحدری ابن سید جعفر ابن سید عبد اللہ ابن سید جعفر قتیل
ابن بیر ابن سلطان محمد حنفیہ ابن امیر المؤمنین امام المتقین حضرت علی مرتضی ابن حضرت
ابی طالب. خلاصہ انتقالات وطن مورثان حضرت شاہ پیر محمد صاحب از مدینہ و بعد رود
از قصبہ مدرہ بشہر کوفہ و از شہر کوفہ بشہر ہرات و از شہر ہرات بہ ولایت ہندوستان و در ہند بموضع اٹاوہ مضافات شہر جونپور

	خیابان دوم	
اولیا راہست طاقت از الٰہ		تیر جستہ باز گرداند ز راہ

کرامات وخرق عادات حضرت شیخ پیر محمدؒ صاحب قدس سرہ کے لاتعد ولاتحصی
ہین بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ہر ہر بات آپ کی نمونہ ولایت ہی انسان کا کام نہین
کہ آپ کے پورے پورے حالات قلمبند کر سکے آپ کے سوانح لکھنا دریائے ناپیدا
کنار کو کوزہ مین بند کرنا ہی تاہم کچھ شمہ حالات حال فیض مآل حضرت سے جو بعض کتب
معتبر مین راویان صادق البیان سے منقول ہین بعینہ درج رسالہ کیے جاتے ہین
حضرت شیخ کی عمر جب دو برس کی ہوئی تو اکثر اوقات آپ کلمہ اسم پاک اللہ کو زبان
سے بجہر ادا فرماتے تھے اور بجائے رونے کے جیسا کہ علی العموم بچہ روتے ہین
آپ آہستہ آہستہ لبہائے مقدس کو جنبش دیا کرتے تھے جو اہل تحقیق کے نزدیک
حرکت لبہائے سراپا برکت خالی از ذکر و یاد الٰہی نہ تھی۔ جب عمر شریف آپ کی آٹھ
برس کو پہونچی آپ اکثر گوشہ ہائے باغ ویران و مقابر سُنسان و کنارے دریا
یا بیابان وحشت نشان مین تشریف لیجاتے تھے اور کچھ فکر ذکر مین مشغول رہتے
ایک روز آپ بموجب عادات معینہ ایک گورستان مین تشریف لے گئے اور قبر
شکستہ وکہنہ مین مراقب ہوے آپ کو غنودگی ایسی طاری ہوئی کہ آپ غافل ہو گئے ناگاہ
ایک آواز بدین الفاظ گوش مبارک مین پہونچی گویا ہاتف غیب ندا دے رہا ہی۔
لقد اورثہ علم الاولین والاخرین لن یبلغہا احد فی زمنک قد ملک۔ بفور سُننے
اس صدائے غیبی اور ندائے الہامی کے آپ کو ایک ہیبت وحیرت عظیم طاری
ہوئی متعجب وپریشان آپ گورستان سے اپنے مکان کو واپس تشریف لائے
اور اپنے عم اکرم سے مشرح ومفصل اُس ماجرائے گذشتہ کو اظہار کیا آپ کے چچا صاحب
نے سنتے مژدہ روح افزا کے آپ کو فرط مسرت سے آغوش شفقت مین لے لیا

اور جبین مبارک پر بوسہ دیکر فرمایا کہ ای نور نظر راحت جان و جگر یہ آواز غیبی والہام
لاریبی مبارک ہو اور بشارت ہی تجھے بارگاہ جناب باری تعالی سے جسکا مطلب یہ ہی
کہ قادر مطلق خداوند برحق تجھے مفتخر کریگا تمام علوم ظاہری و باطنی سے اور کوئی شخص
تیرے ہمعصرین سے نہ برابری کر سکے گا تیری اور نہ پہونچ سکے گا اُن مدارج
کو کہ جنپر تجھے سرداری عطا کی جاویگی اور سرداری ملیگی تمام اولیاے عصر پر
اور برتری ہوگی تمام علماے دہر پر۔ پس مقام خوشی اور سجدۂ شکر کا ہی کہ
جسپر ایسا فضل پروردگار عالم کا ہو۔ دیگر چھہ برس کی عمر مین آپ نے کلام ربانی
کو مع قرأت حفظ اور ختم فرمایا نماز پنجگانہ اتنی ذراسی عمر مین بہ مستعدی و قید
وقت بخضوع وخشوع ادا فرماتے تھے کیا مجال جو کسی وقت کی نماز ناغہ یا قضا ہوتی
بلکہ روزے صیام مفروضہ کے پورے پورے قبل از وجوب فرض آپ نے اپنے
اوپر لازم کرلیے تھے گویا بچپن ہی سے آپ نے عبادت اپنے معبود مطلق کی
بخوشی شروع کردی تھی۔ دیگر زمانہ طفولیت شیخ مین ایک مرتبہ وہی طائفہ کفار
اشرار کہ جن کور باطنون نے آپ کے والد ماجد کو جام شربت شہادت پلایا تھا
بہ تقریب برات اپنے کسی عزیز کی مع ایک جمعیت کثیرہ اٹاوہ سے گذرے
ساکنان موضع اور اعزاے حضرت کو اُن لوگون کے آنے کی خبر سے خوف و
اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ گروہ اشقیا پھر قصد ایذا رسانی کا کرین اس وسوسے سے
تمامی اہل خاندان مضطرب اور پریشان ہوگئے اور یہ قصد کیا کہ آپ کو بغرض
تحفظ جان موضع منڈیا ہو یا کسی اور محفوظ جگہہ پر پوشیدہ کرکے بھیجدیوین
اُسی انتشار و اضطراب کی حالت مین آپ نے باعث تردد اور وحشت کا
دریافت کیا۔ شیخ محمد حسین صاحب نے کہ عزیز خاص آپ کے تھے فرمایا کہ وہی
بدمعاشان بدانجام و کافران نافرجام کا گروہ جنہون نے جان براد کو یتیم کیا ہی

اس طرف سے بجمعیت فراوان گذرنے والے ہین جنسے اندیشہ عداوت ماضیہ کا
ہی اور سب سے زیادہ اندیشہ جان العزیز کا ہی آپ نے ان جملون کو بغور سُنا
اور تھوڑے سکوت کے بعد یہ جواب دیا کہ انسان سے زیادہ خدا حفاظت
کر سکتا ہی کیونکہ وہ حافظ حقیقی ہی کوئی محل تردد کا نہین ہی انشاءاللہ کوئی گزند
اور ضرر ہملوگون کو اُنسے نہین پہونچ سکتا ہی اگر خواستہ ایزدی ہی تو وہ لوگ خود
اندھونکی طرح بغیر داخل ہوئے ہمارے موضع کے باہر ہی باہر بھاگ جاوینگے
ہمارے گاؤن کو اللہ اُنکی نظر بد سے پوشیدہ کردیگا اور وہ اپنی آنکھون کو اپنے ہی ہاتھون
سے بند کر لینگے اور ہم مسکینون کے بغض اور عداوت قدیم کے عوض مین منتقم حقیقی خدا
بدلہ لیگا اور داخل جہنم کریگا اور بے نام و نشان اس جہان سے اُٹھاویگا
کوئی اُنکے خاندان سے باقی نہ رہیگا ظالمون کے حق مین یہی سزا ہی تمام حاضرین
یہ تقریر سنکر متحیر و متعجب رہے وہ لوگ جنکو آپ سے عقیدت راسخ تھی مطمئن ہوگئے
ما بقی اور سب لوگون کو اضطرار قایم رہا بلکہ بڑہتا گیا کہ دفعتاً وہی گروہ اشقیا فوج
فوج قریب موضع کے پہونچا تھا کہ ناگہان سامنے سے آسمان کے چہرے پر کچھ غبار
نمایان ہوا اور وہ بڑہتے بڑہتے سارے آسمان پر پھیل گیا جس سے ساری دنیا
ظلمت کدہ بنگئی اور اس زور سے ہوائے تند نے چلنا شروع کیا کہ لوگون کے
دل کانپ اُٹھے اور بہت درخت زمین پر گر پڑے اُس گروہ کی فوج مین ہل چل پڑ گیا
اور ہر شخص اپنی اپنی حفاظت جان مین آنکھون پر ہاتھ رکھکر جدھر کو بھاگ نکلا
یہ گروہ تو ادھر بلائے آسمانی مین مبتلا ہو گیا اور اُدھر ان لوگون کے مکانات بالکل
خالی رہ گئے تھے اسکی خبر مسمی دھارو ساہ زمیندار گوپال پور پہونچی اور وہ انکا ٹیت
اور دشمن قدیم تھا عرصہ سے منتظر وقت رہا کرتا تھا بفور اطلاع تخلیہ مکان و عدم
موجودگی مردمان موقعہ پاکر معہ جمعیت بدمعاشان اُٹھ دوڑا اور تمامی اثاث البیت

کو لوٹ لیا اور کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر متصرف ہو گیا اور چند محافظان وچوکیداران مکان کو جنکو بعرض حفاظت چھوڑ گئے تھے واہل وعیال کو تہ تیغ بیدریغ کیا دیگر زمانہ خورد سالگی حضرت شیخ مین ایک سال امساک باران کا ہوا وآثار قحط نمایا ہوے تمام خلق اللہ ظہور قحط سے ترسان وہراسان ہوئے مگر منجانب اللہ اکثر لوگون کے دلمین یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت شیخ سے رجوع کرین چنانچہ ایک جم غفیر نے حضرت کو آگھیرا اور دعا کرنے پر مجبور کیا آخر کار آپ نے بخاطر داری مخلوق وگریہ وزاری غربا حضور قلب سے درگاہ قاضی الحاجات مین روبقبلہ ہوکر دستار مبارک سر سے اُتار کر دعای نزول باران رحمت فرمائی وہ دعا ہنوز ختم نہوئی تھی کہ کارکنان قضا وقدر نے درجہ اجابت کو پہونچا دیا اور سلسلہ باران حیات کا شروع ہو گیا دیگر تمام عمر آپ نے عقد نہین کیا ہمیشہ مجرد رہے آپ اپنے چچا کی لڑکی سے منسوب تھے مدتون آپ ہی کے خیال پر اُس لڑکی کی شادی نہین کی گئی جب حضرت شیخ نے شادی سے قطعًا انکار کیا اور لوگون کو بالکل ناامیدی ہو گئی تب سب نے مایوس ہوکر اُس معصومہ کی شادی کے لیے دوسری جگہ کوشش شروع کی یہ خبر جب اُس لڑکی کے کان تک پہونچی اُسنے بھی نکاح بیاہ سے تنفر قطعی ظاہر کیا اور باالآخر یہ کہا کہ درصورت اصرار بی انتہا اور مجبور کرینگے مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگی مگر دوسری جگہ شادی نہ کرونگی تب سب لوگ بیچارے خاموش ہو رہے اور وہ نیک نہاد بی بی مثل حضرت شیخ کے بقیۃ العمر مجرد رہین اور ترک دنیا کرکے یاد الٰہی مین ساری عمر عزیز کو بسر کیا اور بباعث برکت نفوس حضرت شیخ کے رابعہ وقت ہوئین لیکن حضرت کو بھی ہمیشہ تاحیات اُن معصومہ کے خیال رہا اور کفیل حالات ہوتے رہے دیگر عرصہ سے حضرت شیخ مقبرہ مخدوم شاہ مینا صاحب پر قیام رکھتے تھے بوجہ ایک قضیۂ نامرضیہ کے جسکا تذکرہ آیندہ درج کیا جاویگا وہان سے چلے آئے اور اس ٹیلہ پر قیام فرمایا کہ

جہان اب مزار پاک آپ کا ہی اسوقت یہ مقام نہایت ناہموار وخراب پرخطر مجمع زاغ
وزغن اجنہ وخبائث کا مسکن تھا کوئی فرد بشر کیا ہندو کیا مسلمان بخوف جان
اُس ٹیلہ پر نہین جاتا تھا بالائے ٹیلہ ایک درخت عظیم الشان املی کا تھا زیر درخت
مذکور آپ نے آکر قیام فرمایا اور اُس ٹیلہ کو اُن بلیات سے صاف کردیا کوئی گزند
یا صدمہ آپ کی ذات کو وہان کے قیام سے نہین پہونچا با اطمینان تمام آپ وہان
رہنے لگے بلکہ آپ کے قدمون کی برکت سے لشکر اجنہ نے بموجب حکم عالی اُس جگہ کو
خالی کردیا آپ نے عبادت و ریاضت خدا سے اُس جگہ کو مظہر نور ذات صمدیت بنا دیا۔
دیگر ایک مرتبہ حضرت شیخ واقع ۲۹ شعبان المعظم کو دروازہ جنوبی لکھنؤ سے مع
ستر نفر یاران باصفا برآمد ہوئے اور بغرض سیر صنعت صانع مطلق سمت جنگل
جہانگیر آباد کے روانہ ہوئے اور قریب وقت مغرب تالاب جنگل جہانگیر آباد پر
معہ دیگر ہمراہیان کے پہونچ گئے اتفاقاً اُسی روز رویت ہلال ماہ صیام کی
ہوئی چند اشخاص جمعیت ہمراہیان حضرت سے جو چاشنی گیر مذاق حقیقی کے تھے
بے غل وغش ہمراہ حضرت کے یاد مولا مین مشغول ہوے باقی مردمان ہمراہی جابجا
بیٹھے ہوے کچھ مختلف اذکار کرتے رہے اُسی دوران مین یہ خیال بھی اُن لوگون کو
دامنگیر ہوا کہ آج کا دن تو تمام فاقہ سے گذر چکا ہی کل پہلا روزہ رمضان کا ہی
دیکھیے کیسی گذرتی ہی اُن لوگون مین باہم یہی قیل وقال ہو رہا تھا کہ حضرت نے
نماز تراویح سے فراغت کرکے سب کو مجتمع فرمایا اور کچھ الفاظ نصیحت آمیز توکل
وقناعت مین فرمانے لگے دفعتاً۔ مائدہ از آسمان شد عائدہ + چون کہ گفت انزل علینا
مائدہ + دور سے آتی ہوئی ایک روشنی نظر پڑی جب وہ روشنی بالکل قریب
ہوئی تب ایک مشعل معہ چند بہنگیونکے معلوم ہوئی اور ایک آدمی بھی ہمراہ اُن بہنگیونکے
تھا وہ آدمی سید تھا بہنگیون سمیت خدمت مین حضرت کے حاضر ہوا اور پیش نظر حضرت کے

رکھدیا اور خود مؤدب کھڑا رہا حضرت نے اُس سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تو کون ہی اور
کہان سے لایا ہی اور کسنے بھیجا ہی اتنا توضرور فرمایا کہ مجمع فقرا کا زیادہ ہی تقسیم
باہم مین دقت ہوگی مناسب ہوگا کہ تم خود ہی تقسیم بھی کردو چنانچہ اُسنے بموجب
ارشاد حضرت کے فرداً فرداً تقسیم کردیا اور خود خالی خوان لیکر جدھر سے آیا تھا واپس
گیا کھانے پینے سے فراغت کرکے جن لوگون نے نماز تراویح نہین پڑھی تھی نماز مین
مشغول ہوے بعد فراغت نماز ہر شخص اپنے اپنے بستر پر سو رہا علی الصباح بعد فراغ نماز
فجر ہر شخص منتظر ہی کہ حضرت قصد مراجعت کا فرمائین لیکن حضرت مصروف عبادت
رہے حتی کہ وہ دن بھی اُسی جنگل مین ختم ہوگیا اور وقت افطار کا پھر قریب آپہونچا
ہر شخص اُسی تذکرہ ماضیہ مین پھر مصروف ہوا اور کھانے پینے کی باتین کرنے لگا ناگہان
بدستور گذشتہ ایک بہنگی وسپاہی آتا ہو نظر پڑا اور سیدھا حضرت کے پاس حاضر ہوا
حضرت کے سامنے لاکر رکھدیا حضرت نے وہی معمولی حکم دیا اُسنے اُسکی تعمیل کی ہر شخص کو
تقسیم کرکے واپس گیا اب ہر روز کا معمول ہوگیا کہ روز عمدہ عمدہ کھانے اور حلوے آتے
اور سب کو تقسیم ہوجاتے اسی صورت سے اٹھائیس رمضان تک اُس جنگل مین
قیام فرمایا ایک روز کسی خادم نے آرندہ طعام سے نام ومقام فرستندہ کا دریافت
کرنا چاہا آرندہ طعام نے جواب دیا کہ تمکو کھانے سے مطلب ہی یا دنیا کی تحقیقات سے
اگر زیادہ خواہش انکشاف ہو تو حضرت سے دریافت کرلو بس یہ راز سربستہ کسی پر ظاہر
نہوا کہ یہ کھانا کہان سے آتا ہی اور کون بھیجتا ہی۔ ۲۹ رمضان کو بعد فراغ نماز اشراق
حضرت نے قصد لکھنؤ کا فرمایا اور نماز عید مع یاران ہمراہی لکھنؤ مین ادا فرمائی خادمان
ویاران ہمراہی حضرت ذکر کرتے تھے کہ اس جنگل وسیع مین ایک بہت بڑا شیر درازقامت
رہا کرتا تھا جسکی ہیبت سے مسافرون نے راستہ چلنا وچرواہون نے مویشیون کو
چرانا اُس جنگل مین چھوڑ دیا تھا لیکن جب سے حضرت رونق بخش اُس جنگل کے

ہونے لگے اُس شیر بزرگ نے ترک سکونت جنگل کی کی اور وہان سے باہر چلا گیا۔
چون از و گشتے ہمہ چیز از تو گشت دیگر ایک مرتبہ حضرت شیخ نے قصد مصمم و عزم مستحکم زیارت
حرمین شریفین کا فرمایا مگر کسی شخص کو آپ نے اس ارادہ سے اطلاع ندی تھی اور
نہ کوئی سامان سفر درست فرمایا تھا دفعتاً آپ اُٹھے اور دروازہ جنوبی شہر سے مع
یاران ہمراہی خدمت مین مولوی عبدالقادر صاحب اُستاد اپنے کے حاضر ہوے
اور اظہار قصد سفر بیت اللہ شریف کا فرمایا۔ مولوی صاحب موصوف نے دن و تاریخ
روانگی کا پوچھا آپ نے فرمایا کہ اسی وقت تیار ہون اور جاتا ہون مولوی صاحب
نے بصد افسوس یہ فرمایا۔ بسلامت روی و باز آئی۔ مگر مجھے تو یہ خیال تھا کہ میری
ضعیفی و ناتوانی حد سے گذرتی جاتی ہے اور اسباب موت پیش آتے جاتے ہین اگر وقت
موت کا معین نہین ہے نہین معلوم کہ کسوقت حکم قبض روح کا ہو گو تمناے دلی
فقیر کی یہ تھی کہ میرے جنازہ کو کندھا دیکر منزل اول تک پہونچا دیتے اور نماز میت
پڑھکے فاتحہ خیر سے یاد کرتے لیکن مرضی مولا۔ بس حضرت نے یہ جملہ سنکر فسخ عزیمت
فرمایا اور مولوی صاحب سے عرض کیا اگر آپ کی مرضی نہین ہے تو مین نے بھی اپنا سفر
ملتوی کیا حضرت اپنے حجرہ مین واپس تشریف لے آئے اور حجرہ مین داخل ہو کر
دروازہ حجرہ کو بند کر لیا ایک ہفتہ تک در حجرہ بند رہا اور حضرت بیرون حجرہ تشریف
نہین لائے مریدین و طالبین از حد پریشان رہے کوئی فکر و تدبیر سمجھ مین نہین آتی تھی
نہ بوجہ ہیبت و جلالت حضرت کے در حجرہ کو توڑ سکتے تھے بالآخر یہ تجویز ہوا کہ مولوی صاحب
قبلہ سے چلکر تذکرہ کرین چنانچہ دو چار مخصوصین حضرت سے مولوی صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوے اور پورا پورا حال بیان کیا مولوی صاحب نے سب کو تشفی و دلاسا
دیکر یہ فرمایا کہ فقیرون کے انکشاف حالات مین زیادہ سرزنش نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم
کس حالت مین رہتے ہین کہان جاتے ہین اور کہان آتے ہین تم لوگ بجاے خود

یہ تصور کر لو کہ میرے منع کرنے سے سفر حجاز براہ خشکے عالم اظہار مین نہین کیا مگر وہ
بیت اللہ شریف کو گئے ہین دو چار روز مین واپس آجاوینگے اور اپنے خیال سے
اپنے دل کو تسکین دیتے رہو انشاء اللہ تعالی وہ بخیر و عافیت تم لوگون سے ملینگے
جب اُن حاضرین نے یہ کلمات مولوی صاحب کی زبان سے سُنے تب گونہ اطمینان ہوا
اور تکیہ منورہ پر واپس آئے چنانچہ اُسی روز بعد القضاے یک ہفتہ وقت مغرب در حجرہ
کھولا اور حضور بیرون حجرہ تشریف لائے اور اپنی زیارت جمال اشرف سے دیدۂ منتظرین
کو منور فرمایا دیگر حضرت شیخ سن شعور سے تا دم وفات کبھی کسی سواری پر سوار نہین
ہوے گو آپ کی عمر شریف ساٹھ برس کی ہوئی تھی اور آپ نے بہت بڑے بڑے سفر
حرمین شریفین و دیگر بلاد کے فرماے تھے مگر سب پیادہ پا البتہ دو مرتبہ آپ کو اتفاق
سواری پر سوار ہونے کا ہوا ہی وہ بھی بپاس خاطر و آداب و لحاظ اُستاد ایک مرتبہ
کوئی تقریب شادی کے مولوی عبدالقادر صاحب کے یہان کہ اُستاد آپ کے تھے
پیش ہوئے حضرت بھی اُسمین شریک ہوے اور سر شام سے مولوی صاحب
کے مکان پر تشریف لے گئے اور بارہ بجے شب تک آپ وہان موجود رہے جب
بارہ بجگئے اور عقد ہونے مین عرصہ معلوم ہوا ادھر تو عقد مین تاخیر معلوم ہوئی اُدھر کثرت
مہمانان و مردمان سے ایسا گھبرائے کہ بلا اجازت و اطلاع و حصول رخصت مولوی
صاحب سے تکیہ پر تشریف لائے اور یہ خیال کیا کہ اب بوقت عقد جاکر شریک
ہوجاؤنگا اور نیز مولوی صاحب سے معذرت عدم حاضری کی کرونگا اسی درمیان مین
جناب مولوی صاحب کو خبر تشریف لیجانے حضرت کی معلوم ہوئی مولوی صاحب فوراً
اپنی فینس پر سوار ہوکر تکیہ منورہ پر پہونچے اور بعد شکایت بسیار حضرت صاحب کو
باصرار تمام اپنی فینس پر سوار کیا اور خود بھی اُسی فینس پر سوار ہوے اور اپنے
مکان پر لے آئے یا دوسری مرتبہ جب آپ سوار ہوے ہین کہ ایک شخص آپکے

واسطے ایک بیل گاڑی لایا اور نذر حضرت کے کی اور یہ تمنا ظاہر کی کہ حضور ایک مرتبہ
اس سواری پر سوار ہولیوین چنانچہ حضرت نے بخیال دلشکنی کے اُسکو رنجیدہ
نہین کیا اور اُسپر سوار ہوکر کچھ دور تک گئے پھر اُتر پڑے اور ایک دوسرے شخص کو
وہ گاڑی مرحمت فرمادی دیگر آنحضرت گاہ گاہ اغنیا اور دولتمندون کے مکان
پر قدم رنجہ فرماتے لیکن اگر کوئی دعوت طعام کرتا تو اُسکو رد نہ فرماتے آپ کے
معمولات مین داخل تھا کہ عوام اور جہال کو مرید نہین کرتے بلکہ جو خواندہ آدمی طریقہ
شریعت سے دور ہوتے تھے اُنکو بھی نہ مرید فرماتے اسی واسطے آپ کے مریدون کی تعداد
بہت زیادہ نہ تھی البتہ آپ اُن لوگون کو شرف بیعت سے اعزاز بخشتے تھے کہ جو لوگ
بیشتر حضرت سے تحصیل علم کرتے یا بطور خود پابند و محتاط ہوتے تھے اُن لوگون کو
سلسلۂ خاندان مین داخل فرماتے یا مثل قوالان و حجابان و طباخان کے جو ہر وقت
خدمتگزاری حضرت مین حاضر رہتے تھے اُنکو مرید کرتے تھے بنا بران تمامی مرید آپ کے
کمالات ظاہری و باطنی سے مجلّی و آراستہ رہتے تھے اور اکثر خلفائے حضرت مجرد
رہتے تھے اور اکثر مرید بلاد ہند و حرمین شریفین مین بھی پائے جاتے تھے مثل
ملا عظمت اللہ صاحب سہارنپوری شارح خلاصۃ الحساب وغیرہ ملّا صاحب موصوف بڑے
زبردست عالم تھے اکثر بزرگون کی خدمت مین بغرض حصول بیعت حاضر ہوے مگر آپ کی
خواہش کے مطابق کوئی نہ ملا نہ کسی سے مقصد برآری ہوئی تب آپ لکھنؤ خدمت مین
حضرت شیخ کے حاضر ہوے اور شرف قدمبوس حاصل کیا بعد ملاقات و دفع کسل
منزل حضرت شیخ نے مولوی صاحب کو اپنے پاس بلایا اور کچھ خاص باتین دریافت
فرمائین اور ہمراہ اپنے اندرون حجرہ لے گئے اور نصف شب تک حجرہ مین تخلیہ رہا
اس صحبت تخلیہ مین حضرت شیخ نے مولوی صاحب کو اپنے فیض سے مالامال کردیا چنانچہ
اُسی روز آخر شب کو حضرت نے خادم سے پانی وضو کے واسطے طلب کیا بجائے خادم

کے مولوی صاحب خود پانی لائے اور وضو کرایا ساتھ نماز فجر کی ادا کی بعد فراغ نماز مولوی صاحب نے بیعت فرمائی بعد بیعت کے حضرت نے حکم چلہ کشی کا دیا اور بعد ختم چلہ کشی اجازت روانگی وطن کی فرمائی - دیگر جب حضرت شیخ کی دعوت کوئی شخص کرتا آپ اُسکو فوراً قبول فرماتے مگر مکان پر کسی کے کم تشریف لیجاتے اگر کوئی طعام دعوت کا تکیہ پر لاتا تو انکار نہ فرماتے بلکہ بہت خوشی سے قبول فرماتے کسی قسم خاص طعام کی کبھی فرمائش نہ کرتے تھے جسطرح کا کھانا ہوتا خوش ذایقہ یا بد ذایقہ بغیر گفت وشنود تناول فرما لیتے چنانچہ ایک بار کسی نے آپ کی دعوت کی اور انواع اقسام کے نفیس نفیس کھانے بافراط آپ کے واسطے بھیجے اتفاق سے سہواً یا امتحاناً اُس کھانے مین نمک نہ تھا آپ نے بخوشی اُس طعام کو تناول فرمایا اور شکایت بے نمکی زبان پر نہین لائے دیگر ایک روز حضرت شیخ مع میر محمد شفیع صاحب کے کہ خلیفہ آپ کے تھے حسب دستور قدیم بوقت شب فصل بارش مین واسطے سیر باغ شجاع کے تشریف لیے جاتے تھے اثناء راہ مین ایک نالہ عمیق پانی سے بھرا ہوا ملتا تھا کہ اُس سے گذر انسان کا دشوار ہوتا تھا حضرت شیخ بے تامل و بے تفکر جسطرح سے سطح زمین پر چلتے تھے اُسی طرح سے فرش آب پر چلے گئے اور بہ آسانی عبور فرمایا کف پا تک حضرات کے پانی سے تر نہین ہوئے مصرع چو سجادہ نگمردان بر آب دیگر ہر روز حضرت شیخ بعد ادائے نماز ظہر کے اندر سے دروازہ حجرہ کو بند فرما لیا کرتے تھے مگر اندرون حجرہ سے مختلف قسم کی آوازین بہت سے آدمیون کی سُنائی دیتی تھین لیکن زبان اور باتین کسیکی کچھ مفہوم نہین ہوتی تھین نہ کسی کو یہ جرأت اور تاب تھی کہ حضرت شیخ سے کوئی کچھ دریافت کر سکے کہ یہ آواز کن لوگون کی ہی مگر قرینہ سے سامعین نے یہ یقین کر لیا کہ آواز مردمان غیب کی ہی دیگر حضرت شیخ کا ایک مرید کہ جسکا مکان بہرائچ مین تھا وہ بقصد قدمبوسی پیرا اپنے گھر سے چلا

اثناء راہ مین نوبت عبور دریاے گھاگرہ پیش آئی بہت سے مسافر مع اُس درست اعتقاد کی کشتی پر سوار ہوئے اور چلے جب وہ کشتی ناف دریا مین قریب دھارہ کے پہونچی کثرت امواج و تلاطم دریا سے قریب تھا کہ کشتی غرق ہوجاے ہر شخص نے تضرع و الحاج درگاہ قاضی الحاجات مین پیش کیا اور اپنے اپنے اعتقاد کے موافق ہر شخص نے نذر و نیاز ماننا شروع کیا اُس مرید عقیدت مند نے اپنے پیر دستگیر روشنضمیر سے رجوع کیا ہنوز دعاے بیچارگان ختم نہوئی تھی کہ درجۂ قبولیت کو پہونچ گئی یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص یہ کہرہا ہی کہ فلان دعا کو کیون نہین پڑہتا کہ بلاے غرق سے نجات پاوے چنانچہ اُسنے پڑہنا شروع کیا اللہ نے بہ برکت اُس دعاے شریف کے سب آدمیون کو آفت طوفان سے بچایا اور سلامتی کے ساتھ اُس پار پہونچادیا دیگر حضرت شیخ کو ابتداے عمر سے وسط عمر تک سماع سُننے کا بڑا شوق رہا لیکن آخر عمر مین رغبت سماع کی کم ہوگئی تھی اور بارہا لوگون کو ترک سماع کی ہدایت فرمایا کرتے تھے آپ گانے کو اگرچہ اپنے لیے حرام نہ سمجھتے ہون مگر اورون کو منع فرماتے تھے حضرت شیخ کو اگرچہ بعیت خاندان چشتیہ مین تھی لیکن آپ مرید ہر سہ طریقہ سے فرماتے تھے دیگر اینکہ ایک روز چاندنی رات مین کہ ہر چہار جانب زمین پر فرش نور کا بچھا ہوا تھا حضرت بعد فراغ نماز عشا متوجہ سیر باغ و روضہ شاہ عبد الجلیل صاحب کے ہوے جب قریب تکیہ شاہ عبد الجلیل صاحب کے پہونچے قوالون نے گانا شروع کیا حضرت ایک قدم چلتے اور کھڑے ہوجاتے دو گھڑی تک سکوت فرماتے چند قدم آپ نے اسی طرح طے فرمائے تھے کہ ایک مار سیاہ عظیم الشان دفعتًا ایک طرف سے آیا اور حضرت کے قدمون کے قریب سر اُٹھا کہ کھڑا ہوگیا اور گانا سنتا رہا حضرت یا ہمراہیان حضرت نے اُس سے کچھ تعرض نہین کیا اُسکو اُسکے حال پر چھوڑدیا درگاہ تک وہ سانپ اسی طرح سے حضرت کے ساتھ گانا سنتا ہوا آگے آگے چلا گیا حالت قیام

مین ہشل آدمیون کے ٹھہر جاتا اور پھر ساتھ روانہ ہوتا جب حضرت درگاہ مین پہونچے گانا
بند ہوگیا وہ سانپ بھی نظرون سے غائب ہوگیا دیگر انیکہ ایک روز حضرت شیخ خلاف
معمول عادات شریفہ وقت دوپہر ٹھیک بیساکھ جیٹھ کے مہینہ مین متوجہ سمت روضہ شاہ
عبدالجلیل صاحب کے ہوئے چونکہ یہ سفر ناوقت حضرت نے اپنے تکیہ منورہ سے فرمایا
لہذا اکثر یاران حضرت بھی حضرت کے ہمراہ ہوئے رفتہ رفتہ حضرت شیخ روضہ شاہ موصوف
سے بڑھ گئے جیسا جیسا حضرت آگے کو بڑہتے گئے ایک بوے بد اور متعفن دماغ مین
ہر شخص کے آنے لگی اور ساعت بساعت وہ بدبو ترقی پکڑتی گئی حتی کہ ہمراہیان حضرت
تاب بدبو کی نہ لاسکے اور نہ طاقت معیت حضرت کی باقی رہی اکثر لوگ اُسی جگہ ٹھہر گئے
صرف دو ایک آدمی ہمراہ حضرت کے چلے مگر حضرت بلا تکلف آگے کو بڑہتے چلے جاتے تھے
آخرش ایک قبر نمودار ہوئی جسمین سے دھوان نکلتا معلوم ہوتا تھا اور شدت بدبو
سے دماغ پھٹا جاتا تھا حضرت قبر پر پہونچکر بیٹھ گئے اور دیر تک مراقب رہے تھوڑی
دیر کے بعد بدبو نے کمی پکڑی حضرت قریب قریب دوپہر کے اُسی جگہ مراقبہ اور پڑہنے
مین مشغول رہے بہ برکت دعا و قدم متبرک وہ بدبو بالکل جاتی رہی آنحضرت نے
دوگانہ شکر جناب احدیت کا ادا کیا اور معہ اُن ساتھیون کے فاتحہ خیر پڑھ کر تکیہ پر
واپس آئے معلوم ہوا کہ وہ بدبو اور دھوان علامت عذاب میت قبر کی تھی بہ توجہ
حضرت و دعائے مغفرت میت نے عذاب قبر سے نجات پائی۔ دیگر انیکہ ایک رات کو
حضرت با برکت تکیہ منورہ کے بالاخانہ پر رونق بخش تھے میان صدیق مصلح خادم سے باواز بلند
وضو کے واسطے پانی طلب فرمایا خادم موصوف کو پانی لانے مین کچھ عرصہ ہوا بعد کچھ تامل
کے میان خادم جب کوٹھے پر آئے حضرت شیخ کو بالاخانہ پر نہ پایا فوراً نیچے واپس
گئے دیکھا تو نیچے بھی حضرت نہین ہین حیران ہوکر صحن مین چلا آیا گیا دیکھتا ہی کہ حضرت
زیر تکیہ منورہ لب گومتی بیٹھے ہوئے طہارت مین مصروف ہین میان صدیق کو سخت حیرت

ہوئی کہ ابھی تو حضرت کوٹھے پر موجود تھے لب گومتی دفعتاً کیسے پہونچ گئے چاہتا تھا
کہ اُس بلندی سے نیچے کود پڑے اور حضرت کے پاس پہونچے کہ اُسی حالت مین
حضرت شیخ خود ہی فورًا اُنکے پاس کوٹھے پر آگئے گویا حضرت وہین موجود تھے
اور ہاتھ خادم موصوف کا پکڑ لیا اور اُنکو اُنکے ارادہ سے باز رکھا اور فرمایا کہ
کہ سبوچہ آب مجھے دے یہ فرماکر لوٹہ آپ نے لے لیا اور بالاخانہ پر تشریف لے گئے
الحق اولیا اللہ کو ہر قسم کی طاقت اللہ پاک نے بخشی ہی اور اُنکو قدرت دی ہی کہ
جہان چاہین ظاہر ہو جائین اور جس جگہ چاہین پوشیدہ ہو جاوین اور آن واحد مین
سارے عالم کی مسافت طی کر سکتے ہین حالانکہ حضرت شیخ سے باوجود کامل اکمل
ہونے کے بلاضرورت کشف وکرامات ظاہر نہین ہوتی تھی حاجت بول و براز کی مزاج
وہاج پر بہت ناگوار تھی اور وہ بضرورت طہارت ایک تودہ خار وخاشاک ہو رہی
تھی اور آپ کا دستور تھا کہ آپ بعد رفع حاجت جب پاخانہ سے تشریف لاتے فورًا
غسل یا وضو فرماتے چونکہ اسوقت پانی واسطے غُسل کے موجود نہ تھا اور خادم کو
پانی لانے مین عرصہ ہوا لہذا آپ متوجہ ولایت کے ہوئے اور بہ قوت ولایت
آپ نے اُس بلندی کو طی فرمایا اور لب گومتی تشریف لے گئے جب آپ نے ملاحظہ
فرمایا کہ صدیق اپنے کو اوپر سے گرا دیگا اور اندیشہ ہلاکت کا ہی آپ نے اُس
بلندی پر فورًا صعود فرمایا اور اُسکو اُسکے ارادہ سے باز رکھا یہ نزول وصعود آپ سے
یا کسی ایسے بزرگ سے ایسے موقعہ پر ظہور پذیر ہونا محال و بعید نہین ہی دیگر اینکہ
مراد نامی قوال ساکن قصبہ فتح پور من مضافات لکھنؤ جب لکھنؤ حاضر ہوتا آستانہ
مبارک پر ضرور آتا اور حضوری مین راگ گاتا ایک مرتبہ وہ حاضر ہوا لیکن حضرت
در حجرہ بند کیے تشریف رکھتے تھے وہ حاضر ہوا اور در حجرہ پر گانا شروع کیا آواز
راگ جب حضرت کی سمع اقدس تک پہونچی حضرت نے کھڑکی حجرہ کی کھولدی اور

غور سے گانا سنتے رہے ایک مرتبہ حضرت شیخ کو مراد قوال کے گانے پر کیفیت طاری
ہوئی چشم مبارک سرخ ہوگئین اُسی حالت وجد مین نظر توجہ سے مراد کو دیکھا مراد
بامراد ہوگیا اور دولت سعادت دائمی سے مالامال ہوگیا صاحب تصرف و مقبول انام
ہوا مصرع ع یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زا بنائے جنس ٭ بعد انقضائے چند روز
ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ چند سواران سرکاری متعینہ فتح پور لکھنؤ آئے تھے مراد قوال
سے بھی ملاقات ہوئی سوار مذکور بعد فراغ کار منصبی واپس گئے بعد واپسی سواران
حاکم متعینہ فتح پور نے مراد کو حکم حاضری کا دیا سوارون نے عرض کیا کہ حضور مراد کو
ہمنے لکھنؤ مین چھوڑا ہی وہ یہان نہین موجود ہی سوار کے اس جواب پر حاکم نے
کچھ التفات نہ کیا اور ناخوش ہوکر چوبدار کو واسطے تلاش مراد کے بھیجا اتفاق سے
مراد اُسوقت اپنے مکان پر موجود تھا چوبدار اپنے ہمراہ مراد کو لایا اور حاکم کے
سامنے پیش کیا حاکم کو سخت حیرت ہوئی اور اُس سے موجودگی لکھنؤ و بیان سواران کا
قصہ بیان کیا مراد نے اقبال کیا اور سوارون کی تصدیق کی سبحان اللہ کہ بہ برکت و
تصرف حضرت مراد کو عمل طی ارض حاصل ہوگیا تھا وہ آن واحد مین بڑی بڑی مسافت
طی کرسکتا تھا فتح پور تو بہت قریب تھا مدت العمر مراد خدمت حضرت مین حاضر رہا
اور بعد مرنے کے تکیہ منورہ پر دفن کیا گیا دیگر انکہ اُستاد حمید نام معمار مُرید حضرت شیخ
کا تھا اور ایک ہی لڑکا بڑی مرادون و منتون کا تھا گویا وہی اُسکی آخر عمر کی نشانی تھے
نام اُس لڑکے کا **کالے** تھا بوجہ ایک ہی لڑکا ہونے کے تمام خاندان مین ہر شخص اُس سے
محبت بے انتہا کرتا تھا الغرض حمید کی روح اور زندگی کا باعث تھا اتفاقًا ایک مرتبہ
سخت علیل ہوا علالت نے اس درجہ طول کھینچا کہ ایک روز بالکل سقوط نبض و برودت
اطراف ہوگیا اور سب علامات پورے پورے موت کے طاری ہوگئے بظاہر ہر شخص کو
یقین ہوگیا کہ کالے مرگیا اور دنیا سے گذر گیا گھر مین رونا پیٹنا پڑا تجہیز تکفین کا

سامان ہونے لگا آخر الامر غسل وکفن سے فراغت کرکے بغرض ادائے نماز جنازہ میت کو تکیہ پر حضرت کے پاس لے گئے حضرت اُسوقت واسطے نماز عصر کے وضو کر رہے تھے اُستاد حمید روتا پیٹتا حاضر ہوا اور حضرت کے قدمون پر گر پڑا بہ الحاح ونیاز عرض کیا یا حضرت یہ امانت ودیعت ونعمت عطیۂ خداوند برحق حاضر ہی نماز پڑھ دیجیے کہ یہ اپنی اصلی جگہ پر رخصت کیا جاوے یعنے دفن ہو یہ کہکر بے اختیار رویا اور غش کھاکر گر پڑا بیہوش ہوگیا بفحوائے ملاحظہ حال استمال اُستاد حمید معہ ذالک الصبر مفتاح الفرح حضرت کو رحم آگیا اور دریائے شفقت وعنایت جوش زن ہوا تھوڑا پانی بقیہ وضو کا دست مبارک مین لیکر جنازہ کے قریب تشریف لائے اور حکم دیا کہ چہرہ میت کا کفن سے کھولو چہرہ کو کھولکر کف دست سے پانی چہرۂ میت پر مارکر یہ فرمایا کہ مُردہ نہین ہے زندہ ہے البتہ مرض سکتہ شدید مین مبتلا ہے دوا اسکی یہ ہے کہ برابر اسکے چہرہ اور سر پر پانی ڈالے جاؤ ہنوز اس تدبیر کو بہت دیر نہ گذری تھی کہ کالے اُٹھ بیٹھا اور اپنے کو صحیح وسلامت پایا حاضرین کو بمعاینہ اس واقعہ کے حیرت دامن گیر ہوئی اُستاد حمید حضرت کے قدمون پر گر پڑا اور قربان ہونے لگا حضرت نے دعائے خیر اُسکے حقمین فرمائی چنانچہ بہ برکت ارشاد عالی صحیح وسالم اپنے گھر واپس گیا بفضلہ اسوقت تک سلسلۂ نسل اُسکا قائم وباقی ہے تصرف وکرامت بزرگان مستجاب الدعوات سے کچھ بعید نہین ہے کہ خداوند عالم اُنکی دعا کے طفیل سے مُردہ کو زندہ کردے یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ دیگر اینکہ بظہور اظہار کرامت یعنی زندہ ہونا کالے پسر حمید معمار و دیگر کرامات حضرت شیخ باقتضائے کرامات عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ گرد آپ کے ہجوم عوام وازدحام انام ہونے لگا حضرت کو یہ مجمع خلائق ناگوار ہوا آپ کو شہرت وعظمت کرامت منظور نہ تھی فوراً آپ نے حسب عادات مستمرہ بلا اظہار قصد بے زاد راحلہ سفر دیار مشرق اختیار فرمایا اور واسطے کچھ مدت کے لکھنؤ کو خیر آباد فرماکر چھوڑ دیا

حالانکہ اُس سفر مقدس مین چار سو آدمیون کا مجمع ہمراہ رکاب حضرت کے تھا جسمین
فقرا و علما و مُرید و طالب علم سبھی قسم کے آدمی تھے با وجود کثرت جماعت مردمان کوئی
انتظام خورد و نوش ہمراہ حضور کے نہ تھا محض بتوکل علی اللہ سفر اختیار فرمایا اور
شہر جونپور مین ورود جماعت برگزیدگان خدا کا ہوا موافق معمول قدیم جامع مسجد
سلطان ابراہیم مشرقی مین سکونت گزین ہوئے تمام رؤسا و علما مع رئیس المشایخ
وغیرہ بغرض حصول زیارت قدم حضرت والا کے حاضر ہوئے اور بعد حصول ملاقات
ہر شخص اس امر پر متمنی و مصر تھا کہ ہمارے کلبۂ احزانکو قدم فیض مقدم سے منور فرماکر
عزت مہمان داری کی بخشین اولاً حضرت نے کچھ تامل فرمایا لیکن بوجہ خواہش مزید
حاضرین منظور کیا چنانچہ پہلے دن رئیس المشایخ نے دعوت کی دوسرے روز سید
عبدالباری صاحب کے یہان دعوت ہوئی تیسرے روز حضرت دیوان جی نے دعوت
فرمایا روز چارم آپ نے قصد سفر کا کیا تمام ہمراہیان مصروف روانگی کے تھے کہ دفعتاً
حضرت نے فسخ عزیمت کیا اس فسخ عزیمت سے ہر شخص ششدر و حیران تھا کیا ہمراہی
کیا باشندگان شہر بعض بعض لوگ جو حضرت کی خدمت مین گستاخ زیادہ تھے باعث التوائے
عزم دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ اکثر مردمان شہر کا خیال ہی بلکہ باہم یہی قیل و قال ہی
کہ یہ شہر مسلمانان غریب و افلاس زدہ سے آباد ہی دولت فلاح یہان سے کافور ہی
تین روز تک تو کسی طرح سے دعوت ہو گئی اگر زیادہ قیام اس لشکر کا یہان ہوا تو دعوت
کرنا کیا پانی تک ملنا دشوار ہو گا چنانچہ فقیر نے قصداً ایسے ارادہ کو توڑ دیا لوگون کا
خیال بالکل فاسد ہی روزی رسان اور پروردگار عالم انسان نہین ہی بلکہ وہ اور ہی
ذات پاک ہی یہ لشکر تو کیا اگر سو لشکر سلیمان علیہ السلام کے ایسے جنگل ویران مین پہونچین
تو ایک مورچہ ضعیف صدہا برس دعوت کر سکتا ہی یہ تو پھر بھی شہر ہی صدہا قسم کے لوگ آباد
ہین مگر مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ ہی یہ فرما کر آپ جامع مسجد کو چلے آئے اور ۲۳ دن تک

جونپور مین قیام فرمایا اور ہر روز خوان پر الوان دعوت کے آتے رہے چوبیسوین روز
آپ جونپور سے آگے کو روانہ ہوئے اثنائے راہ مین گذر آپ کا اپنے وطن مین ہوا مگر اُسی
زمانہ مین بوجہ یورش وشورش بدمعاشان وہ موضع کہ جہان آپ کا دولت خانہ تھا تباہ اور
ویران ہو چکا تھا سب اعزا و اہل خاندان آپ کے اس موضع سے بھاگ کر بنارس مین
آباد ہوئے تھے لیکن جب آپ اس موضع مین پہونچے اور دو مقام فرمائے اور بعد زیارت
وفاتحہ خوانی قبور والدین و دیگر بزرگان آگے کو روانہ ہوئے سو دیگر حضرت شیخ سیر
کرتے ہوئے بنارس مین تشریف لے گئے اور بارہ برجی مسجد قریب قدم مبارک حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اقامت فرمائی آپ کے تشریف آوری کی خبر تمام
شہر مین محلہ بمحلہ مشتہر ہوگئی بفور شہرت جُوق جُوق مخلوق حاضر ہونے لگی اور شرف
زیارت قدوم سے فیضیاب ہونے لگے شدہ شدہ یہ خبر شیخ بساون پسر شیخ محمد حسین
صاحب کو معلوم ہوئی آپ فوراً حضرت کے پاس حاضر ہوئے بمجرد دیکھنے کے حضرت
نے پہچان لیا فرمایا کہ تم بیٹے میرے بھائی محمد حسین کے ہو شیخ بساون نے کہا کہ جی ہان
اور مؤدب سلام کرکے تمامی مستورات خانہ کی طرف سے سلام عرض کیا اور اپنے ہمراہ
حضرت کو مکان پر لے گئے چونکہ تمامی اعزائے حضرت کے بنارس مین آباد تھے ایک ایک
دو دو روز سب نے آپ کی دعوت کی ایک مہینہ ایک ہفتہ آپ کو بنارس مین ٹھہرنا
پڑا اور اس درمیان مین آپ روزانہ محمد حسین صاحب کے مکان پر قدم رنجہ فرماتے تھے
شیخ بساون صاحب اور اُنکی والدہ و دیگر مستورات نے آپ سے بیعت حاصل کی
آپ کو تمامی خاندان مین دو بچون سے زیادہ الفت تھی ایک تو شیخ بساون صاحب کی
چھوٹی ہمشیر سے جسکا سن تین یا چار برس کا ہوگا اور دوسری نثار اللہ کی والدہ کہ اُسوقت
مین اُنکا سن قریب چھہ برس کے تھا ایک روز آپ حسب معمول تشریف لے گئے اور خلاف
معمول بہت کم قیام کے بعد قصد مراجعت کا فرمایا لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت

آج آپ بہت جلد کیون واپس تشریف لیے جاتے ہین حضرت نے فرمایا وجہ واپسی فقیر کی
یہ ہی کہ حضرت خضر علیہ السلام کے یہان میری دعوت ہی اسواسطے مجھے عجلت ہی اسوقت
محض بغرض دیدار نور دیدگان چلا آیا تھا اُن بچون کی دایہ نے بصد ادب عرض کیا کہ یا
حضرت بعید از لطف و شفقت نہوگا کہ ان دونون بچون کو بھی شریک دعوت فرمائی
حضرت نے تبسم فرمایا و بہ کمال تلطف اقرار شرکت دعوت کا کیا اور خود سمت دریاے
مرجع البحرین برناندی اور درمیان دریائے گنگ کے واقع ہی تشریف لے گئے اور مع یاران
ہمدم و ہمقدم دریائے مذکور مین داخل ہوئے آیندہ معاملت داعی و مدعو کا عالم الغیب
دانا ہی لیکن بظاہر کوئی اثر سطح دریا پر نہین پایا جاتا تھا چند ساعت سکوت کے ساتھ
گذرے تھے کہ حضرت مع اُن چند یارون کے دریا سے باہر تشریف لائے حضرت کے
جسم مبارک پر یا کسی ہمراہی کے لباس پر مطلق اثر پانی کا نہ تھا البتہ ایک کابی سنگ شب
کی نہایت نفیس عمدہ عمدہ میوون سے لبریز اور ایک جریب عطیہ حضرت خضر علیہ السلام
ایک خادم کے ہاتھ مین تھی آپ بخط مستقیم لبباد ن میان کے مکان پر تشریف لے گئے
اور وہ رکابی پُر از میوہ ہائے نادر مع جریب اُن دون بچون کو عطا فرمایا اور یہ کہا
کہ حسب وعدہ شریک حصہ دعوت کا کرتا ہون وہ میوہ تمام خاندان اور اہل محلہ کو تبرکاً
تقسیم کیا گیا رکابی اسوقت تک اُس خاندان مین موجود ہی واسطے امراض شدیدہ و مرشدہ و
زہر سانپ وغیرہ کے پانی سے دھو کر پلانے مین صفت تریاق و اکسیر اعظم کا رکھتی ہی صدہا
مریض و مار گزیدہ اُس سے شفا پا چکے ہین خدا قیامت تک ان تبرکات کو قایم رکھے
آمین ثم آمین ۔ دیگر اینکہ وقت مراجعت بنارس کے حضرت نے قصد پٹنہ کا فرمایا اور
یہ چاہا کہ اپنے ہمراہ محمد حسین صاحب کو بھی لیجاوین اور فیض تعلیم خفی و جلی سے
بہرہ مند فرماوین لیکن والدہ محمد حسین صاحب نے کسی طرح سے مفارقت نور العین گورا
نہ فرمائی حضرت سے عذر کیا حضرت نے فرمایا کہ میری خوشی اور خواہش تو یہی تھی کہ

کہ اپنے ہمراہ رکھوں اگر مرضی تمہاری نہین ہی تو مجھے بھی زیادہ اصرار نہین خدا اسکی عمر مین برکت عطا فرمائے اور اسکی ذات سے اللہ پاک وطن برباد شدہ کو دوبارہ آباد فرمائے اور فی حفظ اللہ آمین فرما کر آپ روانہ ہو گئے خدا کی مشیت اور مرضی دیکھیے کہ بہت جلد ظہور ارشاد حضرت کا ہوا بہ یُمن انفاس و ارشاد عالی قبل از مراجعت حضور اقدس دیار مشرق سے موضع اٹاوہ سرسبز اور آباد ہو چکا تھا اسوقت تک بفضلہ سرسبز اور آباد ہی۔ دیگر حضرت کا جب نزول اجلال شہر پٹنہ مین ہوا وہان چند آزاد شوخ چشم بے ادب دور از متانت حلم بے غیرت و بیحیا خدمت اقدس مین حاضر ہوئے اور باقتضائے شرارت و شقاوت ازلی بے ادبانہ دستار مبارک پر ہاتھ دراز کیا آپ نے اسدرجہ حلم کو دخل دیا گویا آپ کو اُس حرکت کا علم ہی نہین ہوا ساکت و خاموش بیٹھے رہے لیکن اور ہمراہیوں و عقیدت مندون نے جب یہ گستاخی دیکھی تاب نہ لا سکے چاہا کہ سزا اس خطا کی اُس بے ادب کو دیوین اور زد و کوب سے پیش آوین حضرت نے بفور دریافت نیت ہمراہیان اُن سب کو باز رکھا سبحان اللہ کیا ضبط و رضا ہی اُدھر سُنیے کہ جزائے اعمال ملتی ہی ہر فرعونے را موسی علی الخصوص برگزیدگان لم یزلی و مقبولان درگاہ مصطفوی کی جناب مین گستاخی اور بے ادبی کا یقینی نتیجہ بد نکلتا ہی تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ اُسی بے ادب سے اور کسی دوسرے بدمعاش سے نوبت کچھ نزاع لفظی کی آئی اور بڑھتے بڑھتے مار پیٹ تک نوبت پونچی وہ سرہنگ اس سے زور و قوت مین دوچند تھا اُسپر غالب آیا بیدریغ دونون ہاتھ اور ناک کاٹ کر زندہ درگور کر دیا شعر

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق
گردد اندر وادی حسرت غریق

چند اشخاص اس موقعہ پر ایسے بھی موجود تھے جنھون نے اُس حرکت بے ادبانہ کا بھی معاینہ کیا تھا اس سانحہ کے دیکھتے ہی تمام ناظرین کو سخت عبرت ہوئی علی الخصوص اُس گروہ آزاد پر تو وہ دبدبہ چھا گیا کہ حواس خمسہ بجا نہ رہے افتان و خیزان حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُس بے ادب کا قصہ عرض کر کے

اپنے معافی قصور کے خواستگار ہوئے حضرت نے جواب دیا کہ فقیر از غصہ و غضب و درست
لیکن منتقم حقیقی غیور ہست۔ دیگر ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب علم ظاہر سے آراستہ
علم باطن سے کورے نواح لکھنؤ کے رہنے والے خزانہ سلطانی سے وظیفہ کھانے
والے بادشاہ کے مقرب واسطے قدمبوسی حضرت شیخ کے حاضر ہوئے اتفاقاً حضرت
اُسوقت معہ یاران خاص صحن مسجد مین تشریف فرما تھے اور ایک قوال خارج از صحن
مسجد قوالی گا نا گا رہا تھا حالانکہ حضرت کو سماع اسقدر مرغوب تھا کہ تین تین روز تک
محفل سماع قایم رہتے تھے اور آپ گانا سُنا کرتے تھے کسی دوسری حاجت کا خیال تک
دل مین نہین آتا تھا لیکن اُسوقت بلا طلب و بلا خواہش حضرت کے قوال نے راگ
شروع کیا نہ حضرت نے ممانعت کی نہ اجازت دے مولوی صاحب موصوف بھی
شریک اُس محفل کے ہوئے اور دو تین گھڑی تک بیٹھے گانا سنا کیے بعدازان حضرت سے
رخصت ہو کر مکان کو واپس تشریف لے گئے اور وہان سے ایک رقعہ مشتمل بر حرمت
سرود و سماع و الفاظ نا ملایم سخت و سُست لکھکر خدمت مین حضرت کے روانہ کیا
(جسکی مثال زمانہ موجودہ مین مانع السماع و قرع السماع موجود ہین) بفور ملاحظہ رقعہ مذکورہ
شکن پیشانی مبارک پر پڑ گئی اور رنگ چہرہ انور کا سرخ ہو گیا اور حالت متغیر ہو گئی
مگر بعد ضبط و تحمل آرندہ رقعہ سے زبانی اسقدر فرما دیا کہ مولوی صاحب سے کہدینا
کہ فقیر صحن مسجد مین بیٹھا تھا اور قوال صحن مسجد سے باہر بیٹھا گا رہا تھا قوال میرا طلب
بھی نہ تھا نہ وہ میرا امکان تھا کہ مجھے کوئی وجہ منع کی ہوتی مولوی صاحب خود بھی
دو تین گھڑی تک گانا سنتے رہے اور دیکھتے رہے خود ہی قوال کو روک دیا ہوتا
اور خود نہ سُنتے بلکہ مجھے بھی اُسی وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے آگاہ کر دیا ہوتا
مکان سے جا کر رقعہ لکھنے کی کیا حاجت تھی یہ کہکر حضرت نے اُس آدمی کو واپس کر دیا
اگرچہ اُسوقت آپ کے یاران ہمراہی مین بڑے بڑے علماء و فضلاء حاضر تھے اور

سب یہ چاہتے تھے کہ جواب رقعہ ہذا کا باتفاق آرا بہ اثبات حلت سماع بحوالہ کتب
معتبرہ تحریر کرین لیکن حضرت نے سب کو منع فرمایا کہ ایسے مسئلہ نازک و لاینحل مین
کہ مباح بالخصوص و حرام بالعموم ہی اس ترکیب سے جواب دینا گویا حرام کو حلال کرنا
اور شریعت غرا مین رخنہ ڈالنا و عند اللہ و عند الرسول مواخذہ دار بننا ہی اور عوام الناس
کوتاہ اندیش کے لیے راستہ بدعت و ضلالت کا بتلانا ہی حلت سماع کے لیے نفس الامر
شرائط کا موجود ہونا اور موانع کا دور ہونا ضرور ہی پس اجماع شرائط و رفع موانع
سب مین محال ہی چونکہ مولوی صاحب مین شرائط غیر موجود و موانع موجود ہین
لہذا انکو حرام سمجھنا حلال بلکہ فرض ہی پس ایسے موقع پر سکوت افضل ہی نہ کہ استدلال
و مجادلہ رہا جواب اُن الفاظ ناملایم کا عنقریب پردہ غیب سے ملجاویگا زیادہ
ضرورت قیل و قال کی نہین ہی ایک ہفتہ سے زائد نہ گذرا تھا کہ دفعتاً مولوی صاحب
غضب الٰہی مین مبتلا ہوئے حکم بادشاہ وقت کا پاس گذردار کے پہونچا کہ مولوی
صاحب کو گرفتار کرکے بارگاہ عالی مین بھیجی گذردار نے فوراً تعمیل کی اور بذریعہ
فوجدار کے مولوی صاحب کو کہ لکھنؤ سے کہین باہر چلے گئے تھے گرفتار کرکے پاس صوبہ دار
کے روانہ کیا جسوقت مولوی صاحب بحال تباہ داخل لکھنؤ ہوئے پہلے خدمت مین
حضرت بابرکت کے حاضر آئے اور قدم مبارک پر گر پڑے بعجز و استغفار عرض کیا کہ
یہ سب مصیبت و آفت میری بے ادبی کے عوض میرے سر پڑی ہی۔ یہ سب نکبت و بلیات
عوض بے ادبی میری کا ہی پس امیدوار معافی کا ہون حضرت کو عجز و اعتراف پر مولوی
صاحب کے رحم آیا اور دعائے خیر سے یاد فرماکر غضب سلطانی سے چھڑایا لیکن داغ
بے آبروئی کا نہ گیا بلکہ تا قیام قیامت قائم رہے گا۔ دیگر اینکہ جس زمانہ مین حضرت شیخ
درگاہ والا حضرت شاہ مینا صاحب مین استقامت رکھتے تھے اُسی زمانہ مین قریب
درگاہ شریف کے باہم چند آدمیون مین کچھ جھگڑہ فساد ہوا اور نوبت زد و کوب کی آئی

وہ لوگ استغاثہ لیکر حاکم وقت کے روبرو گئے حاکم نے بغرض شہادت حضرت کو طلب فرمایا حضرت نے حاضری عدالت سے عذر کیا بلکہ بوجہ طوالت قضیہ نقل سکونت فرماکر اس ٹیلہ پر کہ جہان اب مزار اقدس آپ کا ہی سکونت اختیار فرمائی جب حضرت نے حاضری عدالت اور ادائے شہادت فریقین سے انکار کیا حاکم کے خلاف مزاج گذرا حاکم نے پر غضب ہوکر تیز و تند الفاظ خدمت مین حضرت کے کہلا بھیجے اور حکم خارج بلد ہونیکا دیا جسوقت سمع اقدس تک یہ خبر پہونچی حضرت نے ایک مرتبہ سمت آسمان کے ملاحظہ کیا اور فرمایا (باید دید کہ مرضی مالک الملک چیست و حکم باخراج کیست) یہ فرماکر آپ خاموش ہورہے اور منتقم حقیقی کے سپرد کیا اُسی روز شب کے وقت حالت نیم خوابی مین حاکم ظالم نے نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور بہ آہ وزاری کہتا تھا کہ وہ شخص قوی دست و بازو بصورت مہیب میرے سرہانے کھڑے ہین اور کلہ پر طمانچہ مارتے ہین یہ کہتے ہین کہ تو نے الفاظ بے ادبانہ اسی منہ اور زبان سے نکالے تھے حتیٰ کہ ضرب طمانچہ سے یہ نوبت پہونچی کہ ناک اور مُنہ سے خون اور مغز جاری ہوگیا اُسوقت تمامی اعزائی و اقربای حاکم جابر حضوری مین حاضر ہوئے کہ معافی جرایم کی کراوین مگر وہان تیر اجل نشانہ قضا پر پہونچ چکا تھا اور جام حیات لبریز ہوچکا تھا ایک شبانہ روز اس سخت عذاب مین مبتلا رہ کر قریب شام شہر لکھنؤ سے کیا بلکہ شہرستان عالم سے گورستان عدم مین قدم رکھا اور سزای اعمال کو پہونچ گیا ۔ دیگر اینکہ ایکروز حضرت حسب معمول واسطے سیر جنگل جہانگیرآباد کے متوجہ ہوئے اثنا راہ مین ایک قصبہ دیوہ پڑا وہان کچھ دیر آپ نے قیام فرمایا بفور اطلاع تشریف آوری حضرت تمام سکنائے قصبہ بغرض زیارت و قدمبوسی حاضر ہوتے گئے ایک صاحب شیخ مراد پسر شیخ صادق متولی قصبہ مذکور بحال پریشان و مضطرب خدمت بابرکت مین سینہ چاک چشم نمناک افتان و خیزان حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا لڑکا سخت علیل ہی تمامی اطبا دعلاج سے عاجز آگئے بظاہر

امید حیات منقطع ہو چکی ہے صورت موت ہر وقت نظر آتی ہے امیدوار ہون کہ دعاے
صحت اور تعویذ سے سرفراز فرمایئے کیونکہ دعاے درویشان رد بلا ست شاید اللہ
شفا دیوے حضرت نے برجستہ جواب دیا۔ فاصبر صبرًا جمیلاً۔ حاضرین کو اس
جملہ سے مایوسی ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ وقت موت کا آپہونچا ہر شخص نے متولی
مذکور کو سمجھانا شروع کیا مگر لگی آگ کو کون بجھاوے اور ایسے مایوس کو کون سمجھاوے
الفاظ افہام تفہیم سے اُسکی بیقراری اور زیادہ ہوتی جاتی ہے آخر تاب صبر شیخ مذکور کو
نہ رہی قدمون پر گر پڑے جب حضرت نے اسقدر بیتابی ملاحظہ فرمائی مجبورًا حضرت نے
بغرض تشفی و تسکین متولی کاغذ و قلم ہاتھ مین لیا اور قصد تحریر تعویذ فرمایا لیکن۔
بیرضاے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت۔ خود بخود دست مبارک کانپنے لگا قلم ٹوٹ گیا
کاغذ ہاتھ سے چھوٹ گیا ناگاہ کسی نے خبر موت پسر متولی کو پہونچائی وہ بیچارہ تجویز
تجہیز مین گھر کو واپس گیا بغیر مرضی مولا اولیاء اللہ بھی کچھ نہین کرسکتے جو کچھ لوح محفوظ
مین منقش ہے وہ ہر وقت اُنکے پیش نظر ہے بغیر حکم حاکم حقیقی دم نہین مار سکتے۔ دیگر
حضرت شیخ سے بارہا وقت امساک باران کرامات ظاہر ہوئے ہین ایک مرتبہ جب
آپکی عمر شریف بہت کم تھی دوبارہ عہد حکومت نواب عنایت خان صوبہ دار لکھنؤ
موسم بارش شروع ہوگیا لیکن اسباب و علامات بارش کی مفقود انتظار باران مین نصف
زمانہ گذر گیا مگر ایک قطرہ زمین تک نہ گرا تمام خلق اللہ پریشان و تباہ ہونے لگی خان
مذکور نے بموجب قاعدہ اسلام تین بار نماز استسقا معہ تمام رعایاے مسلمان کے
ادا کی لیکن بموجب لا تتحرک ذرہ الا باذن اللہ کوئی نفع نہ پہونچا اب بالکل امید
بارش منقطع و صورت قحط ہویدا اُسی درمیان مین ایک شماسی وارد لکھنؤ ہوا اُسکی کرامت
کا شہرہ سارے شہر مین پھیلا شدہ شدہ یہ خبر پاس صوبہ دار کے پہونچی اکثر مصاحبین
دعاگو نے حاکم وقت کو شماسی سے رجوع کیا اُس شماسی نے حسب استمزاج صوبہ دار کے

اس مضمون کی منادی کرادی اگر لوگون کو بارش منظور ہی تو ہر شخص اپنے اپنے گھر سے
گھی و لکڑی لاکر جمع کرے مین قاعدہ کے موافق ہوم کرونگا جس سے مین قطعی امید لاتا ہون
کہ بارش ہوگی ہر شخص کہ حالت بیم و یاس مین مبتلا تھا باطلاع منادی تمام خلایق دل
و جان سے مستعد تعمیل ندائی منادی کے ہوے بلا خیال اس امر کے کہ ارتکاب حرکت
شنیعہ سے ایمان پر کیا اثر پڑیگا اور عند اللہ و عند الرسول کیا جواب دینگے حاکم وقت کا
اعتقاد ایسا ضعیف کہ اُسکو رعایا سے بھی زیادہ مستعدی فراہمی سامان مین ہوئی جب
یہ خبر ضلالت اثر سمع حضرت صاحب تک پہونچی باستماع خبر مشتمل شرک و شر حضرت نہایت
ملول ہوے اور چند ساعت مراقب سر بگریبان رہے بعد کچھ دیر کے آپنے سر اُٹھایا اور
سمت آسمان کے دیکھکر ایک آہ سرد کھینچی دریائے رحمت جوش مین آیا حکم دیا کہ عنایت خان
سے کہو کہ اُسنے نماز استسقا بیوقت ادا کی یہ نماز اُسوقت پڑھنا چاہیے جبکہ پانی دریا
و نہرونکا خشک ہوجاوے اور آثار قحط بجمیع الوجوہ پیدا ہوجاوین ابھی تو پانی
بہت موجود تھا وہ وقت نہین آیا دوسرے یہ کہ ایک کافر دشمن خدا اور رسول کی
ہدایت کے موافق عمل کافرانہ سے امیدوار رحمت کا ہوا مصرعہ برین عقل و دانش
بباید گریست + افسوس رحمت خدائے مطلق سے ایسا ناامید ہوا کہ ایک کافر سے
جویائے مدد ہوا اُسکو چاہیے کہ توبہ استغفار کرے اور بارگاہ واہب العطایا سے امیدوار
رحمت کا رہے لوگون نے یہ مژدہ جانفزا خان مذکور تک پہونچایا اور خان مذکور مسرت سے
اُچھل پڑا پھولے نہ سماتا تھا سب سامان ہوم کو درہم برہم کیا اور رشماشی کو حکم شہر بدر
ہونے کا دیا خود ترسان و لرزان دست بستہ خدمت حضرت مین حاضر ہوا اور
اپنی حرکت پر نادم ہوا حضرت نے بہت تشفی و تسلی خان مذکور کو دیکر فرمایا کہ لاتقنطوا
من رحمت اللہ اور خود مشغول دعا بدرگاہ مجیب الدعوات ہوئے تین مرتبہ یہ آیہ شریفہ
وبان مبارک سے بحضور قلب پڑھی سقاہم ربہم یکایک سمت گوشہ آسمان سے ابر نمودار ہوا

اور چشم زدن مین تمام آسمان پر پھیل کر محیط ہو گیا اور برسنا شروع ہوا تین شبانہ روز اس افراط سے برسا کہ نمونہ طوفان ہو گیا۔ دیگر ۸۴ھ ہجری عہد صوبہ داری نواب تہور خان آخر وقت بارش مین باران نے کمی کی اور اسدرجہ امساک ہوا کہ تمام زراعت طیار شدہ تلف ہونے لگی مخلوق اس رنگ کو دیکھکر دنگ ہوئی نواب مذکور کہ بہت گستاخ خدمت حضرت مین تھا حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت اب بوجہ نہ ہونے بارش کے زراعت جاتی ہی اور صورت ابتری و خرابی کی دکھلائی دیتی ہی اگر ہفتہ عشرہ یہی لیل و نہار رہا تو نہین معلوم بندگان الٰہی کی کیا نوبت ہو گی حضرت نے پوری تقریر نواب کی سُنی اور بعد ختم تقریر طرف نواب مذکور کے متوجہ ہوے اور بہ شفقت تمام فرمایا۔ ان اللہ بصیر بعباد۔ خداوند عالم خالق ارض و سما کو ہمسے تمسے زیادہ فکر اپنے بندون کی ہی روایت ہی کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فکر امت گنہگار مین بہت غمناک اور ملول تھے کہ بار آلہ میری امت گنہگار اور عاجز ہین روز قیامت کیا انجام ہو گا جناب باری تعالیٰ سے خطاب ہوا ای محمدؐ اگرچہ یہ مخلوق امت تیری ہین مگر بندے میرے ہین مجھے تمسے زیادہ شرم ہی کہ ستر پوشی اور مغفرت اپنے بندون کی کرون بعد فرمانے ان کلمات نصیحت آیات کے حضرت شیخ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غفور رحیم و حکیم و علیم ہی انسان نا امید نہو اور متوجہ دعا کے ہوے خدا نے دعا کو قبول فرمایا اور پانی برسانا شروع کیا۔ آن واحد مین تمام عالم سیراب ہو گیا نواب مذکور کو باوجود عمارت اور سامان سب موجود تھا مکان تک پہونچنا دشوار رہوا بہت دقت سے مکان پہونچے بارش سے ایسا سیلاب آیا کہ بعض بعض عمارات موقوعہ لب گومتی حالت خطرہ مین آگئین اور جملہ قطعات اراضی و مواضعات مزروعہ غرق گومتی ہو گئی جب یہ حالت کئی روز تک قائم رہی دوبارہ نواب مذکور خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اسقدر بارش تمام سال کے واسطے کافی ہی آیندہ اندیشہ نقصان کا ہی حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا یتصرف فی ملکہ کیف یشاء

چنانچہ بمشیت باری تعالیٰ بعد تھوڑی دیر کے بارش موقوف ہوگئی اور بتدریج
طغیانی بھی کم ہوگئی ۔ دیگر اینکہ قاضی مینا ساکن موہونہ من مضافات لکھنؤ جب موہونہ
سے آئے حضرت شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے بلکہ زیادہ وقت اپنا صحبت حضرت
مین صرف کرتے ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ قاضی مکان سے تشریف لائے اور حسب
عادات مستمرہ حضرت کے پاس حاضر رہے بعد فراغ نماز عشا قاضی صاحب رخصت ہوکر اپنی
فرودگاہ کو چلے اُس روز اتفاق سے تکیہ منورہ پر فاقہ تھا قاضی صاحب کو وسوسہ
گذرا آج حضرت کے یہان شاید فاقہ ہی تمام شب حضرت کو مع تمامی حاضرین تکیہ کے
یون ہی گذریگا اور واقعی حضرت کی گذران محض توکل پر تھی کوئی باورچیخانہ
معین نہ تھا رزاق مطلق خزانہ غیب سے رزق پہونچاتا تھا اُس روز کچھ نہین آیا
قاضی صاحب اپنے دل مین یہی خیال کرتے چلے جاتے تھے جب محلہ گدیان پہونچے جو
درمیان تکیہ منورہ اور فرودگاہ قاضی صاحب واقع تھا ایک گدی ملا اور اُسنے بیان کیا
کہ مجھے حضرت شیخ تک پہونچا دیجیے میری بھینسین ہمیشہ بچہ نر جنا کرتی تھین اس مرتبہ
مین نے منت مانی تھی اگر بھینسین بچہ مادہ دیوین اور دودھ بافراط ہو تو حضرت کی
نذر کرون چنانچہ خدا کے حکم اور حضرت کی دعا سے میری منت پوری ہوئی لہذا اُس
دودھ کی کھیر پکا کر حضرت کے واسطے لے جایا چاہتا ہون قاضی صاحب نے اُس گدی کو
ہمراہ لیا اور حجرہ پر حاضر لاکر خدمت مین حضرت کے پیش کیا اور پورا قصہ بھی قاضی
صاحب نے بیان کیا حضرت نے شکر اللہ کا شکر ادا کیا اور تمامی حاضرین کو تقسیم فرماکر
خود بھی تناول فرمایا ۔ دیگر اینکہ نواب تہور خان کو ابھی تک حکومت و عزت درجہ اعلیٰ
کی نہین ملی تھی نہ عہدہ صوبہ داری پر مامور ہوا تھا صرف نواب شاہ قلی خان بہادر
کی فوج کا ایک سردار جلیل القدر تھا اُسی زمانہ مین ایک فرمان شاہ دہلی کا صادر ہوا
کہ راجہ چندن سنگھ کو گرفتار کرکے حضور مین بھیجدو راجہ چندن سنگھ نے ایک عظیم الشان

قلعہ آزروی دریاے گھاگرہ بنا رکھا تھا کہ جو راجہ مذکور کی حفاظت جان و مال کے
لیے بہت بڑا امن تھا اور بتعداد کثیر سپاہ بھی ملازم تھی جنکی امداد پر ہمیشہ شاہ وقت
سے سرکشی و تمرد کیا کرتا تھا اور خلق اللہ کو آزار دیا کرتا تھا بوجہ نافرمانی و شرارت راجہ
مذکور کے رعایا اور حاکم سب ناراض تھے اُسی درمیان مین ایک فرمان قضا جریان بر
بنائے اخراج و استیصال راجہ مذکور بنام صوبہ دار اودھ صادر ہوا صوبہ دار نے تعمیل
فرمان شاہی یعنی خدمت گرفتاری اُس متمرد کی سپرد شیر نیستان شجاعت تہور خان کے کیا
تہور خان بفور اطلاع یابی ایسی خدمت عطیہ کی سخت حیران و پریشان ہوا خیال کرتا تھا
کہ کامیابی ایسے امر خطیر مین محال معلوم ہوتی ہی البتہ اسی حیلہ سے شاید موت آئی ہی تہور خان
کو کہ جناب مین حضرت اقدس کے عرصہ سے عقیدت و سعادت غلامی کی حاصل تھی بلکہ
کوئی روز ایسا نہوتا تھا کہ اپنے تئین آستانہ مبارک پر نہ پہونچائے اور شرف زیارت
سے بہرہ یاب نہو جب تہور خان کو حکم روانگی سمت گھاگرہ و گرفتاری راجہ کا ملا تو بوجہ
حائل ہونے دریائے ذخار و کثرت فوج ناہنجار کے تردد پیدا ہوا بلکہ تمام فوج شاہی
خایف و ترسان ہوئی تہور خان نے حکم مفوضہ سے حضرت کو اطلاع دی اور استمداد
دلی و رعایت قلبی چاہی حضرت نے دعائے کامیابی خدا سے مانگی اور بشارت نصرت
و فتحمندی تہور خان کو سُنا کر فرمایا۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ
مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ اس بشارت جانفزا و مژدہ روح افزا سے سب حزن و تردد دور ہوگیا
اور دلیری و جرأت زیادہ حد سے ہوگئی چہرہ فرط انبساط سے بشاش ہوگیا بدلجمعی و
اطمینان حسب ارشاد مرشد انام انتظام کوچ لشکر ظفر پیکر ہونے لگا بعد درستی سامان سفر
و ترتیب لشکر تہور خان روانہ ہوا جب لشکر تہور خان کا قریب دریائے گھاگرہ کے
پہونچا کنارہ اُس دریا کے خیمہ قایم کردیے گئے ہر شخص نے کمرین کھولین اور وہ
شب باطمینان بسر کیا صبح کی تہور خان نے ایک آدمی بغرض دریافت تلاطم دریا کے

بھیجا اُس آدمی نے آکر بیان کیا کہ دریا آجکل پایاب ہی عبور لشکر بہت آسان ہی
فوراً حکم عبور لشکریان کو سنا دیا اور خود مع تمام لشکر کے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ فتح قریب
کہتا ہوا اندر دریا کے داخل ہوا اور بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ پڑہتے ہوئے دریا سے بعافیت تمام پار اُتر گیا ایک شب اُس جگہ بھی قیام کیا
اُس جگہ سے قلعہ راجہ چندن سنگھ بہت قریب تھا صبح ہوتے ہی طبل جنگ بجایا گیا
اور فوج جرار نے قلعہ پر حملہ کیا لیکن قلعہ سے کچھ جواب نہ ملا حتی کہ پوری فوج قلعہ مین داخل
ہوگئی اعزا و اراکین راجہ گرفتار ہوگئے مگر راجہ نہین ملا راجہ مذکور بغیر جنگ و جدال قلعہ کو
خالی چھوڑ کر شب ہی کو بھاگ چکا تھا شکر خدا کا کیا اور فوج کو حکم غارت قلعہ کا دیا اور اسیرونکو
ہمراہ لیکر واپس آیا اور خدمت شاہ دہلی مین روانہ کیا اس حسن خدمت کے صلہ مین
تہور خان کو صوبہ داری اودھ کی عطا ہوئی دیگر ایک روز شیخ معہ جماعت یاران
صحن مسجد مین تشریف رکھتے تھے بہت سے آدمی اُس محلہ کے ظلم چودھری گھاسی سے
نالان و گریان خدمت مین حضرت کی حاضر ہوے اور بہ عجز و انکسار زبان حال سے
عرض واقعات مظلومی اپنی کا کیا اور کہا کہ یا حضرت فریب و نقض عہد و تکلیف دہی زیادہ
ہوگئی ہی اب ہم سب لوگ جان بلب اور عاجز ہین اور یہ نوبت قریب ہی کہ جان و مال
و آبرو کا خون ناحق ہو جاوے بنا بران اسوقت با حال خستہ و خراب بصورت فریادی
آپ کے پاس آئے ہین اگر حضور بھی کچھ مدد نہ فرماوین تو ناچار ہم لوگ کمر ہلاکت پر
باندھین یا گھر بار چھوڑ کر جلا وطنی اختیار کرین پس حضرت کو بمصداق الحب للہ و البغض للہ
رحم اُن لوگون پر آیا اور اُن مظلومون سے بعد تشفی کے فرمایا اگرچہ چودھری گھاسی
اب مرتے وقت پیر شریر ہو گیا ہی اور روز بروز زیادتی ایذا رسانی خلائق مین کرتا ہی
پس موت در حق ظالم و در حق خلائق مظلوم نفع دارد الله تعالی رحیم و حکیم است
اُسی اثناے مین متواتر اخبار پہونچے کہ دو شبانہ روز سے چودھری مذکور سخت علیل تھا آج مر گیا

دیگر اینکہ ۱۳- جمادی الآخر ۱۲۰۱ھ ہجری کو حضرت بعد فراغ نماز عشا معہ دو ہمراہیان متوجہ روضہ شاہ جلیل صاحب کے ہوے منجملہ اُن دونون حضرات کے ایک حضرت جامع کمالات صوری ومعنوی شاہ صادق صاحب گورکھپوری تھے وہ شب شب لیلۃ القدر تھی اور چندر گرہن بھی اُسی روز پڑا تھا بوجہ خسوف شب مین تاریکی زیادہ تھی۔ حاضرین تکیہ متفکر ومتحیر تھے کہ اس شب تار مین واللہ اعلم حضور کہان تشریف لے گئے بعد تھوڑی دیر کے چاند نے خسوف سے نجات پائی حضرت تکیہ منورہ پر واپس آئے یاران منتظر نے ہمراہیان حضرت سے استفسار حال کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت سمت میدان کے چلے گئے اور بمجرد آغاز خسوف فرمایا کہ فقیر کو دوگانہ طویل بقرات سورہ اخلاص ایک بار در ہر رکعت معہ دیگر ادعیہ خسوف پڑہنا ہے اگر تم لوگ قوت اقتدار رکھتے ہو شریک ہو تو بس ہم دونون نے بھی تقلید حضرت کی کی ببرکت وتقویت حضرت کی ایک ہی رکعت ادا ہوئی تھی کہ چاند نے خسوف سے نجات پائی اور حضرت واپس تشریف لائے دیگر اینکہ شیخ عنایت اللہ عرف بساون میان کہ عزیز خاص ومرید ذی اختصاص حضرت کے تھے یہ وہ حضرت ہین کہ جنکو حضرت شیخ نے بوقت سفر پٹنہ بمقام بنارس شریک دعوت خضری فرمایا تھا اور خواہش ہمراہ رکھنے کی ظاہر کی تھی لیکن والدہ میان بساون نے انکار کیا تب حضرت نے دعا دی تھی کہ موضع اٹا وہ تمہاری ذات سے سرسبز وآباد ہوگا چنانچہ اُسوقت سے اسوقت تک میان بساون قابض ومتصرف موضع مذکور کے رہے اگرچہ اسمین شریک بہت سے تھے لیکن بعد ختم سال حساب وکتاب کرکے باہم منافع تقسیم کردیا جاتا تھا الحال بحالت اقتضائے زمانہ شرکاء نے خواہش تقسیم موضع کی کی اور چند شرکاء نے تقسیم سے انکار کیا میان بساون نے ہردو فریق سے کہا کہ حضرت سلطان الاولیا بھی حصہ دار اس موضع کے ہین اور بادشاہ ہمارے تمہارے ہین سب لوگ خدمت مین

حضرت شیخ کی لکھنؤ چلو اور خدمت مین حضور کے اس مقدمہ کو پیش کرو بموجب تصفیہ حضرت
ہر شخص پابند ہو چنانچہ سب لوگ آتے گئے اور خدمت مین حضرت کے حاضر ہو کر تکیۂ منورہ
پر مقیم ہوے علی الصباح بعد فراغ نماز فجر سب لوگ بغرض اظہار مقدمہ پاس حضرت کے
حاضر ہوے چاہتے تھے کہ قضیہ کو پیش کرین کہ اُسی اثناء مین ایک شخص حاضر ہوا اور
ایک انار مسلم حضرت کی نذر کیا حضرت نے عشق اللہ خادم سے فرمایا کہ دانہ ہاے انار
صاف کر کے ہمارے مہمانان اٹاوہ کو دو ویسہی خادم مذکور نے تعمیل حکم کی کی حضرت
میان بساون کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ تم سب لوگ ایکجا بیٹھکر باہم ان دانونکو
نوش کرو ہم سب لوگون نے بعد ادا ے سلام تعمیل حکم کی بعد فراغت پھر حضرت
ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اگر یہ انار توڑا نہ جاتا تو اسکے دانہ جدا نہو سکتے
اور نہ تقسیم ہو کر فنا ہوتے محض اسکے فنا اور نابود ہونے کا سبب تقسیم و شکستگی کا ہوا
انسان کو بھی اسی طرح نفاق او تقسیم سے گریز رکھنا چاہیے اتفاق اور شرکت پر کوشش
کرنا چاہیے ہم سب متخاصمین کو حضرت کے ارشاد سے یقین ہو گیا کہ حضرت ہمارے
مقدمہ سے آگاہ ہو چکے اور درپردہ ممانعت تقسیم کا منشا ہی پھر جرأت عرض حال کسی کو
نہین ہوئی دوسرے روز صبح کو اپنے گھر واپس آتے گئے بعد اس قضیہ کے مدت تک
موضع مشترک رہا زوال وگزند کا کچھ اثر نہین پہونچا عرصہ کے بعد پھر قصہ تقسیم کا پیش ہوا
ہر چند کوشش عدم تقسیم پر کی گئی لیکن شرکا نے نہ مانا تا بذریعہ عدالت تقسیم کرا لیا
تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا کہ عہد برہان الملک کا آیا اور وہ موضع ضبط ہو کر شامل
خالصہ ہو گیا دیگر اینکہ - ایک مرتبہ چند قوال مسافرانہ تکیۂ منورہ پر وارد ہوے
اور گانا شروع کیا بعد فراغت ایک گوشہ مین سکونت گزین ہوے اُس روز
اتفاق سے تکیۂ منورہ پر فاقہ تھا میان شاہ دولت نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ
آج فاقہ ہے اور چند مہمان قوال تکیہ پر فروکش ہین حضرت نے جواب دیا کہ فقیر کے

یہان کوئی بیوتات خانہ نہین ہی کہ انتظام باورچیخانہ کا ہو نہ فقیر کو فاقہ سے عار ہی فقیر کا مہمان بھی فقیر ہی اگر خدا اپنے باورچیخانہ غیب سے کچھ بھیجدیوے تو اُسکا شکر ہی ورنہ مہمان بھی فقیر کے ساتھ فاقہ کریگا ہنوز تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چند خوان پُر از طعام ایک شخص لیکر حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ آج یہ کھانا بہ طفیل قوالون کے میسر آیا پہلے کھانا قوالون کو دینا چاہیے بقیہ متوکلین تکیہ پر تقسیم کیا جاوے چنانچہ حسب الحکم حضرت کے سب کھانا تقسیم کر دیا گیا بعد الفراغ تقسیم طعام قوالون نے اجازت رخصت کی چاہی حضرت نے فرمایا ٹھہرو ناگاہ ایک دوسرا شخص خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور کچھ نذر نقد خدمت مین حضرت کے پیش کیا آپ نے بجنسہ وہ سب حوالہ قوالون کے کیا اور رخصت فرمایا۔

حدیقۂ سوم

جب حضرت شیخ نے سیاحی وعلم ظاہری سے فراغت پائی لکھنؤ واپس تشریف لائے اور بدستور قدیم خانقاہ شیخ بولا مین مستقیم رہے حسب معمولات سابق بعد نماز فجر مولوی عبدالقادر صاحب اُستاد حضرت شیخ مع یاران وطلبا بغرض تفریح طرف باغ چودھری لکھاسی متوجہ ہوئے مقرر تھا کہ درس طلبا کا اُسی باغ مین ہوتا تھا سب طالب علم خدمت مین جناب مولوی صاحب کے پہونچگئے لیکن حضرت شیخ کو کہ موانعات ضروری نے باز رکھا تھا اُس روز نہ پہونچ سکے وجہ دیر کی یہ ہوئی کہ جب حضرت شیخ قصد باغ کا فرماتے کالے نام غلام قاضی بولا حضرت سے عرض کرتا کھانا تیار ہی بعد فراغت طعام تشریف لیجائیگا حضرت شیخ ٹھہر جاتے کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا جب کھانا آنے مین بہت دیر ہوئی تب حضرت رنجیدہ ہو کر عازم باغ ہوئے کالے نے ہرچند آپ کو روکا لیکن آپ نے نہ مانا اثنائے راہ مین جناب مولوی صاحب درس سے فراغت کیے ہوئے واپس آتے تھے آپ سے ملاقات ہوئی

مولوی صاحب نے وجہ دیر اور ناغہ کرنے سبق کی دریافت فرمائی آپ نے ملول خاطر ہو کر ساری سرگذشت بیان کی اور یہ عرض کیا کہ مین نے آج سے ترک جاگیر اختیار کی اب تا دم مرگ محض توکل پر زندگی بسر کرونگا کیونکہ جاگیر باعث تخلل و ہرج دارین کا ہی جناب مولوی صاحب موصوف نے بعد تشفی و دلدہی کے فرمایا کہ تم سکونت مقبرہ شاہ مینا صاحب اختیار کرو مین وہین آکر تمکو و نیز دیگر طلبا کو درس دیا کرونگا۔ حضرت شیخ کو پانچ چھہ برس گذر گئے تھے کہ حضرت شاہ مینا صاحب کے مقبرہ مین فروکش تھے اور زمانہ قیام اُس مقبرہ اقدس مین ایک قضیہ پیش ہوا اور بغرض شہادت حضرت کو حاکم نے طلب فرمایا آپ نے حاضری سے انکار فرمایا حاکم نے کلمات ناملائم زبان سے نکالے جسکا نتیجہ بُرا اُسکو دنیا مین بھگتنا پڑا مفصل حال حاکم کا بیان ہو چکا ہی حضرت شیخ اُسی وقت مقبرہ شاہ مینا سے اُٹھ کھڑے ہوے حالانکہ اُس روز شدت سے بارش ہو رہی تھی جسکا سلسلہ تین روز پہلے سے جاری تھا آپ اُسی شدت باران مین مع خادم عشق اللہ و میان شاہ دولت و شاہ غلام محی الدین بانگرموی و مولوی اسد اللہ صاحب قنوجی اُستاد زادہ حضرت شیخ اُس ٹیلہ پر چلے آئے جہان کہ اب مزار پاک آپ کا ہی اُسوقت مین یہ ٹیلہ ایک ٹکڑہ ناہموار پڑا ہوا تھا آبادی بھی اسجگہ سے دور دور تھی اہل ہنود باعتقاد خود اس امر کے قائل تھے کہ یہ جگہ رام چندر کی اُسن کی ہی راجہ رام چندر اجودھیا سے آکر یہین قیام کرتا تھا اور بالعموم یہ بھی مشہور تھا کہ یہ جائے قیام جن و خباثت کی تھی زمینداری و ملکیت تختہ ہذا کی شیوخ انصاریان لکھنؤ کی تھی لیکن مالکان تختہ اراضی کو اُس سے کچھ انتفاع نہین پہونچتا تھا کیونکہ وہ موضع و مسکن جنات کا تھا اتفاقاً اگر کوئی شخص ساکنان شہر یا مسافران عصر سے بوجہ عدم وقفیت خود اُسجگہ پر قیام پذیر ہوتا تو شب کے وقت جن ہلاک کر ڈالتے تھے بارہا ایسا ہوا کہ بعض فقرا اہل اسلام یا ہنود نے باظہار کرامت یا بہادری قصد قیام کا اُس ٹیلہ پر کیا یا تو شب ہی کو بھاگ نکلے یا طعمہ اجل ہوے

اُس ٹیلہ پر ایک درخت سایہ دار املی کا لگا تھا جسکے نیچے حضرت نے مع ہمراہیان مذکور
سکونت فرمائی چونکہ حالت بارش کی مسلسل تین روز تک قایم رہی اس سبب سے
حضرت شیخ مع یاران ہمرہی صرف املی کے پھول اور پتی کو غذا فرماتے تھے یا ذکر الٰہی سے
شکم سیری کرتے تھے بعد قطع باران کے جب آسمان صاف ہوا اور آفتاب نکلا مخلصان
صادق الاعتقاد و محبان راسخ الانقیاد ہر چہار طرف سے حسب عادات مستمرہ
درگاہ حضرت شاہ مینا پر حاضر ہوے اُسوقت حضرت کو درگاہ مین موجود نہ پایا
اور وہ ماجراے گذشتہ بھی سُنا ساتھ ہی اُسکے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے ناخوش
ہوکر ترک سکونت یہانکی اختیار فرمائی باستماع اس خبر کے ہر شخص حیران و ششدر تھا
ہر چند خوض و فکر کیا کہ حضرت کہان تشریف لے گئے مگر کچھ پتا نہ چلتا تھا وقت واپسی
مقبرہ شاہ مینا سے اثنا ر راہ مین ان لوگون کو یہ معلوم ہوا کہ آپ ٹیلہ محظورہ پر تین
روز سے بے آب و دانہ تشریف فرما ہین یہ خبر سنتے ہی سب افتان و خیزان سمت ٹیلہ کے
دوڑے اور خدمت مین حضرت کے حاضر ہوکر قدم بوسی سے مسرور و مشرف ہوے
بعد گفت و شنود دیگر حضرت سے عرض کیا کہ یہ جگہ نہایت خراب ناہموار پُر از خار و
خاشاک نجاست سے ہی اور اندیشۂ ہلاکت سے بھی خالی نہین ہی ہم جان نثارون کے
نزدیک قیام اس ٹیلہ کا اچھا نہین ہی بجاے اسکے کسی دوسری جگہ تجویز فرمالیجے تو نسب
ہی حضرت نے بدلجمعی تمام سبکا اطمینان کردیا اور وہ وسوسات ناقصہ جو لوگون کے
دلون مین مستولی تھے باسانی دور کردیے بلکہ یہ فرمایا کہ فقیر علائق دنیا سے خالی ہی
ایسے متنفس کو کہ جسکی ذات سے کسی کو نفع و ضرر نہ پہونچ سکتا ہو بلا وجہ کوئی کیون ضرر
پہونچا ویگا باقتضاے عَسَىٰٓ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ البتہ یہ ضرورت ضرور
پائی جاتی ہی کہ مالکان و وارثان تختہ اراضی ہذا سے اجازت قیام حاصل کرلینا چاہیے
بلا حکم و اجازت مالکان مذکور قیام ناجائز و مکروہ ہی۔ ملکیت زمین ہذا شیخ دولا سے

انصاری کی تھی شیخ مذکور کو مرضی حضرت سے اطلاع دی گئی شیخ دولارے بفور سننے
اس خبر کے خدمت حضرت مین حاضر ہوے اور بغیر ارشاد مکرر حضرت کے شیخ نے
اپنا ذریعہ تفاخر وسعادت سمجھکر وہ قطعہ اراضی نذر حضرت شیخ کے کیا جب حاضرین
خدمت نے یہ صورت دیکھی ہر شخص مستعد بدل وجان تعمیر عمارت کا ہوا مگر کسی کو یارا
نہین کہ حضرت سے عرض کر سکے بعد صلاح و شورہ باہمی تمام مریدون و معتقدون نے
یہ طے کیا کہ اُستاد حمید بہت گستاخ اور بے تکلف حضور مین ہی اُسکے ذریعہ سے اجازت تعمیر
حاصل کرنا چاہیے چنانچہ اظہار اس تجویز کا حمید سے کیا گیا حمید نے بلشکل یہ خدمت اپنے ذمہ
قبول کی اُستاد حمید مرید خالص وخادم صادق حضرت کا تھا اور خدمت حضرت مین بہ نسبت
اورون کے رسوخ زیادہ رکھتا تھا اور حضرت بھی اُسکو حد سے زاید عزیز رکھتے تھے اور گستاخ
کیا تھا بلکہ ہر قسم کا درخور مزاج مین دے رکھا تھا ایکروز موقعہ پاکر اُستاد حمید نے عرض
مطلب کیا بیشتر تو حضرت نے یہ جواب دیا کہ حیات چند روزہ کے لیے مجھ یکہ وتنہا کو ضرورت
مکان کی نہین ہی یہ انتظام اہل وعیال والے کے لیے ٹھیک ہی مگر پھر دوبارہ حمید نے
عرض کیا کہ غلام کی یہی تمنا ہی کہ محض ایک حجرہ کی تعمیر کے لیے اجازت ہوجاوے حضرت
نے اُسکا کچھ جواب نہ دیا اور سکوت اختیار فرمایا اُستاد حمید نے اور لوگون سے یہ ماجرا
پورا بیان کیا ہر شخص نے اس سکوت سے یہ اخذ کیا کہ سکوت اجازت تعمیر کی ہی بس دوسرے
ہی روز تعمیر حجرہ کی شروع ہوگئی اُستاد حمید نے تمام اشخاص اپنے خاندان کو جمع کیا
اور روسا وعمائد شہر نے کہ جنکو حضرت سے خلوص تھا اہتمام مصالحہ تعمیر حجرہ مین شل
چونہ و اینٹ کے مستعد ہوگئے اور شیخ مکارم بجنوری وکرودری لکھنوی نے خدمت
طعام رسانی معماران ومزدوران ذمہ اپنے لیے اور تمام ملازمان شیخ مکارم وکرودری
وغیرہ نے شل مزدورون کے تعمیر حجرہ مین مدد دینا شروع کی نقل کرتے ہین کہ حمید نے
مع دیگر معماران چابکدست کے ایک روز مین حجرہ کو طیار کردیا جسوقت حجرہ طیار ہوچکا

اور حضرت اندر اسکے تشریف لے گئے یہ الفاظ زبان پر لائے - ہوالاول ہوا لآخر چنانچہ
بعد وفات بھی حضرت اُسی حجرہ مین دفن کیے گئے جہان کہ مزار اقدس آپ کا ہی بعد
طیاری حجرہ آپ نے سکونت مستقل وہین اختیار فرمائی اور یاد الٰہی مین مشغول رہنے لگے
مجمع اہل حاجت وزیارت بدرجہ غایت رہا کرتا تھا ایک روز آپکے چند حاضرین دربار نے
کچھ اجنہ کو بصورت مہیب دیکھا جس سے خوف طاری ہوا اُن لوگون نے شکایت اس
امر کی حضور مین عرض کی حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ دیکھو کیا ہوتا ہی اور اُن اشخاص
خوف زدہ کو پانی دم کر کے پلا دیا اور زبانی بھی تسکین و دلاسا فرمایا اُس روز سے
پھر کسی کو خوف و خدشہ نہین معلوم ہوا بعد انقضائے چند روز کے ایک عجیب و غریب
واقعہ ساکنان ٹیلہ و دیگر اشخاص شہر نے دیکھا و سُنا یعنے ایک روز نصف شب سے زیادہ
گذر چکی تھی کہ بڑے روز و شور سے ایک ہنگامہ اور غوغہ ہولناک ٹیلہ پر برپا ہوا جسکے
صدمہ سے تمام شہر کے سونے والے جاگ اُٹھے اور متحیر ہوگئے کہ الٰہ العالمین یہ کیا
معاملہ ہی جب صبح ہوئی معلوم ہوا کہ یہ شور و غل ٹیلہ پر برپا ہوا تھا اکثر لوگ بغرض استفسار و
انکشاف حال ٹیلہ پر گئے اور باریابان حضور نے حضرت سے ماجرائے شب دریافت کیا
حضرت نے خود فرمایا کہ یہ جگہ فرودگاہ لشکر اجنہ و قیامگاہ شاہ جن کا تھا جس روز سے
اس فقیر نے یہان رہنا قبول کیا اکثر باتون کی تکلیف مردمان لشکر کو ہوتی تھی شاہ جن نے
از راہ مروت کہ مبادا قیام لشکریان سے بندگان الٰہی کو تکلیف پہونچے یہان سے مع لشکر
کے کوچ کیا بوجہ کوچ لشکر کے یہ ہنگامہ اور غوغا برپا ہوا تھا آج سے انشاء اللہ تعالیٰ کسی بوڑھے
بچے کو اس جگہ خوف نہین رہا اور جگہ نہایت دلپذیر پاکیزہ ہو گئی اسوقت گو حالت
انقلاب سے وہ کیفیت تعمیرات باقی نہین رہی لیکن تاہم دلچسپی و سرسبزی اُسجگہ کی جو
ایک قدرتی چیز ہی دیکھنے سے متعلق ہی بعد طیاری حجرہ و قیام متصل حضرت کا ضابطہ یہ تھا
کہ مثل تکیہ ہائے دیگر کے بادر چیخانہ آپ کے تکیہ پر نہ روشن ہوتا تھا اگر کسی شخص نے

کھانا بھیجا آپ بہت خوشی سے اُسکو قبول فرماتے تھے اور اُسی وقت وہ پورا کھانا حاضرین
پر تقسیم فرماتے اگر فرستندہ طعام واقف ہوتا تھا تو وہ ہمراہ طعام چند رکابی پیالے مع چمچون
کے بھیجتا کیونکہ تکیہ پر کسی قسم کے ظروف نہین رہتے تھے اگر رکابی پیالے ہمراہ طعام نہوتے
تو آپ ہاتھون مین کھانا تقسیم کر دیا کرتے تھے اور خود بھی اُسی طرح سے نوش فرماتے تھے
باقی ماندہ طعام محتاجین و مساکین کو تقسیم فرما دیتے تھے اسی طرح ایک دن مین اگر دس
مرتبہ دعوت آجاتی سب تقسیم فرما دیتے اور اگر نقد روپیہ آتا تو موافق مقیمان تکیہ منورہ کو
بازار سے کھانا منگوا کر تقسیم فرماتے تھے اگر اتفاق سے کسی روز کھانا یا نقد کچھ تکیہ پر
نہ آتا تو آپ چار کامون کے لیے قرض فرماتے اول جب تین فاقہ بہم گذر لیتے تو آپ
دوکان غلامی نان پز سے کہ مرید راسخ آپ کا تھا خالی روٹیان یا مع چنے کی دال واسطے
اپنے اور نیز دیگر لوگون کے قرض منگواتے دوسرے جب تکیہ پر فاقہ ہوتا اور کوئی مسافر
آپ کے پاس آجاتا تو بمقدار مسافر آپ روٹی قرض منگواتے تھے اور اُنھین نو واردون
کو کھلا دیتے تھے باقی ساکنان تکیہ بدستور فاقہ سے رہتے تیسرے اگر حجرہ کے لیے روغن
چراغ نہ ہوتا قرض منگواتے تھے چوتھے بروز تاریخ عرس حضرات پیران چشت اگر تکیہ پر
کچھ موجود نہ ہوتا تو بموجب اجماع مردمان دال روٹی غلامی کی دوکان سے قرض منگواتے
و بعد نیاز سب تقسیم فرما دیتے جب کوئی شخص کچھ نقد نذر دیتا پہلے آپ قرض ادا فرماتے من بعد
بقدر قوت حاضرین تکیہ کو روٹی منگا کر تقسیم فرماتے اور مسافر کو بقدر خوراک چار یوم
زاد راہ مرحمت فرما کے رخصت فرماتے اگر اسپر بھی کچھ رقم بچ رہتی تو محتاجون و مسکینون کو
تقسیم فرماتے اصلا دوسرے وقت کے لیے نہ رکھتے ایک روز آپ قریب زوال قیلولہ
فرما رہے تھے ایک امیر آدمی نے دس قرابہ گلاب عمدہ آپ کی نذر مین بھیجے جب آپ
بیدار ہوے وہ قرابے حضوری مین پیش کیے گئے آپ نے ایک قرابہ سے اپنے کفدست
پر تھوڑا گلاب لیکر پی لیا اور باقی کو حکم تقسیم کا دیا۔ دیگر آنکہ ایک روز آپ بعد فراغ

نماز عشا حجرہ مین تشریف لے گئے اور دروازہ حجرہ کو بند فرمائے ابھی کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ دروازہ کھولکر آپ باہر برآمد ہوے اور فرمایا واللہ اعلم کیا باعث ہی کہ انتشار لاحق ہی دل کو یکسوئی نہین ہوتی شاید کوئی چیز ضروریات دنیا سے حجرہ مین موجود ہی جسکے باعث سے یہ پریشانی اور اضطرار شامل حال ہی اس جملہ کو سنکر حضرت جامع الشریعت والحقیقت میان شاہ دولت خلیفہ آنحضرت اپنی جگہ سے اُٹھے اور تلاش مین مشغول ہوے دیکھا ایک جگہ تھوڑی شیرینی ایک کپڑے مین بندھی رکھی ہی اُسی وقت اُس شیرینی کو احاطہ مکان سے الگ کر دیا تب حضرت کو اطمینان حاصل ہوا سبحان اللہ تجرید و تفرید اسی کا نام ہی دیگر اینکہ اگر کسی روز متواتر کئی مقام سے بافراط کھانا آجاتا تو آپ منع فرماتے اور اگر کوئی شخص دعوت کرتا تو آپ انکار نہ فرماتے تھے اگر ایک ہی روز مین چند آدمی دعوت کرتے تو آپ ہر شخص کے یہان تشریف لیجاتے اور برائے نام تھوڑا تھوڑا نقل فرمالیتے تاکہ کسی کی دل شکنی نہو اگر ایک روز مین سو جوڑے کپڑے بیش قیمت آپ کے لیے آجاتے تو ایک جوڑہ آپ واسطے اپنے رکھ لیتے اور سب تقسیم کر دیتے اگر آپ عمدہ کپڑے پہنے ہوتے اور کوئی شخص موٹا کپڑہ آپ کے واسطے لاتا آپ بخوشی قبول فرماتے اور زیب بدن فرمالیتے وہ جوڑا نفیس جو جسم مبارک مین ہوتا اُسی کے حوالہ کر دیتے جمعہ کے دن نیا جوڑا اگر میسر آجاتا تو فبہا ورنہ اُسی جوڑے کو اُتار کر خود دھوتے اور بعد غسل اُسی کو زیب جسم فرماتے لباس آپ کا ہمیشہ گیروے رنگ کا ہوتا تھا دیگر اینکہ ایک روز محی السنن مولوی سید علیم اللہ صاحب بریلوی آپ کی ملاقات کو آئے اور بعد دیگر قصص و حکایات کے آپ سے پوچھا کہ آپ گیروا رنگ کیون زیادہ پسند فرماتے ہین آپ نے جواب دیا جسوقت نظر میری اُوپران پارچہ ہائے رنگین کے پڑتی ہی شرمندہ ہوتا ہون اور اپنی بداعمالگی پر نفرین کرتا ہون دیگر اینکہ فصل خربزہ اور تربوز مین اکثر لوگ دعوت آپ کی کرتے آپ معہ ہمراہیان وہان تشریف لیجاتے اور خربزہ نوش فرماتے اور یہ ارشاد کرتے جسقدر لوگ

کھاسکین کھالیوین باندھنے کی حاجت نہین ہے آپ زیادہ تر اس فصل مین موضع
گھیلہ جو کنارہ دریاے گوستی کے آباد ہے تشریف لیجاتے تھے ہاشم و بٹا و ہنو قوالان
ساکنان دیوی کہ بچپن سے تکیۂ منورہ پر پرورش پائے تھے اور علم موسیقی مین بھی
اعلی درجہ کی دستگاہ رکھتے تھے سوائے تکیۂ منورہ کے کہین نہین جاتے تھے بلکہ میراث
موروثی سے بھی دست کش ہو چکے تھے ایکروز حضرت نے ان لوگون کے حق مین
فرمایا کہ یہ لوگ جمعیت کثیرہ ہین اور عیال دار بھی ہین رات دن ہمارے یہان حاضری
کرتے ہین بال بچہ انکے تکلیف سے بسر کرتے ہونگے لہذا جو کچھ ہمارے یہان نقد اور
جنس نذر مین آوے چہارم حصہ ان لوگون کا مقرر کیا جاوے اور باقیماندہ تقسیم ہو-
دیگر اینکہ اگر کوئی شخص حضرت کیواسطے کوئی چیز لاتا اور حضرت سے ہمکلام ہونا چاہتا تو
آپ اپنے پاس اُسے طلب فرماتے اور باتین کرتے حسب سوال متکلم کے جواب شافی دیتے تھے
اگر وہ خاموش بیٹھا رہتا تو آپ بھی ساکت رہتے اگر وہ کسی کا مرسلہ ہوتا اور کوئی خط دیتا
اور زبانی بھی کچھ عرض کرنا چاہتا تو آپ بھی جواب خط تحریر فرماتے اور زبانی جواب بھی دیتے
یاران حاضر الوقت سے اگر کسی نے آرندہ تحفہ سے دریافت کرنا چاہا کہ کہان سے لائے
ہو اور کس نے بھیجا ہے حضرت بہت ناخوش ہوتے اور منع فرماتے کہ بھیجنے والا اسکا اللہ ہے
تم لوگون کو اس بحث سے کیا فائدہ اگر آپ سے کوئی لفظ سلام کہتا تو آپ بھی وہی جواب دیتے
اور اگر کوئی سلام علیک کہتا تو آپ وعلیک السلام فرماتے آپ نے سن ہوش سے چارپائی پر
سونا ترک کر دیا تھا چنانچہ مرض الموت مین بھی چارپائی پر قدم نہین رکھا اگرچہ لوگ اصرار کرتے
رہے آپ شبانہ روز مین دو گھڑی سے زائد خواب نہین فرماتے تھے بلکہ تمام شب یادحق
اور بیداری مین گذار دیتے تھے ایک روز نواب فدائی خان کوکا نے فصل سرما مین شالی
جوڑہ طیار کر کے حضرت کے لیے بھیجا جسکی قیمت کم از کم دو سو روپیہ ہوگی آپ نے اُسکو قبول فرمایا
اور بہت خوش ہو کر زیب بدن کیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ غلامی طباخ ایک قبائے پارچہ گندہ

جسکی قیمت زیادہ سے زیادہ دو روپیہ ہوگی لیکر حاضر ہوا اور حضرت کو پہنا دیا حضرت نے
وہ جامہ شالی اُتار کر حوالہ غلامی طباخ کیا دیگر ایک روز حضرت شیخ مولوی محمد شاگرد
دیگر طلبا کے سبق دینے مین مصروف تھے ایک شخص حاضر ہوا اور دیر تک حضرت کے
پاس بیٹھا رہا کہ حضرت سبق سے فراغت کر لیوین تب کچھ عرض کرے اور نذر پیش کرے
لیکن حضرت کو عرصہ گذرا اُسکی طرف متوجہ نہوے بعد انتظار بسیار اُس شخص نے چند روپیہ
اپنے رومال مین باندھ کے جس جگہ حضرت بیٹھے تھے بوریے کے نیچے رکھدیے اور چلا گیا
بعد دو روز کے واپس آیا اور خادمون سے اپنا رومال مانگا خادمون نے لاعلمی ظاہر کی
جب رومال کی تلاش ہوئی تو وہ روپیہ رومال مین بندھے ہوے اُسی طرح بجنسہ رکھے
ہوے ملے باوجودیکہ اُس روز دو فاقہ تکیہ منورہ پر گذر چکے تھے مگر حضرت نے کچھ توجہ نہین
فرمائی دیگر حضرت شیخ نے کبھی حالت علالت مین علاج نہین کیا نہ کسی طبیب سے رجوع
فرمایا حضرت کبھی روپیہ پیسہ ہاتھ سے نہین مس کرتے تھے اگر کوئی نذر دیتا تو آپ اشارہ
چشم قبول فرماتے اور کسی خادم سے اشارہ کر دیتے وہ لے لیتا دیگر اینکہ معمول تھا کہ بروز عرس
حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب قدس سرہ حضرت شیخ نماز عصر سے فراغت کر کے تکیہ منورہ سے
معہ چند یارون کے درگاہ شاہ مینا مین تشریف لیجاتے اور اول وقت نماز عشا ادا کر کے
تکیہ پر واپس آتے قوال دروازہ درگاہ شاہ مینا پر آپ کے منتظر کھڑے رہتے تھے جسوقت
حضرت دروازہ سے قدم باہر رکھتے قوال گانا شروع کرتے دو گھڑی تک حضور کھڑے
سنا کرتے اور پھر اُس جگہ سے آگے بڑھتے اسی طرح سے دو دو گھڑی کے بعد چلتے اور
اور ٹھہر جاتے اور گانا سنتے تھے حتیٰ کہ صبح ہوتے ہوے تکیہ منورہ پر پہونچتے تھے دیگر
اینکہ حضرت کا معمول تھا کہ بلا ارادہ و اظہار قصد سفر کر دیا کرتے کسی کو مطلق خبر نہوتی
بظاہر جسکا سبب یہ معلوم ہوتا تھا کہ حالت سفر و خطر مین کوئی اسباب ضروری مثل سامان
بچھونا و لوٹا وغیرہ اپنے ہمراہ رکھنا پسند نہین کرتے تھے اکثر طریقہ حضرت کا یہ تھا کہ اگر آپ

بضرورت ذکر وشغل بیرون شہر تشریف لیجاتے تو دروازہ شرقی یا غربی سے برآمد ہوتے اور جانب
گومتی تشریف لیجاتے اور کنارہ کنارہ گومتی کے روضہ شاہ پیر جلیل یا باغ شجاع مین پہونچ جاتے
مگر ہمراہ آپ کے کوئی نہوتا تھا آپ ایک شب یا دزیادہ یاد الٰہی مین بسر فرماتے جب آپکو واپسی
مین عرصہ ہوتا خادم آپ کی تلاش مین نکلتے اور آپ کو ڈھونڈھکر ساتھ ہی واپس آتے اور
اگر آپ دروازۂ جنوبی سے برآمد ہوتے تب جملہ یاران وخادمان ہمراہ آپکے ہوتے کبھی تو آپ
مقبرۂ شاہ شمس کی طرف تشریف لیجاتے اور فاتحہ پڑھکر واپس آتے اور کبھی دور سیدان تک
چلے جاتے اُس جگہ سے واپس آتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ آپ کسی گاؤن یا قصبہ کی طرف چلے جاتے
اور بعد ایک یا دو روز کے واپس تشریف لاتے یہ امر ضروری تھا مگر اکثر فصل بہار مین واسطے
مشاہدہ تماشاے صنعت صانع مطلق وسیر مخلوق خالق برحق سمت جنگل جہانگیر آباد تشریف
لیجاتے اور بعد قیام دو چار روز کے واپس آتے یہ وہ جہانگیر آباد ہی جو ابتک ضلع بارہ بنکی
ملک اودھ مین واقع ہی کسی زمانہ مین یہ جنگل ویران زاغ وزغن کا نشیمن و درندون کا مسکن
تھا اب بباعث قیام راجہ تصدق رسول خان صاحب بہت سرسبز ونیکنام ہی راجہ صاحب
کی داد دہش سے شاداب وشہرہ عام ہی دکاکین اجناس پر از اشیاے مختلف ہر وقت موجود
رہتے ہین بلکہ قریب قریب ہر قسم کی چیزین ملسکتی ہین۔ دیگر اینکہ حضرت شیخ مین علاوہ
دیگر خصائل حسنہ کے ایک عادت بہت احسن تھی کہ آپ کو اپنے اُستاد مولانا فتح احمد صاحب
قنوجی و استادزادگان ودیگر وابستگان اُستاد کے ساتھ نہایت حسن ادب واخلاص تھا
جو کوئی آپکے دوستون اور شناسا مین سے اُسطرف سفر کرتا اُس سے دریافت خیریت
خاندان اُستاد کی تاکید رہتی بروقت واپسی شخص مذکور مقدم تھا کہ آپ حالات خاندان
اپنے اُستاد کے دریافت فرماوین اتفاقاً اگر کوئی شخص اُس نواح مین گیا اور بغیر ادراک و
استفسار حالات مولوی صاحب کے واپس آتا اور عندالملاقات حضرت شیخ سے لاعلمی ظاہر
کرتا آپ اُس سے بہت رنجیدہ اور ناخوش ہوتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت میر محمد شفیع صاحب

کہ مخصوصین و مقربین حضرت سے تھے سفر دہلی کا کیا وقت واپسی اثناء راہ مین موضع مکندپور
جو قنوج سے تخمیناً ایک میل ہوگا ملا آپ نے شب کو وہین قیام فرمایا اور علی الصباح عازم لکھنؤ
کے ہوے بوجہ عجلت آپ نے تاکید حضرت کو فراموش کیا اور قنوج نہ پہونچ سکے بعد پہونچنے
لکھنؤ کے خدمت مین حضرت شیخ کی حاضر ہوے حضرت نے میر صاحب سے حالات صاحبزادگان
جناب اُستاد دریافت فرمایا میر صاحب موصوف نے محجوبانہ عذر عدم حاضری عرض کیا فی الفور
رنگ چہرہ مبارک بدل گیا اور آثار ناخوشی کے پیدا ہوئے میر صاحب موصوف مرید باادب
حضرت کے تھے اُسی وقت پھر واپس قنوج کے ہوے اور قنوج پہونچکر مولوی اسد اللہ صاحب
خلف جناب مولانا فتح اللہ صاحب سے عرض واقعہ گذشتہ کا کیا اور مستدعی خط سفارشی نام
نامی کے ہوئے بعد حصول خط خدمت اقدس مین واپس آئے دیگر اینکہ حضرت کے کوئی اوقات
معین و منضبط نہ تھے مگر بفحوائے للاکثر حکم الکل حاضرین و خادمین نے خیال کر لیا تھا کہ
حضرت اول وقت نماز فجر باجماعت مسجد مین پڑھکے حجرہ شمال رویہ مین تشریف لاتے
اور دروازہ حجرہ کو بند فرما لیتے اور ایک پہر کامل اندر اُسی حجرہ کے ذکر و شغل مین مشغول
رہتے قریب دس بجے کے برآمد ہوکر نماز چاشت ادا فرماتے بعد فراغ نماز درس طلبا کا شروع
ہو جاتا بارہ بجے تک درس سے فرصت فرماکے بغرض قیلولہ داکل سدرستی پھر داخل حجرہ
ہوتے بعد استراحت اول وقت نماز ظہر آپ بیرون حجرہ تشریف لاتے اور باجماعت نماز
ظہر ادا فرماکے پھر اُسی حجرہ مین تشریف لیجاتے اور کسی مرید طالب حق کو طالب فرماکے تلقین
و تعلیم راہ حق کی کرتے بعد انقضائے چند ساعت آپ پھر بیرون حجرہ تشریف لاتے اور
معمولی طریقہ سے درس طلبا کا آغاز ہو جاتا اور تا بہ عصر برابر پڑھاتے رہتے اول وقت
نماز عصر باجماعت ادا کرکے مشغول وظیفہ کے ہوتے بعد ختم وظیفہ تفریحاً کبھی آپ جانب
گومتی اور کبھی سمت کسی میدان کے تشریف لیجاتے اور قبل از نماز مغرب پھر تکیہ پر واپس
آتے نماز مغرب معہ جماعت مسجد مین ادا کرتے تھے بعد نماز مغرب کچھ تھوڑا سا وظیفہ پڑھتے تھے

اور مابقی قریب قریب تمام شب نوافل پڑھا کرتی تھی بعد فراغ نوافل و نماز عشا پھر داخل حجرہ ہو جاتے اور کسی عقیدتمند کو طلب فرما کے متوجہ تعلیم علم باطنی کے ہوتے بعد تھوڑی دیر کے حضور معہ اُس مرید کے باہر تشریف لاتے یا وہ مرید تنہا اُس حجرہ سے چلا آتا اور آپ دروازۂ حجرہ کو اندر سے بند فرما لیتے اور صبح کو بوقت نماز باہر تشریف لے آتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ آپ بھی بعد تعلیم و تلقین حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور اُن غارہاے تیرہ و تار کی طرف جو درمیان کاکوری و لکھنؤ کے واقع ہین تشریف لے جاتے یا طرف میدان بیرون دروازہ عالم نگر جاتے یا روضہ حضرت شاہ عبدالجلیل صاحب جو بہ لقب پیر جلیلوں کے مشہور ہی تشریف لاتے یا باغ شاہ شجاع کی طرف گذر ہوتا ہر تقدیر کوئی خاص جگہ حضرت کی معین نہ تھی جسطرف دل مین آتا تشریف لے جاتے اور تمام شب بیداری و ریاضت مین بسر فرماتی اور قبل از طلوع آفتاب پھر تکیۂ منورہ پر پہونچکر شریک جماعت نماز فجر کے ہوتے کبھی کبھی آپ بعد اداے دوگانہ فجر و عصر قوالی سنتے تھے بسا اوقات اندرون حجرہ تشریف رکھتے مگر بضرورت سبق طالب علمان بیرون حجرہ تشریف لاتے اور بعد درس تدریس پھر حجرہ مین واپس چلے جاتے اور دروازہ حجرہ کو اندر سے بند کر لیتے اور عبادت مین مشغول رہتے تھے اذان یا اقامت کی آواز سنکر حجرہ سے برآمد ہوتے ابتداے زمانہ مین مدتون قریب قریب یہی انداز اوقات شریف کے رہے ازان بعد اس طریقہ مین کچھ انقلابی حالت پیدا ہوئی اور یہ نوبت پہونچی کہ آپ اکثر تمام شبانہ روز حجرہ مین رہتے اور دروازہ کو اندر سے بند رکھتے محض پنجگانہ نماز کے واسطے برآمد ہوتے ایک مرتبہ کا ذکر ہی آپ حسب دستور حجرہ مین تشریف رکھتے تھے موذن نے اذان کہی اور بعد انتظار اقامت بھی ہو گئی لوگ آپ کی شرکت نماز کے منتظر رہے مگر آپ تشریف نہ لائے حتی کہ نماز ختم ہو گئی لوگون کو سخت حیرت ہوئی کہ آج یہ پہلا اتفاق ہی حضرت نے نماز قضا کی کچھ دیر انتظار کیا گیا بعد انتظار یاران منتظر نے دروازۂ حجرہ پر دستک دی مگر دروازہ نہ کھلا پھر مختلف

طریقتون سے کوشش دروازہ کھولنے کی کی گئی مگر در حجرہ نہ کھلا تین شبانہ روز تک
حجرہ بند رہا اور سب اسی تردد و پریشانی مین رہے چوتھے روز میان شاہ دولت کہ خلیفہ
آپ کے ہونے والے تھے علم موسیقی مین دستگاہ کامل رکھتے تھے اُنھون نے معہ جماعت
قوالان در حجرہ پر گانا شروع کیا ہنوز زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ آپ دروازہ کھول کر باہر
تشریف لائے اور حیرت سے فرمانے لگے کہ آج نماز ظہر و عصر باجماعت ادا نہو سکی یارون
نے عرض کیا کہ یا حضرت آج چوتھے روز آپ حجرہ سے برآمد ہوے ہین کئی روز کی نماز
قضا ہوئی حضرت یہ جملہ سنکر خاموش ہو رہے اور نماز عشا مین شریک ہو کر سمت گومتی
چلے گئے اُس روز تمام شب لب گومتی محفل سرود و سماع معہ یاران ہمدم قائم رہے
نماز فجر حضور وہین ادا فرما کر سمت جہانگیر آباد روانہ ہوے اور بعد ملاحظہ سیر جنگل جہانگیر آباد
و قدرت صانع بیچون لکھنؤ واپس آئے دیگر اینکہ حضرت شیخ باوجود اعلی درجہ کے متوکل
و قانع ہونے کے بڑے مسافر و مہمان نواز تھے اکثر طلبا و دیگر اشخاص کی دعوت فرمایا کرتے
ذکر ہی کہ حضرت شاہ دولت صاحب قدس سرہ خلیفہ اول حضرت ممدوح کے جنکو حضرت تمامی
موجودات عالم سے زیادہ تر عزیز رکھتے تھے جب حضرت شاہ دولت صاحب نے تحصیل علم
سے فراغت پائی اور نوبت دستار بندی کی پہونچی حضرت شیخ نے فرمایا کہ بروز دستار بندی
خرقہ پیران طریقت یعنی ردائے پیر مکرم دولت میان کو عطا کر دیا جاوے اور نیز رسم
سجادہ نشینی بھی اُسی روز فقیر کی حیات مین ادا ہو جاوے بنا بران کوئی تاریخ معین
ہو جانا چاہیے پس حضرت نے خود ہی - ۱۱ - ربیع الثانی ۱۰۲۲ھ ہجری منعقد فرمائی حاضرین
خدمت متفق اللفظ سمعنا و اطعنا زبان پر لائے یہ خبر شدہ شدہ نواب تہور خان صوبہ دار
و میر احمد ستان و میر عبد اللطیف بخشی و قایع نگار کو پہونچائی گئی یہ تینون صاحب مرید حضرت
کے تھے اور بسا اوقات حضوری مین حاضر رہا کرتے تھے اس خبر سجادہ نشینی کو سنکر خدمت
اقدس مین حاضر ہوے اور ذریعہ سعادت و افتخار سمجھکر حضرت سے بالاتفاق عرض کیا

کہ تاریخ معینہ پر کہ روز سجادہ نشینی وخرقہ پوشی شاہ دولت میان کا ہی اگر حکم ہو تو ہم لوگ کچھ انتظام وتدبیر جلسہ عمل مین لاوین حضرت نے فرمایا کہ تدبیر انتظام کس چیز کا نام ہی دوبارہ عرض کیا کہ حاضرین تکیہ منورہ کے لیے کچھ ناشتہ اور پانی و بدھنی براے وضو مہیا کیجاوین حضرت نے منظور فرمایا شدہ شدہ یہ خبر بلا اندراج اخبار و ندائے منادی تمام گرد و نواح قصبات وقریات وامصار قریب وبعید مین مشتہر ہوگئی ہر مذاق کے آدمیون نے بغرض شرکت آنا شروع کیا اس مجمع مین زیادہ تر علما وفضلا وطلبا ومدرسین ودرویش باکمال وسیاحان ہر دیار وامصار وخلفا ومریدان ومتوسلان حضرت وقوالان اُستاد فن موسیقی مقامات مختلف مثل پٹنہ وبہار وجونپور والہ آباد وآگرہ ولاہور ودکن وغیرہ سے جمع ہونے لگے اور بتدریج مجمع کثیر ہوگیا شہر مین لوگ جابجا محلہ محلہ مین مقیم ہوے محض قوال تکیہ پر ٹھہراے گئے اور منتظر ساعت معینہ کے رہے جسوقت مجمع مہمانون کا زیادہ ہوا امرا واغنیاے شہر نے کہ اکثر مرید حضرت کے تھے خدمت مین عرض کیا اگر حکم ہو تو خدمت گزاری مہمانان عظیم الشان وسامان دعوت مردمان کیا جاوے حضرت نے جواب دیا فقیر نے کسی کو طلب نہین کیا ہی یہ سب حضرات بلا طلب تشریف لائے ہین اور مہمان رزاق مطلق کے ہین وہی میزبان اور کفیل بھی اُنکا ہوگا لیکن جب مریدان گستاخ نے زیادہ مبالغہ واصرار دربارۂ دعوت وطعام رسانی کے کیا حضرت نے منظور فرمایا پس از حصول اجازت ہر شخص علی قدر حیثیت مشغول انتظام مہمانان وترتیب محفل کا ہوا انتظام محفل مقدس باتفاق رائے میان شاہ دولت کے یون قرار پایا کہ تکیۂ منورہ پر جسوقت سب یکجا ہوئے اور انتظام نشست شروع ہوا گروہ صوفیان یک صف وطلبا یک صف ومشائخ یک صف وقلندران وغربا واغنیا وقوالان یک یک صف اس طریقہ سے صف بندی کی گئی اور قوالی شروع ہوئی یہ ممکن نہ تھا کہ ایک صف کا آدمی دوسری صف مین بیٹھ سکے یہان تو محفل سرود قایم رہی مگر حصص طعام ہر شخص کی فرودگاہ پر بھیجدیے تھے بعد ختم قوالی

تکیہ منورہ پر بھی تقسیم طعام ہوتی تھی نام اُس حصہ طعام کا کافی رکھا گیا تھا ہر حصہ مین تین پاؤ
آٹے کی روٹی اور ایک پیالہ قلیہ کا اور ایک رکابی پلاؤ کی یہ کھانا بلا تخصص خاص و عام
فرداً فرداً ہر مسلمان کو دیا گیا تھا اور ہنود کو مٹھائی دی جاتی تھی یہ مجمع کامل ایک ماہ تک
قایم رہا بارہ روز تک اہتمام طعام ذمہ نواب تہور خان کے رہا اور پانچ روز میر احمد ستان
اور تین روز تک میر عبد اللطیف اور ایک ایک روز دیگر اغنیا و مریدان ذی مقدور نے
اپنے ذمہ لیا اور بہت خوش سلیقگی اور عالی حوصلگی سے اس انتظام کو انجام دیا حالانکہ اُس
سال کچھ گرانی غلہ کی تھی مگر بباعث خوش انتظامی اور حضرت کی برکت سے کچھ نہ معلوم ہوا
اور بہت حسن و خوبی سے انجام پا گیا بروز ختم جلسہ خرقہ میان دولت کو پہنایا گیا اور
حضرت شیخ نے حضرت میر محمد شفیع صاحب سے کہ وہ بھی خلیفہ حضرت کے تھے اجازت نامہ
طیار کرنے کا حکم دیا مگر بپاس ادب آپ نے اجازت نامہ نہین لکھا بلکہ حضرت غلام نقشبند سے
اجازت نامہ لکھوا کر حضرت کی خدمت مین پیش کیا جسکی نقل بجنسہ درج مصالح الطالبین ہے
حضرت شیخ نے وہ اجازت نامہ میان شاہ دولت صاحب کو عطا فرمایا طرز عمل میان دولت
صاحب کا قدم بقدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم امور معاش و معاد مین تھا اور آپ بہت بڑے
ثقہ وقت تھے خدمت وارد و صادر و ساکن و زایر کی اس درجہ کرتے تھے کہ جسکے باعث سے
حضرت شیخ بہت عزیز رکھتے تھے لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا
تھا کہ حضرت کے سامنے باقتضاے کل نفس ذائقۃ الموت کچھ خفیف علالت دولت میان
کو لاحق ہوئی اور دفعتاً واقعہ ۲۰- جمادی الاول سنہ ۱۲۰۸ ہجری کو اس عالم فانی سے
عالم جاودانی کو رحلت فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شیخ قبلہ کو مع دیگر مخصوصین
حضرت کے سخت صدمہ اور قلق ہوا لیکن مشیت ایزدی مین کیا چارہ تھا ہر شخص نے ضبط
و صبر کیا اور بعد غسل و کفن کے حضرت سلطان الاولیا نے نماز جنازہ کی پڑھائی اور
بیرون حجرہ جانب دکھن دالان مین دفن فرمایا بعد حوادثات و انقلابات مختلفہ حضرت

سلطان المشایخ نے جسوقت سے سکونت مستقل ٹیلہ پر اختیار فرمائی پھر نقل مکان نہین کیا حضرت کے قیام کے باعث وہ ٹیلہ بلقب تکیہ منورہ مشہور ہوا زمانہ سابق کے دیکھتے ہوئے آپ کے اوقات مین بہت انقلاب ہوگئے تھے بلکہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ بالکل تضاد ہوگیا تھا ابتدا مین آپ بشرط موجودگی وامکان روزانہ غذا تناول فرماتے تھے مگر اب یہ طریقہ ہوگیا کہ ہفتہ مین ایک مرتبہ وہ بھی بمقدار ناکافی محض بغرض تقویت تن و قوت عبادت نوش جان فرماتے تھے اور شبانہ روز مین زیادہ سے زیادہ دو گھڑی قیلولہ فرماتے تھے آپ کے پاس علائق دنیا سے چند ضروری چیزین رہتی تھین ایک وہ جوڑا کپڑے کا جو زیب جسم اطہر رہتا تھا اور ایک خرقہ مرقع قدیم اور ایک حمائل قرآن پاک اور ایک دیوان حافظ جو آپ کے چچا نے آپ کو مرحمت فرمایا تھا اکثر لوگ کتابین آپ کو نذر دیتے آپ قبول فرماتے مگر بحال رہنا سب رکھ لیتے یا تقسیم فرما دیتے بعد وفات حضرت چند کتابین برآمد ہوئین جو اسوقت تک بعض بعض جگہ پائی جاتی ہین تبرکاً لوگون نے باہم تقسیم کرلیا تھا اور بعض کتابین تولیت مین صاحب سجادہ نشین کے رہین حضرت کے پاس کوئی کتب خانہ کافی نہ تھا عندالضرورت آپ کتاب مستعار منگا لیتے تھے اور بعد ملاحظہ واپس دیتے تھے حضرت نے اپنی حیات مین شاہ دولت کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنایا تھا جسکا تذکرہ مسلسل درج ہوچکا ہی حضرت شاہ دولت کے انتقال سے حضرت کو سخت غم والم لاحق ہوا لیکن مشیت ایزدی مین کیا چارہ تھا حضرت شیخ یوم انتقال سے نہایت مغموم ومحزون رہتے اور بیشتر اوقات عالم استغراق مین رہتے درس تک بکلم موقوف کردیا تھا گانا بھی گاہے گاہے سنتے افراط حزن وملال سے آپ نہایت کمزور وضعیف ہوگئے تھے زیادہ سے زیادہ حادثہ انتقال شاہ دولت میان کو ایک سال گذرا ہوگا کہ بقول حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت شیخ نہ

دلش بیدار چشمش در شکر خواب
ندیدہ کس چنین بیدار در خواب

بہ پوشیدہ زنا پائیدہ دیدہ
ولے بکشودہ باپائیدہ دیدہ

دل آن قدسی بیاد الٰہی مین بیدار چشم منور خواب مین دنیا سے بیزار مشاہدہ فرماتے ہین کہ بازار لکھنؤ کے لٹ رہے ہین اور شہر

بالکل ویران ہو گیا ہی اور دوبارہ از سر نو لکھنؤ آباد کیا جارہا ہی صبح کو حضرت نے یہ خواب اپنے یاران ہمدم سے بیان فرمایا اور بعد اظہار خواب تعبیر بھی خود ہی بیان فرمائی کہ ایام زمانہ وصال فقیر کا بہت قریب معلوم ہوتا ہی عنقریب دنیا کو خیر آباد کہنا پڑیگا اور اعزاز حضوری کا حاصل ہوگا سب حاضرین کو اس ارشاد سے تردد پیدا ہو گیا بعد انقضاے ایک ہفتہ یعنی آخر ہفتہ ماہ جمادی الاول مین آپ کو علالت لاحق ہوئی اور وہ مرض یوماً فیوماً ترقی پذیر ہوتا گیا آپ نے بدستور قدیم علاج سے گریز فرمایا چونکہ آپ کا معمول تھا کہ علالت مین دوا نہین کرتے تھے اور نہ مدۃ العمر چارپائی پر استراحت فرمایا الحال علالت مین یہ ایک بات معمول سے خلاف ظاہر ہوئی کہ آپ مریدون کو ارشاد و تلقین معمول سے زاید فرمانے لگے اور پند و موعظت مین مبالغہ فرماتے مگر بعضے مریدین و مسترشدین جنھون نے راہ سلوک بہ تکمیل تمام طی نہین کیا تھا وخواب و تعبیر و اشتمال علالت و ترقی مرض و ارشاد الفاظ یاس و تسکین آمیز زبان حضرت سے ملول و دلگیر ہوئے ایک روز خدمت حضرت مین نالہ و گریان حاضر ہو کر عرض حال کیا حضرت نے بہ نظر شفقت اُن لوگون پر توجہ فرمائی جنہین ظرف وسیع و استعداد قبولیت حاصل پایا تخلیہ مین لے گئے اور دولت سرمدی سے مالامال کر دیا اور بعض طالبین کہ جو ہنوز ناقص تھے بحال مناسب ہدایت تحصیل خدمت مین حضرت سید کامل میر محمد شفیع صاحب کہ جو اُسوقت تک دہلی مین تھے فرمایا اور بعض کو حضرت وارث الانبیا یعنے حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب کی طرف اشارہ فرمایا اور بعضون کو حضرت شاہ آفاق صاحب کے سپرد کیا اور ایک تحریر بخط خاص سربستہ بدست ایک خادم بمقام دہلی بنام سید کامل صاحب روانہ کیا مضمون تحریر کا عالم اللہ پاک ہی۔ لایعلمو الا اللہ تعالیٰ۔ حالت مرض مین آپ تکلم بہت کم کرتے تھے بعد فراغ نماز عشا آپ حجرہ مین داخل ہو جاتے اور دروازۂ حجرہ کو اندر سے بند کر لیتے تھے علی الصباح دوسرے روز بغرض ادائے نماز فجر برآمد ہوتے تھے الحال زمانہ مرض مین آپ پنجگانہ نماز کے واسطے حجرہ سے تشریف لاتے اور بعد فراغ

نماز پھر حجرہ مین داخل ہو جاتے - ۱۳ - جمادی الاول سنہ ۱۰۸۵ ہجری کو بعد فراغ نماز عشا حجرہ مین تشریف لے گئے علی الصباح حسب معمول تمام نمازی بعد اذان منتظر آپ کے رہے لیکن آپ برآمد نہوئے حتی کہ لوگ نماز سے فراغت کر کے منتشر ہو گئے اسی طرح اُس روز کا پورا دن ختم ہو گیا اور رات بھی ختم ہو گئی لیکن آپ حجرہ سے برآمد نہوے چونکہ آپ کی عظمت اور ہیبت حق ایسی نہ تھی کہ کسی کو یہ جُرأت ہوتی کہ بلا طلب اجازت اندر حجرہ کے جا سکے یا بیباکانہ دستک دے سکے لیکن ہر شخص بوجہ عدم دریافت کیفیت دریاے حیرت و تردد مین غوطہ زن تھا اس امر پر کسی کو علم نہ تھا کہ گذشتہ دن کی زیارت حضرت کی آخری زیارت تھی چونکہ حضرت کو آٹھ پہر کامل اندرون حجرہ گذر چکے تھے اور بوجہ بیماری کے یارون کو اضطراب سخت پیدا ہوا آخر کار بعد گفت و شنود و مشورت باہم باتفاق راے میان شاہ آفاق صاحب - ۱۴ - جمادی الآخر سنہ ۱۰۸۵ ہجری صبح کے وقت بہ جرأت و دلیری تمام دروازۂ حجرہ سے حضرت کو دستک دی لیکن اندر سے کچھ جواب نہ حاصل ہوا اس قسم کی تدبیرون سے جب عاجز ہوے تب بمجبوری دروازۂ حجرہ کو توڑ ڈالا دیکھا تو طایر رُوح حضرت سمت علیئین پرواز کر چکا تھا اور جسد مبارک بصورت مسجودین مصلے پر رکھا ہوا تھا یہ معلوم ہوتا تھا تھا کہ آپ زندہ ہین اور سجدہ مین مصروف ہین - یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ - انا للہ وانا الیہ راجعون - ہ

وداع کلبۂ تنگ جہان کرد
وطن براوج کاخ لامکان کرد

اس حادثہ جانکاہ سے ہر شخص نے رونا پیٹنا شروع کیا اور حضرت کے حالات شفقت آمیز یاد کر کے اپنے جامہ کو چاک کرنے لگے لیکن تقدیر الٰہی مین کیا چارہ تھا - ہ

زدل نوحہ زجان فریاد برداشت
فغان از سینۂ ناشاد برداشت

وقت وفات کے عمر شریف حضرت کی ستاون برس آٹھ مہینے سترہ روز کی تھی خبر انتقال پرملال حضرت بابرکت آن واحد مین تمام شہر و دیگر قریات و قصبات متصلہ مین مشتہر ہو گئی بے انتہا لوگون کا مجمع ہو گیا چار ناچار سب کو صبر کرنا پڑا اور تجہیز و تکفین مین مصروف ہوے

اور اندر اسی حجرہ مقدس کے دفن فرمایا جہان کہ اب مزار پاک آپ کا ہے آپ کے رنج وغم کی
گھٹا لکھنؤ مین تین شبانہ روز اُمڈی رہی کیا ہندو کیا مسلمان کسی دوکاندار نے دوکان
نہین کھولی اور نہ سواد سلف مین مشغول ہوے بے انتہا تاریخ وفات آپکے مریدون ومعتقدون
نے تصنیف فرمائین لیکن مشتی نمونہ از خرواری دو تین مادہ تاریخ درج کتاب ہذا ہین اور یہ
آیت قرآن پاک کی اسوقت تک در حجرہ پر کندہ ہے - لاخوف علیہم ولاہم یحزنون وبخدا پیوست
چو سوت اولیا خواب صفو لیست خرد تاریخ سالش حصہ گفتہ المختصر تینون لوگون کی آنکھون سے
سلسلۂ اشک جاری رہا اور ہر کس وناکس کے دلون پر ابر غم چھایا رہا لیکن تابکی آخر کار خدا وند عالم
نے سبکو صبر عطا فرمایا بعد انقضاے ایک ہفتہ انتقال حضرت سے سید کامل میر محمد شفیع صاحب
دہلی سے واپس تشریف لاے اور بجاے حضرت شیخ کے حضرت شاہ آفاق کو سجادہ نشین کیا
چونکہ حضرت شیخ کے مرید بہت بڑے بڑے اعیان ریاست تھے ہر شخص کی اجازت واستمزاج
سے حضرت میر محمد شفیع صاحب تعمیر تکیۂ منورہ مین مصروف ہوے سب سے پہلے بعد انتقال
حضرت شیخ صورت حجرہ منقلب کی گئی اور گنبد قایم کرکے مقبرہ بہ یکدر قایم کیا گیا اور یہ سب
عمارتین بعد وفات حضرت کے طیار ہوئی ہین گرد مقبرہ کے ہر چہار طرف دالان اور پیش دالان
چبوترہ نواب بادشاہ قلیخان عرف تہور خان صوبہ دار نے بنوا دیا تھا جنکے نشانات اب
باقی نہین رہے صرف دو مزار جانب رکن مقبرہ اقدس متصل دروازہ مقبرہ کے باقی ہین
اور وہ دونون مزار حضرات شاہ دولت وحضرت شاہ آفاق صاحب کے ہین جانب پچھم
مزار حضرت شاہ دولت صاحب کا ہے اور جانب پورب مزار اقدس حضرت شاہ آفاق کا ہے
مسجد وچاہ وحمام وحوض وحجرہ ہاے گرد مسجد جنکے نشانات اسوقت موجود ہین بجز ایک
حمام کے جسکی علامت تک باقی نہین رہی ہے بنوایا ہوا نواب فدائی خان کوکا کا تھا تاریخ
ابتداے بنیاد مسجد تکیۂ منورہ یہ ہے فول وجھک شطر المسجد الحرام اور تاریخ طیاری مسجد -
انہ بیت العتیق دالان تکیۂ منورہ ودیگر حجرہ ہامعہ مکان مسکونہ حضرت شاہ آفاق صاحب

خواتین ریاست مثل نواب معالیخان وغیرہ نے بنوایا تھا اور بعد تکمیل و طیاری جملہ عمارات
ایک مکان تین دالان کا واسطے سکونت حضرت شاہ آفاق صاحب متصل مسجد جانب دکن
جداگانہ بنوایا گیا تھا جسکا نشان بھی اب نہین باقی ہی معاینہ کتاب زیارت موقعہ سے
یہ پایا جاتا ہی کہ حیثیت موجودہ سے حیثیت سابقہ بہت اچھی اور زیادہ خوش اسلوب تھی
بلکہ اکثر مقابر خلفائے حضرت شیخ و خلیفہ خلفاء و مریدان حضرت کے تھے جنکو زمانہ نے
بالکل مٹا دیا مسجد معہ تکیۂ منورہ بعد غدر ۱۸۵۷ء کے عرصہ تک بہ قبضۂ گورنمنٹ انگلشیہ
نزول رہے اور قطعی ممانعت ادائے نماز و فاتحہ خوانی و زیارت مزار و آمد و شد مسلمانان و دیگر
حاجتمندان کی رہی بعد فتح و تسلط لکھنؤ مسجد تکیۂ منورہ پر گورہ پلٹن و افسران فوج مقیم رہے
اور پہلوئے مسجد مین جانب اُتر سرکار نے واسطے فوج متعینہ مسجد ایک حمام بنوا دیا تھا اور مکانات
گرد و پیش تالاب گومتی جانب اُتر و جانب پورب منہدم و مسمار کرا دی اب مدت مدید کے بعد
سنہ ۱۹۰۱ء مین حسب تحریک و درخواست استہلے بے پایان کامل شاہ خان صاحب کے عرصہ سے
بلا استرضائے نزول جاروب کشی خانۂ خدا و آستانۂ حضرت مین مصروف تھے بہ خفیف توجہ
و تصرف حضرت پیر دستگیر واگذاری مسجد و تکیۂ منورہ بنام راجہ تصدق رسول خان صاحب
رئیس سابق میلارائی گنج و رئیس راجہ حال ریاست جہانگیر آباد ضلع بارہ بنکی کے قرار پائی
راجہ صاحب موصوف نے بہ ایمائے سر ایٹ نئے مگڈانل لفٹننٹ گورنر بہادر بہ صرف عالی
حوصلگی بذریعہ ٹھیکہ معرفت ایک انگریز کے مرمت فرمایا خداوند عالم موصوف الصدر کو ایسے
ایسے امور خیر پر متوجہ و مصروف رکھے اگرچہ راجہ صاحب نے باقتضائے مصلحت و با
مناسبت وقت حیثیت سابقہ سے احتراز فرمایا ہی اور سیدھے سیدھے طریقہ سے مرمت
پر کمر باندھی ہی حجرہ وغیرہ جو بوجہ امتداد زمانہ جانب اُتر مخدوش ہو رہے تھے اور قریب
معدوم ہونے کے تھے اکثر چنوا دئے جس سے علامت دیرینہ جاتی رہی تجدیداً ایک دیوار
گرد تکیۂ منورہ کے مثل حصار کے کھچوا دی ہی ہان اسقدر افسوس ضرور ہی کہ اُس دیوار کے

نیچے بڑے بڑے اولیاے وقت مرید و خلیفہ حضرت کے مثل سید غلام بہاری و شرف الدین یحیی
منیری وغیرہ کے دفن ہین بروقت تعمیر حصار اکثر مقابر انہین بزرگون کے کھل گئے لیکن کسی وجہ سے
کچھ توجہ نہین کی گئی مسجد تکیۂ منورہ اپنی حالت و وضع اور استحکام مین لاجواب ہی معمولی
مرمت مسجد کے علاوہ گنبد و منارہ مسجد پر کلس طلائی چڑھا دیئے گئے ہین جنکے باعث سے
کچھ کچھ زینت و حسن مسجد مین ہو گیا ہی دور سے اس منظر کا آب و تاب یہ بتلا رہا ہی کہ کسی
بڑے نیک نیت آدمی نے اپنے خلوص دل سے اپنی نیک کمائی کا حصہ مرمت مسجد مین خرچ
کیا ہی علاوہ مرمت کے ایک موذن اور ایک پیش امام بھی مقرر فرما دیا ہی بالاے مسجد
اندرون گنبد اسقدر وسعت ہی گویا ایک ایک عبادت خانہ بنا ہوا ہی اور ہر گنبد مین باجماعت
نماز ادا ہو سکتی ہی خداوند عالم بہ طفیل حبیب مکرم اس تکیہ منورہ اور مقبرہ متبرکہ و خانہ خدا کو
ابدالاباد تک قایم رکھے محض حضرت کی ریاضت و عبادت کا نتیجہ اور فیضان حضرت کا
ثمرہ ہی کہ ایسے ایسے رئیس بحسن عقیدت ایسے کام اہم پر آمادہ ہو جاتے ہین حضرت کے
روضہ اقدس پر اسوقت تک فیض عام جاری ہی کوئی حاجتمند در اقدس سے نا امید نہین جاتا
ہی بعد وصال حضرت شیخ بہت سی کرامتین ظاہر ہوئین جو ہدیۂ ناظرین ہین یہ دو باتین
بھی ضمیمہ کرامت اور ولایت سے خالی نہین ہین اولاً تو چالیس پچاس برس کے بعد عالی ہمم
والا حشم کریم بخش صاحب سوداگر کا بصرف کثیر تھوڑی عرصہ سے ہر سال حضرت شیخ کا عرس خلوص
نیت و صدق عقیدت سے کرنا خداوند عالم انکی اس ہمت اور پاک کمائی مین برکت اور وسعت
عطا کرے دویم جناب راجہ صاحب بہادر کی اولالعزمی و دریادلی سے ترمیم مسجد کا ہونا
خداوند عالم راجہ صاحب کو بھی اپنے مقاصد دلی مین کامیاب فرما دے اور توفیق
رفیق عطا فرما کر قایم رکھے اور زیارت حرمین نصیب کرے آمین

کرامت بعد الوفات بعینہ کان فی الحیات

بعد وفات سلطان الاولیا کے ایکمرتبہ ضیاء الحق صاحب خلف شاہ احمد یعنی پوتے

جناب شاہ غلام نقشبند صاحب کسی عارضہ صعب مین مبتلا ہوئے تمام اطبا بر تدابیر علاج سے
عاجز آئے حضرت موصوف نے نہایت غمگین اور اندوہگین ہوکے رجوع حضرت سلطان الاولیا
سے کیا اُسی شب کو خواب دیکھا کہ حضرت شیخ زیر درخت انار کہ مابین روضۂ اقدس کے تھا
کھڑے ہوے کسی پر ناخوش ہو رہے ہین اور مین بوجہ خوف ایک گوشہ مین ساکت کھڑا
ہوگیا اور منتظر اس موقع کا ہوا کہ حضرت شیخ اسطرف ملاحظہ فرمایئن تو کچھ عرض کرون کہ ناگہان
حضرت نے خود ہی براہ تفضلات و مرید نوازی میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تو کیون اسقدر
پریشان ہے شاید باعث پریشانی علالت بچہ کی ہے اُس بچے کو یہان کے حمام مین کیون نہین
نہلاتا ہے اس خوشخبری کے سُننے سے فوراً میری آنکھ کھُل گئی صبح کو سب سے مین نے اپنا
خواب بیان کیا اور لڑکے کو حمام تکیۂ منورہ مین لیجاکر غسل دلایا اُسی وقت سے خدا نے اپنا
فضل و کرم کیا ساعت بساعت صحت ہونے لگی دیگر شاہ قطب الہدی صاحب سجادہ نشین
تکیۂ منورہ ایک مرتبہ سخت علیل ہوے اور والد ماجد صاحب سجادہ نشین کے سخت پریشان
و ہراسان تھے کیونکہ تین صاحبزادہ آپکے پے در پے انتقال کر چکے تھے اُسی کثرت پریشانی و اضطراب
مین شب کو خواب دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیا بالین سر کھڑے ہین اور فرماتے ہین کہ
علالت عزیز سے زیادہ مغموم نہو خدا عمر اُسکی دراز کریگا اور صحت پاویگا اور پھر فرمایا کہ ہر روز
فجر کو چالیس گھڑے پانی کے چارپائی مریض کے نیچے چھڑکے جاوین اور چالیس فقیرون کو
چالیس کابی پلاؤ یا برنج سادہ کی اور چالیس آبخورہ شربت تقسیم کئے جاوین پھر قدرت
خدا کی دیکھو اس خواب کے دیکھتے ہی آنکھ کھُل گئی اور حسب ہدایت کے تعمیل مین مشغول
ہوا شافی مطلق نے اُسی وقت سے شفا عطا فرمانا شروع کیا۔ میان مراد مصنف کتاب اربع
اربعہ فرماتے ہین کہ فقیر کو ابتدائے بلوغ و عنفوان شباب سے سوائے حضرت شیخ و خلفاے
حضرت شیخ کے دیگر مشایخ عصر کی خدمت مین حسن عقیدت نہین تھا بلکہ برعکس سوء ادبی کیا
کرتا تھا ایک روز کہ فقیر اُس زمانہ مین حاشیہ میر زاہد و ملا جلال پڑھتا تھا چند ہم سبق ایک فقیر کی

خدمت مین گئے اور کچھ حرف استہزا اور بے ادبی کے شان مین اُن شاہ صاحب کے استعمال کئے اور واپس آئے شب کو بعد ختم نصف لیل جبکہ مطالعہ کتاب سے فراغت کر کے سو رہے ہنوز نیند نہین آئی تھی نہ حواس معطل ہوئے تھے یہ معلوم ہوا کہ قریب مین کہین نوبت بجتی اور صدہا گتے شور مچا رہے ہین اور صداے چوکیدار و ناقوس چلی آرہی ہی اور ہمسایہ مین سرود بازی و قصہ خوانی ہو رہی ہی یہ سب آوازین بہ ہیئت مجموعی میرے کان تک پہونچ رہی تھین اور مین محظوظ ہو رہا تھا کہ دفعتًا کسی نے ایک طپانچہ میرے کلہ جانب چپ پر اس زور سے مارا کہ صدمہ ضرب طپانچہ سے میری گردن منقلب ہو گئی اور چہرہ میرا جانب پشت کے ہو گیا اور ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گویا میری آنکھ کھل گئی لیکن مجھ مین تاب و توانائی باقی نہین رہی کہ بات کر سکون یا اُٹھ سکون اور نہ حالت اصلی پر گردن آسکتی تھی اس سراسیمگی مین مینے حضرت شیخ سے بہ قلب رجوع کیا اور دل ہی دل مین اپنی بے ادبیون سے توبہ کیا یہ معلوم ہوا کہ فی الفور حضرت میرے سرہانے تشریف لائے ہین اور یہ فرماتے ہین کہ یہ سزا اُس گستاخی کے عوض مین ہی جو تو اہل اللہ سے بے ادبی اور بدگمانی کیا کرتا تھا یہ فرما کر میرے چہرے پر ہاتھ پھیر بالفضلہ حالت اصلی پر آگیا پھر حضرت نے فرمایا کہ ای عزیز ہمیشہ اس گروہ برگزیدہ سے باادب و ہوشیار رہنا اور اپنے چہرے کو ناخن بے ادبی سے مجروح نہ کرنا عقیدہ فاسق سے درگذر کرنا چاہیے حسب ارشاد حضرت فقیر اپنی خطا پر نادم ہوا اور توبہ کی اُسوقت سے کبھی کسی فقیر کی خدمت مین بے ادبی نہ کرتا تھا بلکہ ہر دریوزہ گر کا بھی ادب کرتا تھا الحمد للہ کہ بعد بیدار ہونے کے اپنے کو صحیح و سالم پایا درگاہ خدا مین سجدہ شکر بجا لایا - میان مراد مصنف کتاب رباع اربعہ فرماتے ہین کہ فیض سلطان الاولیا کا اسوقت تک اُسی طرح سے جاری ہی جسطرح سے کہ حالت حیات مین تھا گو زمانہ وفات کو اسوقت تک تخمیناً نوے برس گذر چکے تھے مسجد شالیہ پر نماز پنجگانہ وجمعہ بکثرت جماعت ہوتی تھی ماہ رمضان مین چار کلام پاک ختم ہوتے تھے علی الخصوص وہ شخص جو حافظ ہوتا تھا تبرکًا و تیمنًا پہلا ختم مزار مبارک پر کرتا تھا اور دور دراز سے مخفی

لوگ بحصول سعادت وسماع قرات کلام پاک آتے تھے اور نیز اکثر علماء فضلا و مشایخ و قلندران وسیاحان عالم کو بھی بذریعہ ہمت یا شرف شرکت حاصل کرتے تھے اور کوئی بذریعہ ہوا جل طی الارض مستفید ہوتے تھے بہر حال اس قسم کے لوگون کا مجمع زیادہ رہتا تھا چنانچہ ایک بزرگ ساکن فتح پور من مضافات لکھنؤ واقعہ چشم دید بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ شب تار کو مین کسی ضرورت خاص سے بیرون آبادی قصبہ کے گیا ایک صدائے حق ہو کی سنائی دی اور ساعت بساعت وہ آواز ترقی پکڑتی گئی مجھے فکر ہوئی کہ یہ آواز کہان اور کدھر سے آتی ہے اس آواز کی جستجو مین ایک سمت کو چلا اور میدان مین پہونچکر ایک فقیر کو دیکھا کہ چار زانو مراقبہ مین سر بجیب بیٹھا ہے مین بھی دو زانو قریب اُسکے بیٹھا اور استدعائے دریافت نام ونشان وقصہ آمد و رفت کا کیا اور نیز تمنائے دعوت و مہمانی ظاہر کی۔ شاہ صاحب نے دیر کے بعد سر اُٹھایا آنکھین سُرخ دہن پُر از کف فرمایا کہ بابا تمکو فقیر کے نام ونسب سے کیا مطلب اگرچہ یہ توفیق رفیق خدا نے تمکو عطا فرمائی ہے کہ تم مہمان نوازی و فقرا و غربا پروری مین روپیہ خرچ کرتے ہو یہ فقیر بھی تمہارا ممنون ہوا اور بدل داعی و ساعی درگاہ آلہی مین ہیگا لیکن اب مخل عزیمت فقیر کے نہو جیسے مجھے چند گھڑیون مین لکھنؤ مزار اقدس شاہ پیر محمد صاحب پر پہونچنا ہے یہ کہکر میری نگاہون سے وہ غائب ہو گئے اور پھر وہی آواز حق و ہو بلندی سے آنے لگی اور لحظہ بہ لحظہ سمت لکھنؤ بڑہتی گئی۔ مولانا محمد مراد مصنف کتاب رباع اربعہ فرماتے ہین کہ باوجود کم ہمتی و بے بضاعتی اس فقیر کی ہمیشہ نظر عنایت و رحمت حضرت کی میرے حال پر شامل رہتے تھے اور بوقت نازک و مصیبت کے حضرت خود یا بذریعہ اپنے کسی مخصوص کے مدد فرماتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ بروز لیلۃ البرات فقیر کمال تردد و متفکر تھا اُسی حال انتشار مین سو گیا دیکھتا ہون کہ دو شخص مخصوصان آنجناب سے ایک بصورت اہل دول دوسرا بشکل ارباب تجرید میرے پاس آئے اور باعث پریشانی و اضطرار کا استفسار کیا مین نے اپنا پورا قصہ بیان کیا اُن دونون نے فرمایا اس درود شریف کو روز مرہ پڑہا کرو جملہ افکار سے

محفوظ رہو گے فسہل یا الٰہی کل صعب بحرمت سید الابرار سہل چونکہ فقیر کو یہ درود شریف عرصہ سے
یاد تھا چاہا کہ دریافت کرون کہ تعین اور وقت سے مطلع کیجیے لیکن زبان نے یارا نہ دیا
اُن حضرات نے خود فرمایا کہ بلا تعین وقت کم از کم سو مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ جسقدر
ہو سکے پڑہنا چاہیے اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی وضو کر کے پہلے نماز فجر ادا کی زان بعد
اس دعا کو پڑہنا شروع کیا بعد طلوع آفتاب ایک شخص میرے پاس آیا اور وہ ضروریات و
حاجات کہ جنسے مین بیچین ہو رہا تھا رفع کر گیا۔ دیگر اینکہ مولانا محمد مراد صاحب فرماتے ہین
کہ مینے حضرت شیخ کی حالت حیات مین صاحب سجادہ سے بیعت کی اور شجرہ اجازہ حاصل
کیا لیکن کبھی اپنی بے بضاعتی و کم استعدادی کے سبب سے مرید کرنے کی جرات نہ تھی اس
درمیان مین میری لڑکی نے سخت اصرار مرید ہونے کا کیا ہر چند مین انکار کرتا تھا اور توجہ و
ترغیب نسبت حضرت صاحب سجادہ کی دلاتا تھا لیکن اُسکا اصرار و مبالغہ حد سے گذرتا
جاتا تھا قصہ مختصر یہ قضیہ حضوری مین حضرت صاحب سجادہ و حضرت شاہ بدر عالم صاحب
کی پیش ہوا ہر دو حضرات نے فرمایا کہ دلشکنی اس عفیفہ کی ناروا ہی حسب خواہش اُسکی
اُسکو مرید کرو چنانچہ مین مکان کو واپس آیا اُس لڑکی نے بیان کیا کہ مین نے ایک
خواب دیکھا ہی کہ گویا مین موضع اٹاوہ کو گئی ہون اور حضرت شیخ خانقاہ مین رونق
بخش ہین مین نے ایک لونڈی کو بھیجا کہ اگر حضرت تنہا ہون اور خانقاہ مجمع نامحرمان
سے خالی ہو تو شرف حضوری حاصل کرون کنیز گئی اور واپس آئی کہ حضرت تنہا
اسوقت رونق بخش ہین مین اُسکے ہمراہ خانقاہ مین حاضر ہوئی کیا دیکھتی ہون
کہ حضرت خانقاہ مین اُتر دالے چبوترہ پر تشریف رکھتے ہین اور محمد مراد سامنے
اُنکے دست بستہ کھڑے ہین مین نے حضرت سے عرض بیعت کی فوراً حضرت شیخ نے
اشارہ سمت محمد مراد یعنی آپکے فرمایا پس یہ خواب غیبی بشارت ہی واسطے میرے
اور حکم ہی واسطے آپ کے مرید فرمائیے اور انکار سے درگذر کیجیے

خیابان چہارم در ذکر

خلافت خلفاء حضرت سلطان الاولیا از میر محمد شفیع صاحب تا حضرت شاہ امام الہدی صاحب

بعد وفات حضرت سلطان الاولیا کے حضرت شاہ آفاق صاحب تکیۂ منورہ لکھنؤ پر باصرار سید کامل حضرت میر محمد شفیع صاحب سجادہ نشین کے گئے اور سید عارف و کامل عالم باعمل و عامل اکمل صاحب مقامات رفیع موصوف باخلاق وسیع مرشد العصر پیشوائے دہر حضرت میر محمد شفیع صاحب کہ زمانہ حیات حضرت سلطان الاولیا سے قیام دہلی شریف کا رکھتے تھے اب دوبارہ حسب منشاء سلطان الاولیا بعد اداے رسم سجادہ نشینی شاہ آفاق صاحب کے دہلی واپس تشریف لے گئے وطن اصلی حضرت سید کامل صاحب کا بقول مصنف بحر ذخار ولایت ہاف مین تھا لیکن جد امجد حضرت موصوف میر محمد ابو القاسم صاحب متخلص بہ انور مصنف دیوان انور نے کہ بہت بڑے صاحب علم وفضل گذرے ہین مقام ہاف سے نقل سکونت فرماکر لاہور مین تشریف فرمارہے حضرت کے والد ماجد یعنی میر محمد مقیم صاحب کی پیدایش لاہور خاص کی ہی عہد طفولیت حضرت مین میر محمد مقیم صاحب نے انتقال فرمایا بعد انتقال والد مرحوم حضرت مع والدہ وہمشیرہ ہمراہ محمد طاہر صاحب جو بقول مصنف بحر ذخار چچا آپ کے و بقول مصنف ارباع اربعہ خالو آپ کے تھے اور عہدہ جلیلہ پر بارگاہ شاہ وقت سے جونپور مین ممتاز تھے تشریف لائے بعد پہونچنے جونپور کے میر محمد طاہر نے حضرت کو خدمت مین مرجع اہل کمال میر سید جلال ساکن حسین پور تعلقہ اعظم گڈھ مرید حضرت شاہ عبد الجلیل لکھنوی کے سپرد کیا بعد چندے حضرت سید جلال صاحب نے انتقال فرمایا اور میر محمد طاہر خدمت جونپور سے معزول ہوکر وقایع نگار لکھنؤ کے مقرر ہوئے حضرت سید کامل بھی ہمراہ سید صاحب کے لکھنؤ تشریف لائے اور مولوی عبد القادر صاحب و حضرت سلطان الاولیا سے تحصیل علم شروع کی بعد چندے تبادلہ میر محمد طاہر کا لکھنؤ سے گورکھپور کو ہو گیا سید کامل بھی ہمراہ سید صاحب کے مع والدہ وہمشیرہ گورکھپور چلے آئے حالت قیام گورکھپور مین میر محمد طاہر نے انتقال فرمایا بوجہ انتقال محمد طاہر صاحب بنظاہر سید کامل

و والدہ وغیرہ کو سخت پریشانی لاحق ہوئی بعد انتقال طاہر صاحب کے ایک روز سید کامل نے
اپنی والدہ سے عرض کیا کہ فقیر کے حق مین کیا ارشاد ہی تلاش نوکری کی کرے یا کمر ہمت فقیری پر
باندھے وہ بی بی عابدہ زاہدہ نہایت عقلمند و صاحب فراست تھین جواب دیا کہ کفیل رزق جن و
انس خداوند عالم ہی جو کچھ تمکو پسند ہو مین بخوشی تمکو اجازت دیتی ہون اختیار کرو آپ نے فرمایا کہ
میرا قصد فقیری کا ہی والدہ نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اس سے بہتر اور دوسرا کیا کام ہوگا خدا
مبارک کرے اور توفیق درویشی و ثبات قدمی کی عطا کرے آپنے والدہ سے پوچھا کہ درویشی
کیا چیز ہی جواب ملا کہ اول قدم درویشی تجرید و توکل و تحصیل علم ظاہری ہی پس آپ نے اُسی وقت
فاتحہ خیر پڑھا اور متوکلانہ تحصیل علم مین مصروف ہوئے اور والدہ و ہمشیرہ کو لیکر لکھنؤ چلے آئے
اور ایک حویلی خورد متصل مقبرہ حضرت شاہ مینا مین مقیم ہوئے آپ بہت بڑے خوشنویس و
زود نویس تھے وجہ معاش ہر سہ بیوگان و خادمہ اجرت کتابت تھی اگر کسی روز اتفاقیہ کچھ رقم زیادہ
ملجاتی تو آپ بعد خورد و نوش بقیہ رقم صرف محتاجین و مساکین فرماتے۔ چونکہ قبل سفر گورکھپور آپ
ملا عبدالقادر صاحب عالم گیر اُستاد سلطان الاولیا و سید محمد قنوجی و اُستاد ظل سبحانی اورنگ زیب
عالمگیر و اُستاد علامہ عصر ملا قطب الدین صاحب سہالوی سے پڑہتے تھے الحال پھر بعد واپسی گورکھپور
مولوی صاحب سے رجوع کیا اُسوقت مین حضرت سلطان الاولیا مقبرہ شاہ مینا مین مقیم تھے
آپ ایک وقت ملا صاحب سے پڑہتے اور دوسرے وقت حضرت شیخ سے سبق لیتے مگر تمنا سید کامل
کی تحصیل علم سلوک کی تھی حضرت شیخ نے فرمایا کہ نواح لکھنؤ مین اکثر علماء ظاہری و باطنی موجود ہین
تلاش کرو حسب الحکم حضرت شیخ کے سید کامل نے کچھ عرصہ تک جابجا تحصیل علم کیا بعد چندے
واپس آکر حضرت سے رجوع کی حضرت شیخ نے پھر دوبارہ سید کامل کو سمت جونپور و نواح جونپور
بغرض تفتیش مطلب روانہ فرمایا چنانچہ سید کامل نے جبراً و قہراً مفارقت قدم مبارک سے گوارہ
گوارہ فرمائی اور جونپور مین پہونچکر ملا عبدالصمد صاحب سے سبق شروع کیا اور خدمت مین اکثر
مشایخون کی حاضر ہوتے رہے اور بعد تھوڑے دنون کے لکھنؤ واپس آئے اور حضرت شیخ نے

توجہ فرمائی چونکہ استعداد سید کامل مین موجود تھی بعد بیعت یوماً فیوماً تعلیم اثر پذیر ہوے بعد چندے
بموجب حکم پیر و مرشد آپ مع والدہ و ہمشیرہ گورکھپور تشریف لے گئے و بعنوان توکل و کسب
کتابت گوشہ گیری اختیار فرمائی اُسی زمانہ مین نواب فدائی خان کوکا صوبہ داری اودھ پر مامور
ہوا بعد انتظام لکھنؤ گورکھپور پہونچا قبل از روانگی گورکھپور بغرض حصول رخصت خدمت مین
سلطان الاولیا کی حاضر ہوا حضرت نے بعد دعا و اجازت کے رخصت فرمایا کہ میر محمد شفیع
صاحب سے ضرور ملاقات کرنا کہ باعث نفع کا ہی مگر نواب مذکور وہان پہونچکر ارشاد عالی کو
بھول گئے اُسی درمیان مین ایک کتاب عجیب و غریب مستعمل و پوشیدہ نواب مذکور تک پہونچی
نواب نے کارپردازون کو حکم دیا کہ بہ عجلت و بہ صحت نقل کتاب کی ہونا چاہیے چنانچہ حسب الحکم
وہ کتاب کاتبون کو تقسیم کی گئی منشی بیکنٹھ رائے میر منشی نے چند جز سید کامل کو بھی دئیے سید صاحب
نے بہ عجلت و بخط خوش صحیح صحیح نقل کر کے واپس دیا طریقہ یہ تھا کہ بوجہ فرط شوق و صحت کتاب نواب
خود مقابلہ کرتا تھا تمامی اجزا مین غلطی نکلتی تھی مگر کتابت حضرت مین کچھ غلطی نہ نکلی حاضرین دربار
و نیز نواب کو سخت حیرت ہوئی کہ باوجود سقم منقول عنہ صحت منقول دشوار ہی عند التفتیش منشی بیکنٹھ رائے
سے مفصل حال سید کامل کا معلوم ہوا فوراً حکم حاضری کا دیا منشی نے کیفیت استغنا و لاپرواہی عرض
کی نواب نے خواجہ سرائے معتمد کو خدمت مین حضرت کی روانہ کیا اور بہت تمنا قدمبوسی ظاہر کی سید من
نے عذر حاضری فرمایا تب نواب مذکور خود حاضر در اقدس ہوا بمجرد زیارت حضرت داخل سلک عقیدتمندان
ہو گیا بعد تکلم و تقریر نواب کو قرائن سے معلوم ہوا کہ ایماے ملاقات حضرت شیخ آپ ہی کی نسبت
تھا عفو تقصیر چاہا اور روزانہ حاضر ہوتا رہا ذکر ہے تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت شیخ نے
سید کامل کو لکھنؤ طلب فرمایا اور مدارج علیا تک پہونچا دیا اور اجازت ہر ایک سلاسل معمولہ خود
چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ وغیرہ جو اپنے پیران طریقت سے پائے تھا عطا فرما دیے اور حکم
قیام دار السلطنت شاہجہان آباد کا فرمایا حضرت سید کامل نے دہلی پہونچکر اقامت بتوکل و تجرید اختیار کی
ایک عالم فیض حضرت سے کامیاب ہونے لگا مصنف صاحب بحر ذخار و مصنف ارباع اربعہ لکھتے ہین

کہ خلیفۃ اللہ اورنگزیب عالمگیر مشتاق ملاقات کا ہوا اور اجازت ملاقات کی چاہی حضرت نے جواب
دیا کہ خلیفۃ اللہ نہ خود تکلیف اٹھاوین اور نہ باعث تکلیف فقیر کے ہوں فقیر غائبانہ دعاے خیر مین
قصور نہ کریگا بعد چندے نواب فدائی خان کوکا صوبہ داری سے معزول ہو کر دہلی مین حاضر ہوا اور واسطے
سید کامل کے اپنے نگارخانہ کو شکست کر کے مکان بوضع تکیہ درویشان دالان در دالان و مسجد و حجرہ
و باغیچہ و حوض پختہ بنوا کر نذر حضرت کے کیا حضرت نے اُسکو قبول فرمایا اور قدم تحمل اُوپر اُس تکیہ کے
رکھکر مثل اپنے پیر و مرشد کے متوکلانہ زندگی بسر کرنا شروع کی ۔ اگر کوئی نذر متواتر دیتا آپ قبول
نہ فرماتے یا نذرین جو کچھ آتا تقسیم فرما دیتے اغنیا و امرا باوجود عقیدت حضرت سے بے تکلف گستاخ
نہ تھے حضرت سے کرامت و خرق عادت بے انتہا صادر ہوئی گویا کارکنان قضا و قدر مطیع حکم
تھے جو زبان سے نکلتا فوراً تعمیل کرتے ۔ ذکر ہی کہ قریب تکیہ منورہ کے ایک باغ کسی امیر کا تھا وہ
روزانہ بعد فراغ دربار سلطانی اپنے باغ مین مع بیگمات واپس آکر شراب و کباب و مجلس رقص مین
مشغول ہوتا اور اکثر شبانہ روز یہی شور و شغب قایم رکھتا اگرچہ بباعث اس بدعت کے خلل اوقات
حضرت مین پڑتا تھا لیکن حضرت کبھی التفات نہ فرماتے علاوہ برین بعض اوقات بخیال کثرت
طلبہ آپ لوگون کو منع فرماتے کہ متصل باغ کے کوئی نہ جاوے اتفاقاً ایک روز اُس امیر بدتقدیر نے
حالت نشہ و مستی شراب مین حکم اخراج ما قبل حضرت مع ہمراہیان حضرت کے اپنے چوبدارون کو
دیا چوبدار کہ مرید و عقیدتمند حضرت کے تھے خدمت مین حاضر ہو کر بعد اظہار گذارش واقعی معذرت
خواہ ہوے حضرت نے مہلت چند روزہ واسطے تخلیہ مکان کی طلب کی مگر اُس بدمست نے نمانا
بلکہ پیہم آدمی بغرض ایذا رسانی بھیجنا شروع کیا یہ خبر نواب کو پہونچی نواب نے فوراً فوج واسطے حفاظت
تکیہ کے روانہ کیا حضرت سید کامل نے افسر فوج کو بلا کر بعد فہمایش فوج متعینہ واپس کر دی اور یہ فرمایا
دیکھیے حق تعالی فقیر کو تکیہ سے خارج کرتا ہی یا اُسکو دنیا سے نکالتا ہی واللہ علی کل شئ قدیر شب کو امیر
بدتقدیر کثرت شرابخواری و لہو و لعب سے خستہ ہو کر سو رہا النوم اخ الموت نے کنار شفقت مین لیا
یعنی سوتے سوتے روح تن ناپاک سے نکل گئی صبح کو نوکرون نے دیکھا زبان سے واویلا و امصیبتا

اور دل مین مرحبا کہنا شروع کیا تمام مال و اسباب خانہ داری ضبط ہو گیا فرزندان و وابستگان امیر برائے تحقیق خزینہ و دفینہ غضب سلطانی مین مبتلا ہوگئے اور وہ باغ نزدل ہو کر تماشہ گاہ فقرائے خدا آگاہ کا ہوا چنانچہ وہ باغ اخیر سلطنت محمد شاہ غازی تک اُسی صورت پر رہا۔ ذکر ہے کہ سلطان الاولیا کے خلفائے کامل و اکمل مثل حضرت شاہ آفاق صاحب و غلام محی الدین صاحب و سید غلام یحیی بہاری وغیرہ وغیرہ کے بہت سے تھے لیکن سب سے زیادہ قدر و منزلت حضرت سید کامل کی تھی اور تمامی خلفائے اعظم سید کامل کا ادب و لحاظ کرتے تھے جب سید کامل لکھنؤ تشریف لاتے اکثر خلفائے شیخ استقبال کرتے کوئی ایک منزل پیشتر اور کوئی تین کوس اور بعضے سواد شہر تک اور بعضے پائین تکیہ سے اور حضرت شیخ بھی اعزاز فرماتے اور اپنے پاس پہلو مین جگہ دیتے اکثر تحریرین حضرت شیخ کی بنام سید صاحب دو دو تین سطر کی القاب کی دیکھی گئی ہین اور آخر الفاظ مین لفظ اخوی و اعزی تحریر فرمایا ہے سید کامل تا حیات شیخ اکمل دہلی مین مقیم رہے مگر ہر سال واسطے زیارت مرشد کے لکھنؤ آتے تھے باوجود توکل بہت آدمی سفر مین ہمراہ ہوتے تھے اور سواری رتھ و بہل و پالکی و میانہ متعدد ساتھ رہتی تھین اور ایک جریب پیمایش بھی ہمراہ رہتی تھی آپ بہت نازک مزاج اور نفیس طبیعت تھے زمانہ سجادگی شاہ آفاق صاحب مین آپ تکیہ منورہ پر تشریف لائے اور حجرۂ شرق رویہ مین مقیم ہوئے ایک روز آپ کا دل چاہا کہ حوض خورد واقع قریب حجرہ عرق گلاب سے اسقدر لبریز کیا جاوے کہ فوارہ سے ہوا مین اُڑے ناگاہ ایک شخص نے بغیر اظہار خواہش حوض کو لبریز کر دیا۔ بعد فراغت سجادگی آپ نے دہلی کو مراجعت فرمائی اور وہان پہونچکر آپ معہ والدہ شریفہ عازم حرمین شریفین کے ہوئے پہلے آپ بندر سورت مین پہونچے بوجہ شہرت آپ کے گرد مجمع ہو گیا قبل از روانگی جہاز آپ کو معلوم ہوا کہ اکثر حجاج مسکین و محتاج ہین آپ نے ایک جہاز وسیع کرایہ پر لیکر وقف کر دیا اور جسقدر بیت اللہ شریف کے جانے والے تھے اُن سب کو اُس جہاز پر سوار کرا دیا اور خود بھی اُسی جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین مسافران بے زاد و راحلہ کو آب و طعام سے مدد پہونچاتے تھے اور ہفتہ مین ایک روز دعوت علم

اہل جہاز کی کرتے جب جہاز کنارہ پر پہونچا اکثرون کو سامان سفرِ خشکی وریگستان عطا فرما کر حرم محترم تک پہونچا دیا۔ سید کامل نے تھوڑے ہی قیام مین ایک قطعہ زمین مکہ معظمہ مین لیکر مسجد و خانقاہ وچاہ پختہ طیار کرا ما اور زیر مسجد چند دوکانین ترتیب دین اور ایک شخص کو اپنے خادمون سے متولی اُسکا کیا جسکا جانشین اسوقت تک اُن چیزون پر متصرف وموجود ہے حضرت کو حرمین شریفین سے خطاب شیخ الہند کا عطا ہوا تھا۔ بعد چندے والدہ شریفہ کو آپنے روانہ دہلی فرمایا اور خود عازم سیر مزارات کے ہوئے اثناء سفر مین بہت سے قزاقون نے آپ کے قافلہ کو گھیرا اور قریب قریب نصف قافلہ کے لوٹ لیا جب نوبت ہمراہیان حضرت کی پہونچی حضرت نے نگاہ غضب سے اُن لوگون کو دیکھا اور فرمایا کہ حق تعالی تمہارے ظلم سے راضی نہین ہے توبہ کرو ورنہ مظلومون کی بددعا سے قہر خدا کا نازل ہوگا اس جملہ سے اعضاء اُس جماعت کے بدن مین لرزہ پڑا اور لوٹ سے باز رہے اور سر حضرت کے قدم پر رکھدیا جب یہ خبر ٹھگون کے سردار کو پہونچی اُسنے دوسرا گروہ معین کیا وہ بھی بمجرد دیکھنے حضرت کے مطیع ہوگئے دس بعدد آدمی اُس سردار نے بھیجے مگر وہ سب زمرہ خادمان حضرت مین داخل ہوتے گئے آخر کار وہ خود مع چند آدمیون کے بہ نیت غارت آیا اور آخر کار تابع ومطیع حضرتؒ کا ہوگیا تمام قافلہ اُس جگہ ٹھہر گیا اور سب مال مغروقہ مالکون کو واپس ملا۔ اور سردار ڈاکو مع فوج کے مرید آپکا ہوا اور پیشہ نوکری کا اختیار کیا چونکہ حضرت سید کامل کو بیعت سلسلۂ قادریہ علیا مین تھی لہذا متابعت حضرت غوث الاعظم کی حاصل ہوئی شعر

سگِ درگاہ میران شو چو خواہی قرب ربانی + کہ بر شیران شرف دارد سگِ درگاہ جیلانی

القصہ اس سفر مین حضرت سید کامل سے بہت خرق عادات وکرامات ظاہر ہوئے حالت قیام مدینہ منورہ مین اکثر شائقین نے آپ سے علم حدیث وتفسیر واصول وغیرہ حاصل کیا آپ بغداد ومصر ہوتے ہوتے ہوئے دہلی تشریف لائے زمانہ سفر حجاز مین آپ کی والدہ نے بوقت مراجعت اور لکھنؤ مین شاہ آفاق صاحب نے انتقال فرمایا دہلی سے آپ لکھنؤ تشریف لائے اور بجائے شاہ آفاق صاحب کے وارث الانبیا حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب خلیفہ آپنے کو جانشین فرمایا اور پھر

دہلی واپس گئے دہلی پہونچکر آپ ماہ ذیقعدہ ۱۱۰۸ھ مین علیل ہوے اُس علالت سے صحت ہو گئی مگر دوبارہ اُسی مرض نے عود کیا کسی طرح سے صحت نہین ہوئی چنانچہ آپنے واقعہ ۱۹ محرم ۱۱۰۹ھ کو اس دار ناپائدار سے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون - تاریخ وفات پاک بخدا پیوست + مزار شریف آپکا دہلی مین ہے

خلاصہ حال حضرت غلام نقشبند صاحب

قدوۃ الاصفیا اسوۃ الاولیا نور دیدہ ذی النورین سلطان المشائخین شاہباز میدان شریعت مصطفوی شیر بیشہ علوم مرتضوی رض مقرب بارگاہ ربانی وارث الانبیا حضرت غلام نقشبند صاحب عثمانی سلسلہ نسب حضرت کا امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کے جد اعلی شیخ محمد حسین صاحب رئیس و قاضی شہر اصفہان کے تھے ہندوستان مین تشریف لائے اور حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کی بعد بیعت حسب الحکم پیر و مرشد قصبہ گھوسی مضافات جونپور مین سکونت اختیار فرمائی بعد انقضاے چند پشت حق سبحانہ تعالی نے ولادت باسعادت حضرت غلام نقشبند کی فرمائی یعنے بوقت نصف شب یوم شنبہ ۱۹ ذیحجہ ۱۰۵۱ سنہ ہجری کو موضع گھوسی مین آپ پیدا ہوئے ساتوین روز ولادت حضرت سے ملا عبد الحکیم صاحب نے آپ کو دیکھا اور گود مین لیکر پیار کیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا انشاء اللہ تعالی بایزید بسطامی رض و جنید بغدادی رض ہوگا ایام طفولیت سے آثار سعادت عجیبہ و اطوار ہدایت غریبہ آپ کے چہرہ مبارک سے ہویدا ہی قبل از ولادت حضرت شیخ عبد الحکیم صاحب پدر بزرگوار حضرت نے خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند فرماتے ہین کہ تیرے گھر فرزند تولد ہوگا نام اُسکا میرے نام پر رکھنا چنانچہ جسوقت آپ پیدا ہوئے آپ کا نام غلام نقشبند رکھا گیا حضرت کو ابتداے عمر سے خدا نے بہت بڑا ذکی و ذہین پیدا کیا تھا تیرہ ۱۳ برس کی عمر مین آپ تمامی علوم سے فراغت حاصل کر چکے تھے اپنے والد ماجد سے جدا ہوکر گورکھپور تشریف لائے شرف بیعت میر محمد شفیع صاحب سے حاصل کیا اور حسب تلقین و ارشاد حضرت سید کامل صاحب ریاضات شاقہ و مجاہدات فوق الطاقہ مین مشغول ہوئے حالت عمر بست سالگی مین آپ حضرت شیخ پیر محمد صاحب سے دوبارہ

شرح حقنی و قدوری و بیضاوی شروع فرمائی تھی بعد فراغ فاتحہ علم ضروری اسقدر تصرفات ظاہر
و باطنی آپ سے ظاہر ہوے کہ دوسرے مین محال تھے آخر الامر میر محمد شفیع صاحب نے آپ
کو قابل سجادگی و لایق خلافت حضرت شاہ پیر محمد صاحب تصور فرما کے اپنی حیات مین قایم
مقام اپنا فرمایا ذکر ہی کہ جس زمانہ مین آپ تفسیر قرآن شریف تالیف فرماتے تھے شیخ محمد رضا
صاحب شاگرد و مرید حضرت نے خواب دیکھا کہ سات باغ بہت سبز سبز و شاداب و رانمین نہایت
عمدہ عمدہ عمارتین آراستہ و پیراستہ ہین اور ایک جماعت کثیرہ صاحبان وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی
رَبِّهَا نَاظِرَةٌ واسطے آرایش اُسکی کے مصروف ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سامان
و طیاری باعث تشریف آوری جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہی شیخ محمد رضا صاحب
یہ خبر مبارک سنکر کمال مسرت سے منتظر زیارت قدوم حضرت سرور کونین سلطان دارین و اصحاب
کبار کے رہے بعد انقضاے چند ساعت سواری حضور پر نور رونق بخش اُسی باغ کے ہوئی
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ عظام سے متوجہ ہو کر پہلے تحسین و آفرین آراستگی
باغ کی فرمائی بعد ازان یہ فرمایا کہ تفسیر انوار الفرقان و اظہار القران بہت صحت و جانفشانی
سے غلام نقشبند نے تصنیف کی ہی مجھے بہت پسند آئی لہذا یہ سب باغات اس خدمت کے
صلہ مین غلام نقشبند کو عطا کیے گئے شیخ موصوف نے یہ خواب غلام نقشبند صاحب سے عرض
کیا آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ حضرت کے کرامات و خرق عادات بے انتہا ہین آپ کو بارہا
زیارت قدم مبارک حضرت نبی کریم کی نصیب ہوئی ہی آپ کے بہت سے خوارق عادات بوجہ
تطویل کتاب رسالہ ہذا مین نہین درج کیے گئے مفصل حالات آپ کے کتاب ربع اربعہ و بحر ذخار
مین موجود ہین آخر وقت حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب کے چند دیہات محاصل پانچ لاکھ روپیہ
سالانہ خلیفۃ اللہ معرفت پناہ بہادر شاہ نور اللہ مرقدہ نے واسطے مصارف مقبرہ حضرت
سلطان الاولیا و طلبہ و ساکنین تکیہ منورہ آپ کے نام معاف کرنا چاہے لیکن حضرت نے
کسی طرح منظور نہ کیا اور ہمیشہ توکل پر زندگی بسر فرمائی اگرچہ بادشاہ نے وہ معافی مقبرہ

شریف کے نام سے نامزد کرکے معاف کردیا مگر حضرت نے کبھی اپنی ذات پر اُسکی آمدنی خرچ نہ فرمائی مصنف ارباع اربعہ کا بیان ہی کہ حضرت ۱۴ رجب کو علیل ہوئے اور بعمر چوہتر سال سات ماہ گیارہ روز سلخ ماہ حال سنہ ۱۱۲۵ھ کو رحلت فرمائی اور تکیہ منورہ پر دفن کیے گئے لیکن مصنف کتاب بحر ذخار خلاف کرتا ہو اور لکھتا ہی کہ سلخ جمادی الاول سنہ ۱۱۲۶ھ میں انتقال فرمایا العیب عند اللہ!

تاریخ وفات

آہ از وہر آن جمال علم بر افلاک شد	از وجود قید عالم جست جان پاک شد
آفتاب نور ہا ہمماہ زمین تنہا نمود	جامۂ گردون برنگ صبح باصد چاک شد
آہ برق از سوز دل دامی تبہ در گرد ابر	کاسمان پر زاب باران دیدۂ نمناک شد

ہر مصرعہ شعر سے سن وفات نکلتا ہو

خلاصہ احوال حضرت سید ابو القاسم صاحب خلیفہ حضرت غلام نقشبند صاحب

حافظ قرآن عظیم ناظر جمال رسول کریم سید القوم دائم الصوم رہنما و پیشوائے عالم فخر بنی نوع آدم فاضل و عالم حافظ حضرت سید محمد ابو القاسم مرید و خلیفہ حضرت مولانا شاہ غلام نقشبند صاحب لکھنوی حافظ صاحب کے جد اعلیٰ کا نام سید الہ داد صاحب تھا آپ رئیس خاص جونپور کے تھے اور سلسلہ خاندانی حضرت سلطان المشایخ سے ملتا ہی کسی وجہ سے آپ نے سکونت جونپور ترک فرمائی معہ قبایل قصبۂ کاکوری میں کہ متصل لکھنؤ کے ہی سکونت اختیار فرمائی سید الہ داد صاحب کے ایک صاحبزادہ کاکوری میں پیدا ہوا جنکا نام سید عبد الکریم صاحب رکھا گیا سید عبد الکریم صاحب کی شادی اُسی قصبہ میں مخدوم زادون کے یہان کی گئی اُنسے حضرت سید محمد ابو القاسم صاحب پیدا ہوئے بعد ولادت سید صاحب آپ کی عمر وہی تین سال کی ہوگی آپ کے والد ماجد سید عبد الکریم صاحب نے قصبۂ کاکوری میں انتقال فرمایا آپ کے ورثا میں کوئی ایسا نہ تھا کہ آپکی تربیت و تعلیم کرتا لیکن خداوند عالم کا فضل آپ کے ساتھ شامل تھا قدرتی تعلیم ہوتی گئی جب عمر آپ کی پانچ چھہ سال کو پہونچی آپ نے تحصیل علم شروع کی سب سے پہلے آپ نے کلام اللہ حفظ فرمایا بعد الفراغ کلام پاک

آپ نے توجہ جانب علم دین کی فرمائی اور لکھنؤ مین تشریف لائے عرصہ تک آپ یہان تحصیل علم مین مصروف رہے بعد فراغ علم و دستاربندی کے آپ کاکوری تشریف لے گئے اور حسب الحکم و رضائے والدہ ماجدہ آپ نے اپنا عقد سادات جونپور مین اپنے اعزہ کے یہان کیا جو وطن اصلی آپ کے مورثون کا تھا مگر کوئی اولاد آپ کے اُن بی بی سے نہین ہوئی۔ بعد چندے آپ کاکوری سے قصبہ بجنور مین جو متصل کاکوری کے ہی تشریف لائے سکونت مستقل اختیار فرمائی بعد قیام بجنور آپ بسا اوقات لکھنؤ مین تکیۂ منورہ پر قیام فرماتے اور زیادہ خدمت گذاری مین حضرت مولانا غلام نقشبند صاحب کی مصروف رہتے مدتون آپ نے خدمت حضرت کی ادا کی اور قبل از بیعت اکثر ریاضات و مجاہدات مولانا صاحب آپ سے لیا کرتے جب مولانا صاحب نے آپ مین استعداد و قابلیت پائی آپ کو مرید فرمایا اور ضمناً اجازت قیام بجنور عطا فرمائی اگرچہ آپ کے قیام کو بجنور مین عرصہ ہو چکا تھا لیکن اُسوقت تک کوئی مکان خاص سکونت کا تیار نہین ہوا تھا اس مرتبہ آپ کی کرامت سے روسائے بجنور نے خواہش تعمیر مکان کی ظاہر کی آپ نے منظور فرمایا رؤسائے بجنور نے ایک قطعہ اراضی جو بصورت ٹیلہ خراب و ناہموار پڑی تھی حافظ صاحب کے نذر کیا یہ جگہ ناف قصبہ مین واقع ہے اور قیام گاہ خبائث و اجنہ تھی سہواً کوئی شخص اُدھر نہین جاتا تھا اُسوقت کا عام راستہ جانب پورب قصبہ کے تھا جو اسوقت تک موجود ہے حضرت نے قبل تعمیر مکان سکونت وہان کی اختیار فرمائی اور شبانہ روز یاد الٰہی مین مصروف رہنے لگے ببرکت ریاضت انفاس متبرکہ وہ مقام پاک و محفوظ ہو گیا اور ہر شخص نے وہ راستہ قدیم ترک کر کے اسطرف سے راستہ قایم کر لیا جو اسوقت داخل سڑک شاہی ہے بعد چندے وہ مکان نہایت عمدہ اور نفیس تیار ہو گیا جو اسوقت تک بفضلہ تعالیٰ اور حضرت کی دعا سے ہملوگون کے قبض و تصرف مین ہے اور آباد ہے تنہا مکان نہین دیگر مضافات جو شاہان دہلی سے عطا ہوئے ہم دونون بھائیون کے قبضہ مین ہین جب آپ بجنور تشریف لائے ہین اُسوقت آپ کی عمر چالیس برس کی ہوگی کوئی اولاد آپ کے نہ تھی اور نہ بظاہر کوئی امید پائی جاتی تھی ایک روز آپ کی بی بی نے فرمایا کہ مین چاہتی ہون کہ تمہارا دوسرا عقد کردون شاید خدا

اُنھین سے کوئی اولاد دے کہ بقائے نسل ہے آپ نے تبسم فرما کے یہ کہا کہ اس ضعیفی مین مین
شایان عقد نہین ہون لیکن بی بی صاحب کے مجبور کرنے سے آپ نے منظور کیا چنانچہ بی بی صاحبہ نے
خاندان اولاد قاضی حسن مین کہ شریف النسل مشہور سے تھے پیغام شادی کا دیا جن صاحب کی
صاحبزادی کے ساتھ پیغام دیا گیا تھا اُنکی بی بی نے چین بجبین ہو کر اعتراض نسب حافظ صاحب
پر کیا اور نسبت سید ہونے کے احتمال قطعی ظاہر کیا بلکہ بجای اس لفظ سید کے الزام گندھی ہونے کا
قایم کر کے انکار شادی سے کیا پیغام برنے بجنسہ جواب حافظ صاحب کی بی بی سے کہدیا وہ سنکر
خاموش ہو رہین بوقت شب حافظ صاحب نے اپنی بی بی سے دریافت حال کیا بی بی صاحب نے
اظہار حال مین ہر چند تامل کیا اور بہ لطائف الحیل ٹال دینا چاہا لیکن اصرار حافظ صاحب سے
اظہار حال کرنا پڑا حافظ صاحب نے جب پورا حال سنا نہایت خشمگین ہوئے اور فرمایا کہ اگر اُس
بی بی کو میرے سید اور آل رسول ہونے مین شک ہی اور اپنی عالی نسبی پر ناز ہی تو انشاء اللہ
اسی ہفتہ مین اظہار سیادت ہو جاویگا اور وہ لڑکی کہ جسکی شادی بوجہ علو نسبی میرے ساتھ
نہین کرتی ہین بے نام و نشان بپیوند زمین ہو ویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تیسرے یا چوتھے روز
حوالی گردہ مین درد شدید لاحق ہوا اور اُسی مین جان بحق تسلیم ہوئی بعد مرجانے اُس لڑکی کے
والدین اُسکے حافظ صاحب کے پاس دوڑے آئے اور معافی تقصیر و گستاخی کی چاہی اور حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کر کے دوسری لڑکی نذر حضرت کے کیا حضرت نے اُس سے عقد فرمایا اُن بی بی
سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جنکی اولاد مین اسوقت تک ہم لوگ موجود ہین کوئی اولاد نرینہ نہین
ہوئی۔ حضرت مولانا غلام نقشبند صاحب آپ کو بہ نسبت دیگر خلفاء و مریدین کے بہت عزیز اور
محبوب رکھتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ شیخ مکارم خان از اولاد فرزندان مخدوم قاضی فخر الدین
صاحب بجنوری کہ اکابر بزرگان دین مین سے تھے اور بہت ولی اللہ آپ کی اولاد مین سے گذرے
ہین جنکے حالات مفصل کتاب بحر ذخار مین درج ہین نیز قاضی صاحب موصوف خاصان خلیفہ
حضرت سلطان نظام الدین صاحب دہلوی سے تھے المختصر شیخ ابو المکارم موصوف اوسوقت حکومت

صوبہ داری اودھ پر مامور تھے مولانا نقشبند صاحب بوجہ شر و فساد و جبر و سختی شیخ موصوف
کے ناخوش ہوے اور حکم بد دعا کرنیکا بحق مکارم خان کے حافظ صاحب کو لکھا بعد دو روز کے
حافظ صاحب نے ایک عریضہ اپنے پیر مرشد کی خدمت مین اس مضمون کا روانہ کیا کہ غلام نے چاہا تھا
تھا کہ مکارم خان کو جان و دولت سے غارت کرون لیکن روح قاضی فخر الدین صاحب بجنوری
مستمنی ہی کہ اُسکی جان سے متعرض ہون البتہ واسطے بربادی دولت کے کہ باعث فساد و غرور کا ہی
بد دعا کرینگے لہذا اطلاعاً عرض ہی جیسا حکم ہو عمل مین لایا جاوے حضرت مولانا نے جواب دیا کہ
ارشاد قاضی فخر الدین صاحب بجنوری ضرور قابل تعمیل و تعظیم ہی در گذر کرین چنانچہ بعد انقضاے
چند یوم شیخ ابو المکارم صوبہ داری اودھ سے معزول ہوگئے اور روز بروز انحطاط و زوال
لاحق ہوتا گیا صاحب بحر ذخار لکھتا ہی کہ وقت تصنیف بحر ذخار یک نبیرہ مکارم خان بنان
شب محتاج بود دیگر حافظ صاحب کی کرامات و ولایات اکثر کتابون مین مندرج ہین سب اکیجا
کرنے سے اندیشہ ضخامت کتاب کا ہی لہذا مختصراً عرض کیا گیا آپ کے مرید و خلفا بڑے بڑے
صاحب تصرف و قطب وقت گذرے ہین مثل حضرت شاہ بدر عالم صاحب وغیرہ کے کہ جنکا ذکر آیندہ
لکھا گیا ہی جس بزرگ کے مرید و خلیفہ ایسے ایسے صاحب مقامات رفیع ہون تو خود اُسکے علو مرتبت کی
کیا انتہا ہو سکتی ہی آپ نے بتاریخ ۲۵ محرم الحرام ۱۱۵۰ھ کو بمقام قصبہ بجنور وفات پائی
اور وہین دفن کیے گئے مزار مقدس آپ کا اسوقت تک زیارت گاہ خاص و عام ہی

خلاصہ احوال حضرت شاہ بدر عالم صاحب خلیفہ حضرت حافظ صاحب

ہزبر نیستان حقیقت آفتاب آسمان معرفت شیخ المشایخ رئیس الاعظم حضرت شاہ بدر عالم صاحب قدس سرہٗ
رئیس و زمیندار موضع سادہ مؤ وغیرہ مرید و خلیفہ اکبر حضرت سید ابو القاسم صاحب بجنوری حضرت
کی ولادت موضع سادہ مؤ متصل جہانگیر آباد کے ہی حضرت کے والد کا نام محمد باقر تھا آپ اُس مسلم
موضع و دیگر دیہات کی بہت بڑے زمینداروں مین سے تھے تمامی رؤسا و امراے جوار آپکا پاس
و لحاظ کرتے تھے ابتداے عمر سے حضرت شاہ بدر عالم صاحب کو شوق زیارت مقابر بزرگان و تحصیل علم

کا تھا اور علایق دنیا سے کنارہ کشی مزاج مین زیادہ واقع ہوئی تھی آپ کی طبیعت تجرید پسند
بھی تھی آپ کے بھائی بعد انتقال شیخ محمد باقر صاحب انتظام وکار وبار خانگی مین مشغول رہتے تھے
اور آپ متوکلانہ تحصیل علم فرمایا کرتے مدت تک آپ نے شادی نہین کی زمانہ پیرانہ سالی مین بوجہ
تجرد کچھ امراض لاحق ہو گئے جمہور اطبار واعزا نے شادی کرنے پر آپ کو مجبور کیا اور یہ خیال کیا
کہ بغیر عقد کے یہ امراض نہ دفع ہونگے بلکہ احتمال نقصانات کا ہے یہ مسئلہ آپ نے اپنے پیر و مرشد کے
حضور مین عرض کیا حضرت پیر مرشد نے بھی اجازت نکاح کی فرمائی تب بمجبوری آپ نے جوار
قدوارہ مین اپنا عقد کیا ایک صاحبزادی اُسی حالت ضعیفی مین پیدا ہوئین حضرت اکثر تلاش
تحصیل مین سیاحی زیادہ کرتے تھے اور اکثر علما و مشایخ کی خدمت مین بغرض استفادہ حاضر ہوتے
تھے اُسی حالت ذوق شوق مین حضرت شاہ ابو القاسم صاحب کی شہرت سنکر بجنور تشریف لائے
بعد قیام چندے آپ نے بعیت سید صاحب سے حاصل کی بعد بعیت سید صاحب نے چند کتابین
آپ کو پڑھائین اور تعلیم باطنی بھی کرتے رہے چونکہ آپ مین ابتدا سے آثار ولایت وانوار نبوت
پائے جاتے تھے سید صاحب نے بھی بہت شفقت اور عطوفت فرمانا شروع کیا تھوڑے
ہی عرصہ مین آپ صاحب کیفیت و فارغ التحصیل ہو گئے ذکر ہے کہ جب آپ سمت صحرا کسی فیضرورت
سے تشریف لیجاتے اکثر شیاطین خباثت ڈراونے صورت بنا بنا کر خوف دلاتے اور پریشان کرنا
چاہتے فی الفور آپ اپنے پیر مرشد سے رجوع کرتے فوراً وہ بلیات دفع ہو جاتے اور آپ خوف
وگزند سے محفوظ رہتے ذکر ہے کہ مدتون آپ صحرا ے بجنور جانب گوشہ پچھم ودکھن اُو پر مزار حضرت
تغلق شہید صاحب کے مقیم ہوئے فصل گرما جیٹھ بیساکھ کے مہینہ مین خدمت پانی پلانے کی
کیا کرتے تھے یہ میدان بہت بڑا وسیع ہے کوسون درخت کا نام نہین نہ کوئی کنوان ہے نہ تالاب
ہے فقط مخدوم پورہ آباد کردہ قاضی صاحب مین جو اسوقت بالکل معدوم ہے محض ایک کنوان
تعمیر کردہ قاضی صاحب موصوف تھا جسمین اینٹ خانہ کعبہ کی لگی ہے عظمت و شہرت اُسکی
اسوقت تک زبان زد خاص و عام ہے اُسی کنوئین سے آپ مشکیزہ پانی بھر لیجاتے تھے اور اس

میدان وسیع مین سر و پا برہنہ تشنہ و گرسنہ مشک آب بر دوش شبانہ روز گھوما کرتے تھے اور مسافرون کو پانی پلاتے تھے اکثر مجاہدات اسی قسم کے آپ فرمایا کرتے تھے بمشاہدہ مجاہدات شاقہ و اظہار کرامات ایک عالم آپکی طرف رجوع اور معتقد ہونے لگا حضرت کا معمول تھا کہ اغنیا اور امرا سے بہت کم التفات فرماتے تھے آپ مین صفت صابر و شاکر ہونیکی اعلیٰ درجہ کی تھی ذکر ہی کہ آپ آخر وقت مین مبتلائے مرض وجع المفاصل کے ہوے اور ہاتھ پیر آپ کے بالکل بے قابو ہوگئے تھے مگر آپ نے کبھی شکایت مرض یا درد کی نہین کی نہ کبھی اُس حالت مرض مین نماز قضا ہونے دی ذکر ہی کہ ایک روز آپ شب ماہ مین چبوترہ مزار اقدس حضرت تعلق شہید صاحب بجنوری پر بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ مخدوم قاضی فخر الدین صاحب بجنوری تشریف لائے اور فرمایا کہ کوتوال شہر جو تمہارا معتقد خاص ہی اور میرے فلان خادم کو ایذا پہونچاتا ہی مین چاہتا ہون کہ اُسکی سفارش کردو آپ نے عرض کیا کہ مجھے ارشاد عالی مین کیا عذر ہی بسر و چشم حاضر ہون زان بعد مین نے قاضی صاحب سے عرض کیا کہ یا حضرت آپ بجنور سے یہانتک بذریعہ جسم عنصری تشریف لائے ہین یا بذریعہ جسم مثالی کے آپ نے جواب دیا کہ اے عزیز اگر جسم عنصری ہوتا تو مین تمھارے پاس آکر بیٹھ جاتا محض بغرض اطلاع آیا تھا یہ فرماکر آپ نگاہون سے پوشیدہ ہوگئے ذکر ہی کہ جس زمانہ مین آپ مسافرون کو میدان تعلق شہید صاحب مین پانی پلایا کرتے تھے چند ڈاکو بہنیت ایذا دہی آپ کے پاس آئے اور آپ سے طلب مال کیا آپ نے اپنی پوری کیفیت بیان کی مگر اُن تیرہ باطنون نے ایک نہ سُنی اور آپ کے کپڑے جو زیب بدن تھے مع چادر کے چھین لیے اور کوئی معذرت نمانی تب مجبوری آپ ایک گوشۂ مقابر مین بوجہ شرم برہنگی پوشیدہ ہو رہے مگر بمجرد ظہور اس بے ادبی کے وہ سب نابینا ہوگئے اور غلبہ حال حضرت سے فنا فی الشیخ ہوکر مطیع و فرمانبردار حضرت کے ہوئے اور بقیۃ العمر سب لوگون نے بجنور مین سکونت اختیار کی اور خدمت مرشد مین زندگی بسر کی ذکر ہو کہ اُسی زمانہ خدمت آب نوشانی مین قریب نصف النہار کے ایک سوار ملازم سلطانی گھوڑا اخیز کیے ہوئے میدان طے کرکے حضرت کے پاس آیا اور حضرت سے پانی طلب کیا

آپ نے اُسکو پانی پلایا بعد پانی پلانے کے وہ سوار گھوڑے سے اُترکر ٹھہر گیا چند ساعت کے بعد
ایک مزدور سر پر بوجھا لیے ہوئے اُس سوار کے پاس آیا اور وہ بار اسباب سوار کے حوالہ کردیا اور عذر
کیا کہ مین تھک گیا ہون آگے اسباب لے چلنے کی قدرت نہین ہی دوسرا مزدور تلاش کر لیجیے ہرچند
سوار نے فہمایش کی کہ بجنور تک اسباب پہونچادے وہان سے دوسرا انتظام کرلونگا مگر وہ عذر مزید ہی کرتا
گیا تب سوار نے حضرت سے مخاطب ہوکے کہا کہ تم بجنور تک اسباب ہمارا پہونچا دو ہم مزدوری
دینگے آپ نے عذر کیا کہ مین بغیر اجازت اپنے پیر و مرشد کے ایک قدم بھی اس میدان سے باہر
نہین رکھ سکتا ہون جسقدر سوار اصرار کرتا تھا اُتنا ہی آپ انکار کرتے تھے آخر غصہ مین آکر
ایک تازیانہ سوار نے دوش مبارک پر مارا اور بہ جبر وہ اسباب آپ کے سر پر رکھدیا ہنوز
آپ نے قدم نہین اُٹھایا تھا کہ سوار مع گھوڑے کے گر پڑا اور سوار درد شکم سے اسقدر بیتاب
ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور آپ نے بجنور مین سیدھے اپنے پیر مرشد کی خدمت مین حاضر ہوکر مفصل حال
عرض کیا حضرت نے چند آدمی بھیجکر اُس سوار کو اپنے پاس بُلایا مگر گھوڑا اُسی میدان مین مرگیا
جب سوار کو ہوش آیا اپنے کو اس حالت مین پایا فوراً اُٹھکر حضرت کے قدمون پر گر پڑا اور اپنا
قصور معاف کرایا حضرت نے اُسکی خطا معاف کی اور دعاے صحت سے یاد فرمایا دعای حضرت سے
وہ توانا و تندرست ہوا اور اُسی وقت حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے گھر کو روانہ ہوا۔
دیگر آپ اکثر خدمت پیر و مرشد مین بمقام قصبہ بجنور حاضر رہتے تھے کبھی کبھی سادہ مؤ تشریف لیجاتے
تھے سادہ مؤ مین اندرون باغ حویلی مسکونہ بنی تھی باغ مین نہایت عمدہ عمدہ درخت مثمرہ و غیر مثمرہ
لگے تھے اکثر لوگ شرارتاً جبراً اکثر پھول و پھل توڑلے جاتے اور درختون کو نقصان پہونچاتے آپنے
ایک روز حالت غصہ مین فرمایا جو شخص بہ نیت چوری یا نقصان رسانی کوئی چیز باغ مین چھوئیگا
اُسکے ہاتھ اُسی درخت مین چمٹ جاوینگے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے بوقت شب پھول گلاب کا
توڑنا چاہا اُسکے ہاتھ اُسی درخت مین چسپان ہوگئے اور تمام شب اسی حالت مین مبتلا رہا فجر کے
وقت آپ کو اطلاع ہوئی اور اُس جگہ آپ تشریف لے گئے بعد تبسم کے اُس سے کیفیت پوچھی محجوب ہوکر

معافی اور رہائی چاہی تب آپ کی دعا سے رہائی ملی دیگر مشہور ہی کہ جس جگہہ پر آپ نے ریاضت و مجاہدات کیے ہین یعنی مزار حضرت تعلق شہید صاحب پر ایک اینٹ اُس جگہہ سے جو شخص اُٹھا لاوے اور جس کھیت مین چوہے زراعت کو نقصان پہونچاتے ہون وہ اینٹ رکھدیوے خدا اُس زراعت کو گزند موشان سے محفوظ رکھیگا زمانہ حیات حضرت مین ایک سال چوہون نے زراعت کو نقصان پہونچانا شروع کیا لوگون نے حضرت سے شکایت کی آپ نے ایک اینٹ اُسی جگہہ سے اُٹھادی اور فرمایا کہ اس اینٹ کو اپنے کھیت مین رکھدو نقصان سے امن مین رہوگے زان بعد آپ نے حکم عام دے دیا کہ جب کبھی اس قسم کی شکایت پیدا ہو یہ نسخہ عمل مین لاؤ خدا اپنا فضل کریگا چنانچہ اسوقت تک بدستور وہ فیض حضرت کا جاری ہی کرامات اور بزرگیان حضرت کی بیحد ہین اگر مفصل لکھی جاوین تو ضخامت رسالہ کی بڑھ جاوے لہذا اختصار پر قناعت کی چونکہ آپ ہمیشہ زیادہ بجنور ہی مین تشریف رکھتے تھے اور گاہے گاہے سادہ مؤ تشریف لیجاتے اور قیام بہت کم فرماتے جب آپ کا زمانہ وفات بہت قریب آیا تو آپ کے پیر و مرشد نے عالم رویا مین حکم قیام سادہ مؤ کا فرمایا چنانچہ آپ سادہ مؤ چلے گئے اور کبھی سادہ مؤ کے باہر تک تشریف نہین لیجاتے تھے چند عرصہ کے بعد مرض لاحقہ نے ترقی پکڑی اور وہی باعث موت کا ہوا چنانچہ آپ نے بتاریخ چہارم شعبان شسلہ ھ مین بعمر ہشتاد سالگی بمقام سادہ مؤ انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور اُسی موضع مین آپ دفن کیے گئے مزار آپ کا موجود ہی اور آپکے تصرف سے سالانہ عرس شریف ہوتا ہی خدا قیامت تک قایم رکھے مصرعہ مادہ تاریخ۔ بدر عالم قرین جنت شد

خلاصہ احوال حضرت شاہ علم الہدی صاحب معروف بہ لالہ میان

سرآمد علماے اعلام برگزیدہ خالق علام سالک شریعت غرا حامل احکام رسول مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ زمانہ باہمہ یگانہ ہادی راہ خدا حضرت شاہ علم الہدی صاحب معروف بہ لالہ میان آپ رئیس عالی نسب والا حسب قصبہ بجنور کے تھے آپکے والد ماجد کا نام قاضی رحمت الدین قاضی شیخ بولا تھا آپ حقیقی نواسے حضرت سید ابو القاسم صاحب کے تھے آپ

باہ صفر ۱۱۴۵ھ مین پیدا ہوئے تین برس کی عمر مین آپ کے والد نے دنیا سے انتقال کیا
آپ ننہال مین رہتے تھے جب عمر شریف آپ کی پانچ برس کو پہونچی آپ کے نانا سید ابوالقاسم صاحب
نے بھی سفر آخرت کیا آپ کی تعلیم مین حضرت شاہ بدر عالم صاحب بہت کوشش اور توجہ فرماتے تھے
کچھ دنون آپ نے شاگردی مولوی غلام یحیی صاحب بہاری خلیفہ شاہ بدر عالم صاحب کی بھی
کی ہر زمانہ بچپن مین آپ شرارت و شوخی بہت کرتے تھے ذہن آپکا بہت تیز اور رسا تھا ایک شب مین
پورا سبق اپنا یاد کر لیا کرتے تھے جب آپکی عمر بارہ برس کو پہونچی حضرت شاہ بدر عالم صاحب نے
آپ کو حکم سفر و تحصیل علم کا دیا اور بے زاد راحلہ گھر کے باہر کیا وقت رخصت آپ کے پاس صرف
ایک جوڑہ پارچہ اور چند کتابین جو زیر سبق تھین موجود تھین پہلے آپ قصبہ کاکوری تشریف
لے گئے اور وہان تحصیل علم فرماتے رہے بعد چندے وہان سے قصبہ سندیلہ تشریف لے گئے اور
وہان تحصیل علم فرماتے رہے آپ اور حضرت ولی اللہ صاحب سندیلوی ہم سبق تھے مدتون آپنے
اُس نواح مین سیر و سیاحی فرمائی اور وہان سے سیدھے دہلی تشریف لے گئے اُس زمانہ مین وہ شہر
موجع و مرکز علما و فقرا کا ہو رہا تھا بہ جمعیت تمام آپ مصروف تحصیل علم کے رہے تھوڑے عرصہ
کے بعد آپ مکان تشریف لائے اُسوقت تک حضرت شاہ بدر عالم صاحب بقید حیات تھے بعد
واپسی دہلی آپ نے حضرت شاہ بدر عالم صاحب سے بیعت حاصل کی ۔ ذکر ہی کہ جب آپ دہلی سے تشریف
لائے اور خواہش بیعت ظاہر کی بیشتر شاہ بدر عالم صاحب نے تبسم فرماکر یہ ارشاد کیا کہ میان تم چاہتے
ہو کہ جو کچھ مجھے حافظ صاحب سے عطا ہوا ہی لے لون یہ فرماکر آپ نے خرقہ پیران طریقت لالہ میان کو
پہنا دیا اور مرید کرکے تعلیم باطنی مین مشغول ہوئے ۔ بعد حصول بیعت شاہ بدر عالم صاحب نے لالہ میان
سے بڑی بڑی مشقتین اور ریاضتین لین تھوڑے عرصہ مین آپ کو دولت سرمدی سے مالا مال کر دیا
اور خود سادہ مئو تشریف لے گئے بعد وفات شاہ بدر عالم صاحب ہر سال عرس مین آپ تشریف
لیجاتے اور بہت خلوص و ادب سے فاتحہ کرتے ۔ ذکر ہی آپ کے پاس جناب پڑھنے آتے تھے اور
دو ایک لڑکے آپ کے اعزا کے آپ سے پڑھتے تھے ایک دن آپ کو بوقت شب پڑھاتے پڑھاتے دیر ہوگئی

آپکے ایک عزیز قریب شیخ غضنفر علی صاحب بجنوری بھی آپ سے پڑہتے تھے اُنکا مکان کچھ فاصلہ پر تھا بعد فراغت سبق سب شاگرد اپنے اپنے مکان کو گئے بخیال بُعد و تنہائی ایک جن کو ہمراہ شیخ صاحب کے فرمایا کہ جو مُشکل بصورت انسان تھے چنانچہ وہ شیخ صاحب کے ساتھ مکان تک گئے مگر صدر دروازہ شیخ صاحب کا بند پایا ہر چند آوازین دین اور شور مچایا مگر اندر سے کچھ جواب نہ پایا حضرت جن کو انتظار قیام ناگوار گذرا ہاتھ بڑہا کر دروازہ کھول لیا یہ حرکت عجیب دیکھتے ہی شیخ صاحب خوف سے سہم گئے اُسی وقت سے تپ شدید لاحق ہوئی دوسرے روز فجر کے وقت جب آپ کو یہ حقیقت معلوم ہوئی آپ نے جن صاحب کو بہت زجر و توبیخ فرمائی دیگر ذکر ہی شیخ معین الدین صاحب مورث شیخ تاج الدین صاحب بجنوری حقیقی ماموں کاتب کے تھے اپنے مکان کے کوٹھے پر ایک مختصر مکان تعمیر فرمایا کیونکہ شیخ معین الدین صاحب ورزش کے شائق تھے اُس جگہ پر روزانہ ورزش مین مشغول رہتے تھے اور سمت گوشہ پورب دکن دیوار مکان کے متصل دیوار ایک درخت املی کا تھا جو الی الان موجود ہی اور یہ ٹہنین اُس درخت کی ابتک ماموں تاج الدین صاحب کے کوٹھے پر لٹکتی ہین اُسی درخت پر قیام میاں عنایت صاحب جن کا تھا ایک روز شیخ صاحب ورزش مین مصروف تھے کہ دفعتاً میاں عنایت صاحب تشریف لائے اور شیخ صاحب سے متعرض ہوئے شیخ صاحب نے جواب دیا کہ ہم مالک مکان ہین جہان ہمارا دل چاہیگا جو کام چاہینگے کرینگے میاں عنایت صاحب نے اپنے زور و قوت پر دھمکایا اور اُس جگہ کے چھوڑ دینے پر مجبور کیا شیخ صاحب بھی بڑے مغلوب الغضب قوی و توانا آدمی تھے پہلے تو باہمی گفتگو ہوتی رہی آخر کار فریقین کو غصہ آگیا اس بات پر فیصلہ ہوا کہ ہم دونون مین بصورت انسان کشتی ہو جو غالب آوے وہ مالک مکان ہو جاوے چنانچہ میاں عنایت صاحب سے کشتی بازی ہوئی شیخ صاحب غالب آئے اور نشانی کے واسطے ایک کٹار میاں عنایت کی پیشانی پر ماردی میاں عنایت فوراً غائب ہو گئے اور اُسی وقت لالہ میاں صاحب کی خدمت مین کہ اُنکے شاگرد تھے بصورت فریادی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شیخ صاحب مرید خاص آپ کے ہین ناحق مجھے زخمی کیا حضرت نے شیخ کو طلب فرما کر ماجرائے گذشتہ دریافت کیا اور درمیان مین دونون کے

مصالحت کرادی اور یہ حکم دیا کہ تم دونون آدمی اپنی اپنی سکونت اُس مکان مین رکھو مگر تا بقاے
نسل شیخ صاحب کسی کو تکلیف نہ دینا چنانچہ اسوقت تک سیان عنایت صاحب اُس املی پر
موجود ہین مگر کسی کو نقصان نہین پہونچاتے۔ دیگر ڈگمبر شاہ صاحب بجنوری جنکا مزار بازار بجنور مین
ہی دریاے جذب مین مستغرق ایک ہاتھ مین بوتل دوسرے ہاتھ مین پارچہ بوسیدہ اور زبان پر
الفاظ لایعنی گھوما کرتے تھے اکثر لالہ میان صاحب کے پاس بھی تشریف لاتے جب قریب بنیہ مکان
کے پہونچتی لالہ میان اپنی جگہ سے اٹھکر استقبال کرتے اور اپنے پہلو مین جگہ دیتے اور بہت خاطر
کرتے ایک وز باتین کرتے کرتے کیفیت جذب ڈگمبر شاہ کو زیادہ ہوئی اور بے تکلفانہ حالت
مدہوشی مین کہنے لگے کیون لالہ میان کل دربار مدینہ مین جبکہ ہم پاس فرش بیٹھے تھے اور تمکو صدر
جگہ بیٹھنے کی ملی تب اسطرح سے بلاکے اپنے پاس نہین بٹھاتے ہو اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ لالہ میان
نے فوراً اُنکا منھ دونون ہاتھون سے بند کردیا اور زور قلب سے خاموش کردیا لالہ میان شاہ
صاحب اور ڈگمبر شاہ صاحب اکثر بطریق روحانی زیارت حرمین شریفین کو جایا کرتے تھے
دیگر ذکر ہی ایک مرتبہ مورث شیخ امام الدین صاحب رئیس بجنور خدمت مین لالہ میان صاحب کے حاضر
ہوئے اور دل مین یہ عہد واثق کیا کہ آج لالہ میان کی بزرگی وولایت کا امتحان کرنا چاہیے اور
صورت امتحان یہ قایم کی کہ آج کل فصل انبہ نہین ہی ہم چلکر آپ سے انبہ کی فرمایش کرین جب خدمت
مین حضرت کے پہونچے ہنوز اظہار سوال کی نوبت نہ پہونچی تھی دیکھا تو حجرہ مین چند بڑے بڑے
انبطاق پر رکھے ہین شیخ صاحب کے پہونچتے ہی وہ انبہ حضرت نے اُنکو دیکر یہ فرمایا کہ تمنے آج
قصد امتحان فقیر کا کیا تھا اسدرجہ بے ادبی اور مزاح خدمت فقرا مین اچھا نہین شیخ صاحب
نے ہرچند معذرت کی لیکن حضرت بہت ناخوش ہوئے اور اپنے پاس سے رخصت کردیا اور
یہ فرمایا کہ شاید زمانہ موت بھی قریب آگیا ہی افسوس کہ شیخ صاحب کا انتقال حالت شباب مین ہوا
شیخ صاحب کی عادات مین داخل تھا کہ ہر ایک فقیر بزرگ سے استہزار کیا کرتے تھے۔ دیگر
ایک جوہری قوم ہندو ساکن شہر بنارس آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت

میرے بہت اولاد ہوئی اور سب فوت ہوگئین سن بھی میرا اب زیادہ ہوا اب کوئی امید اولاد کی بھی نہین ہی اور دولت جایداد میرے پاس بہت ہی آپ کی شہرت سنکر آپ کے پاس حاضر ہوا ہون آپ نے کچھ جواب اُسکو نہین دیا مگر حکم قیام کا فرمایا عرصہ تک وہ آپ کی خدمت کرتا رہا اور بجنور مین پڑا رہا ایک روز خود بخود دریای رحمت جوش مین آیا اور آپ اُس سے خوش ہوئے ایک تعویذ اُسکو عطا کیا اور یہ فرمایا کہ انشاء اللہ تیرے دو بیٹے توام ہونگے ایک مجھے دینا دوسرا تو لینا اور رخصت کیا حسب ارشاد عالی دو لڑکے اُسکے توام ہوئے وہ حضرت کی خدمت مین لایا ایک حضرت نے خود لے لیا دوسرا اُسکو عطا فرمایا دونون صاحب اولاد ہوئے جسکو حضرت نے لیا تھا اُسکا نام غوث علی رکھا اسوقت تک بفضلہ تعالی اُسکی اولاد کلکتہ مین موجود ہی دیگر آخر وقت مین آپ کا کھانا مقدار مین بہت قلیل ہوگیا تھا گوشت وغیرہ آپ نے چھوڑ دیا تھا محض دودھ و چاول پر زندگی تھی جسوقت آپ کھانا کھاتے حاضرین خدمت کو پہلے ایک ایک دو دو چمچہ تقسیم فرماتے بقیہ آپ نوش کرتے۔ آپ کی عمر تخمیناً بہتر سال کی ہوئی ہوگی ضعف آپ کو زیادہ ہوگیا تھا نقل و حرکت بہت کم فرماتے تھے صرف آٹھوین روز جمعہ کو تکیۂ بجنور پر تشریف لیجاتے آپ نے ایک مہینہ علالت کے بعد بمقام قصبۂ بجنور ۲۳۔ شعبان المعظم ۱۲ ۱۱ھ کو دار ناپائدار سے رحلت فرماکر جنت الماوا مین مسکن بنایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مزار شریف آپکا تکیہ قصبۂ بجنور مین ہی

خلاصہ احوال حضرت محب علی شاہ صاحب

معدن جود و حلم مخزن فضل و علم سرچشمۂ شجاعت سر دفتر سخاوت کاشف اسرار خفی و جلی حضرت شیخ محب علی شاہ صاحب قدس سرہ۔ آپ کا وطن و مولد اصلی لکھنو تھا آپ شیخ صدیقی جائجانی حضرت مخدوم قاضی فخر الدین صاحب بجنوری کی اولاد سے تھے ابتدائے عمر سے آپ کو فن سپہ گری کا بہت شوق تھا آپ کا مزاج بہت شوقین اور رنگین واقع ہوا تھا آپ بہت بڑے خوش خور و خوش پوش تھے شاہان اودھ کی ملازمت کرتے تھے لکھنے پڑھنے سے رغبت بالکل نہ تھی اوائل عمر مین ہر چند محنت اور کوشش کی گئی اور بہت کچھ خرچ کیا گیا مگر سب فضول ہوا آپ نے کبھی لکھنے

پڑہنے پر توجہ نہین کی آپکی شادی لاآلہ میان صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی تھی بعد شادی
کے آپکی بی بی ہمیشہ اپنی والدین کے پاس ہین اور آپ بھی ہمیشہ بجنور رہتے تھے آپ نہایت
جوان رعنا تھے اور حُسن وجمال مین دوچار سو آدمیون مین یکتا تھے آپ کی عجب شان رہتی
تھی موے سر تا بدوش کاکلین پڑی ہوئین آنکھون مین سرمہ تین تین کرٹیون کا انگرکھا
پنج اسلحہ سے مسلح بانکے گنڈے بنے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے اور جبتک بجنور مین تشریف
رکھتے اسی قسم کا جلسہ جمارہتا لیکن آپ صوم وصلوٰۃ کے بڑے پابند تھے کسی وقت کی نماز قضا
نہین ہونے پاتی تھی جب زمانہ وصال حضرت لاآلہ میان صاحب قریب ہوا آپ نے تصرفات باطنی
سے تصفیہ قلب شیخ کا کردیا شیخ نے بہ طیب خاطر لاآلہ میان صاحب سے بعیت کی مگر بعد وفات
لاآلہ میان صاحب آپ سجادہ نشین نہین ہوئے بلکہ لاآلہ میان صاحب کے منجھلے بھائی خیر اللہ شاہ
صاحب سجادہ نشین ہوئے بعد انقضاے تین سال خیر اللہ شاہ صاحب نے بھی انتقال فرمایا
تب بمجبوری محب علی شاہ صاحب کو خرقہ فقر پہنا پڑا اور سجادہ نشین ہوئے سجادگی کے بعد
آپ نے بالکل وضع سابقہ سے بیزاری اختیار فرمائی اور طریقہ بزرگون کا اختیار فرمایا اور بقدر
تصرف وفیض روحی آپ کو عطا ہوا گویا آپ نے دوسری کھال پہن لی اور خود صاحب کیفیت
وتصرف ہوگئے بعد سجادہ نشینی آپ نے ریاضت ومجاہدہ کرنا شروع کیا ذکر ہی کہ آپ ہر سال حسب
معمول قدیم سادہ مو واسطے عُرس حضرت شاہ بدر عالم صاحب کے تشریف لاتے اور بعد قیام
چندے واپس آتے ایک جولاہہ مسمی اشرف میان ساکن موضع دربہرہ متصل سادہ مو آپ کا مرید تھا اُسنے
مستقل طور سے سکونت آپکے ساتھ اختیار کی اور شبانہ روز خدمتگزاری مین آپکی رہتا تھا
ایک روز بعد نماز تہجد آپ نے اُسکو بلایا اور کچھ تعلیم فرمائی جس سے وہ بھی صاحب کیفیت ہوگیا حالت
اُسکی یہ تھی کہ ایک روز مین وہ چالیس پچاس کوس کی منزل طے کر سکتا تھا دیگر ذکر ہی کہ ایک مرتبہ
آپکے مکان مین چند چور بہ نیت چوری داخل ہوئے اور تمام شب تلاش مال مین سرگردان رہے
لیکن کچھ ہاتھ نہ لگا اور نہ باہر بھاگ سکے حتی کہ صبح ہوگئی اور وہ چور پکڑ لیے گئے اُنسے پوچھا گیا

تب اُن لوگون نے بیان کیا کہ ہم لوگ بالکل اندھے ہو گئے تھے کچھ نظر نہین آتا تھا اپنی اس حرکت پر نادم ہوے اور قدمون پر گر پڑے اور بعد معافی قصور کے مرید حضرت کے ہوئے دیگر ذکر ہو کر ایک شخص اسیر کبیر قوم کھتری ساکن شہر فیض آباد مرض تپ دق مین مبتلا تھا تمام حکیمون کا علاج کر تھکا مگر صحت نہوئی آخر درجہ مین حضرت کے اوصاف سنکر یہان حاضر ہوا یہان بجز دعا کے اور کیا تھا ہر صبح و شام آپ دعائین پڑھ پڑھکر دم کرتے اور بجاے پانی کے ایک عرق پلاتے تھے خدا نے اُسپر اپنا فضل و کرم کیا کہ وہ بالکل توانا و تندرست ہو گیا آپ نے اُسکو دعا دی تھی کہ تجکو یا تیری اولاد کو انشاء اللہ یہ مرض کبھی نہوگا اور اجازت مکان جانیکی دی دیگر ذکر ہو کہ آپ کا ایک مرید کثیر الاولاد تھا اور تنگی معاش سے متعدد فاقہ ہوتے تھے اُسنے اپنی سرگذشت حضور مین عرض کی حضرت نے اُسکو دعا فراخی رزق کی دی اور اُسکے مکان پر تشریف لے گئے اور دو تعویذ اُسکو اپنے عطا کیے اور یہ فرمایا کہ ایک تعویذ اُس جگہ دفن کردینا جہان غلہ رکھا جاتا ہو اور دوسرا کھیت مین دفن کرنا خدا برکت دیگا۔ چنانچہ بہ برکت تعویذ و ارشاد دعائی خدا نے اپنا فضل کیا اُسی سال کے اندر اُسکی عُسرت و مصیبت دور ہوئی اور وہ فارغ البال ہو گیا۔ حضرت سے اکثر کرامات خرق عادات ظاہر ہوئے ہین موت سے دو تین مہینہ پیشتر سخت علیل ہوئے لیکن صحت ہو گئی تھی دوبارہ ایسا مرض صعب ہوا کہ اُسی مرض مین بتاریخ ۱۳۔ ذیقعدہ ۱۲۶۰ھ کو آپ نے بمقام قصبہ بجنور انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد وفات تکیہ بجنور مین دفن کیے گئے

خلاصہ احوال حضرت امام الہدی شاہ صاحب

پیر دستگیر روشن ضمیر حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ ولی خدا ہادی راہ ہدا حضرت امام الہدی شاہ صاحب قدس اسرارہم مولد آپکا خاص قصبۂ بجنور ہی آپ شیخ زادہ لکھنوی بجنوری تھے آبائی نسب آپکا مخدوم فخر الدین صاحب بجنوری سے ملتا ہی آپ حضرت شاہ محب علی صاحب قدس سرہ کے صاحبزادہ تھے بجنور ہی مین آپ پیدا ہوے اور وہین ننہال مین پرورش پائے آپکے والد صاحب نے آپکو تعلیم دی آپ اپنے والد کی حیات مین سن شعور کو پہونچ گئے تھے شادی سے بھی فراغت ہو چکی تھی آپ ہمیشہ نوکری کرتے تھے

آپ بالکل اپنے والد کے قدم بقدم تھے وہی لباس وہی وضع وہی خیالات زیادہ قیام بھی آپکا ملازمت پر رہتا
تھا حتی کہ جب آپکے والد ماجد حضرت شیخ محب علی شاہ صاحب کی وفات ہوئی ہے آپ نوکری پر تھے آپکے
پاس یہ خبر بھیجی گئی تب آپ مکان تشریف لائے بیعت تو آپ پیشتر ہی کر چکے تھے صرف رسم سجادہ نشینی باقی
تھی حسب دستور قدیم بروز سیوم آپ سجادہ نشین بھی کیے گئے اگرچہ بخیال عدم تحمل و انجام بارگران آپ گریز فرماتے
تھے لیکن چار ناچار مجبوراً آپ کو خرقہ پہنا پڑا جسوقت آپکو خرقہ پہنایا گیا از سر تا پا آپکے جسم سے عرق جاری
تھا اور چشم مبارک آپکی سرخ ہو گئی تھی اور ایک خاص کیفیت مثل غشی کے طاری ہو گئی دیر تک آپ اسی
حالت میں رہے دیر کے بعد آپکو افاقہ ہوا - دو ہی ایک روز کے بعد آپ نے وہ اپنا جملہ سامان ترک
برہم و درہم کر دیا ملازمت سے استعفا دیکر بجنور کی اقامت اختیار فرمائی - المختصر آپ کے جملہ وضع و اطوار
مین تبدل ہو گیا آپکے پورے سر پر تا بدوش بال تھے حجام بلا کر منڈا ڈالے ڈاڑھی بڑھا دی ابتدائے عمر
مین آپ شغل و ذکر بہت کیا کرتے اور نماز نوافل و روزہ بہت رکھتے تھے آپ لوگون کو مرید بھی کم کرتے تھے
ہان جن لوگون کا اصرار و مبالغہ زیادہ ہوتا تھا مجبوراً مرید فرماتے حضرت کا طریقہ بالکل تسلیم اور رضا کا تھا
آپ کسی کے لیے دعا یا بد دعا بہت کم کرتے تھے بعد وفات حضرت محب علی شاہ صاحب آپ سادہ مع
اہل و عیال تشریف لے گئے اور مدتون وہان قیام رکھا آپکے اولادین کئی ہوئین لیکن ایک لڑکا اور تین
لڑکیان زندہ بچین اور باقی سب صغر سنی مین قضائے الٰہی سے فوت ہوئین آپکے صاحبزادہ کا نام شیخ
بنیاد علی تھا جنھون نے بعمر چہار سالگی بجنور مین انتقال فرمایا تمام اعزہ کو کمال درجہ قلق ہوا والدہ بنیاد علی
صاحب نے بعد انتقال اپنے نور نظر کے مستقل سکونت سادہ مو کی فرمائی بعد چندی بجنور واپس آئین حضرت
امام الہدیٰ شاہ صاحب نے بقیۃ العمر بجنور ہی مین سکونت رکھی آپکے مزاج مین حلم اور مسکینیت حد سے
زیادہ تھی چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ لکھنؤ تشریف لے گئے اور اپنے ایک مرید کے یہان ٹھہرے
وہ مرید قوم کا ملیری تھا یہ معمول تھا کہ جب آپ تشریف لیجاتے اُسکی ایک لڑکی تھی وہ فوراً آپکے پاس حاضر
ہوتی اور خدمتگزاری مین حاضر رہتی اُس روز بجائے اُس لڑکی کے اُسکی مان آئی لیکن بہت ملول
اور غمگین تھی آپ اُس لڑکی کے منتظر رہے جب دیر ہوئی تو آپنے اُس لڑکی کو دریافت کیا تو اُس

عورت نے مفصل حال لڑکی کا عرض کیا کہ کئی روز سے ایک جن اُسے ستاتا ہی ہنوز آپ نے کچھ جواب بھی نہین دیا
تھا کہ وہ لڑکی برہنہ و بے پردہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئی اور بہ الفاظ بے ادبی یہ کہنا شروع کیا کہ کیون
میان ڈفالی تمھین جلانے آئے ہو یہ الفاظ آپکو بہت ناگوار گذرے آپنے جواب دیا کہ مین اس ضرورت سے تو
ہرگز نہین آیا تھا اگر تمہارا خیال ایسا ہی ہی تو مین اپنا ڈفالی پن دکھلائے دیتا ہون ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکر آپ نے
شیخ صادق علی صاحب لکھنوی سے جو آپکے رشتہ کے بھائی اور اُسوقت آپکے ہمراہ تھے ایک بوتل اور کچھ پارچہ وغیرہ
منگوایا اور ایک جگہ طاہر کر کے آپ بیٹھ گئے اور کچھ پڑہنا شروع کیا تھوڑی دیر مین وہ لڑکی اچھی ہو گئی اور وہ
جن صاحب داخل شیشہ ہوئے دیگر حضرت نے اپنا طرز عمل ایسا رکھا تھا کہ بجز خاص خاص آدمیون کے عموماً آپکے
اوصاف و کرامات لوگونکو معلوم نہین ہو سکتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہی آپکا ایک مرید خاص حج بیت اللہ شریف سے
واپس آتا تھا اثناء سفر مین اُسکا جہاز معرض خلل مین پڑا اور قریب تھا کہ تباہ ہو جاوے اُس مرید خاص نے
بخضوع و خشوع قلب اپنے پیر و مرشد و دیگر پیران طریقت سے رجوع کیا آپ نے اُسکی مدد فرمائی اور اُس
جہاز کو بلا ئے غرق سے نجات دلائی جس روز یہ اتفاق پیش ہوا ہی اُس روز شب کو دیر تک تخلیہ مین رہے
قریب بارہ بجے جب اندرون مکان واسطے کھانا کھانیکے تشریف لے گئے تمام ملبوس آپکا خون سے رنگین تھا
اور سر مبارک سے آپکے خون جاری تھا ہر چند انکشاف حال مین کوشش کی گئی اور آپ سے پوچھا گیا
لیکن آپ نے کچھ نہ بتلایا تب مجبوری سب خاموش ہو رہے مگر تصدیق واقعہ یون ہوئی کہ جب وہ مرید آپکا
واپس آیا اور حضرت کی قدمبوسی کے لیے یہان بھی حاضر ہوا تب اُسنے یہ قصہ بھی بیان کیا کہ بروقت اضطرار و
پریشانی اپنے حضرت کو یاد کیا اور آپکو اُس جہاز پر مدد فرماتے دیکھا حضرت کا معمول تھا کہ سال مین دو تین مرتبہ
آپ سادہ مؤ تشریف لیجاتے تھے اور اکثر اپنے مریدون کے مکان پر بھی رونق بخش ہوتے آپکو تکلیف مرض
تسلسل بول پیدا ہو گئی تھی آپکا ایک عقیدتمند ڈاکٹر محمد بخش تھا اُسکے علاج سے آپکو نفع ہوا بعد چندے
پھر اُسی مرض نے عود کیا اور اسقدر شدت ہوئی کہ ہر وقت قطرات پیشاب جاری رہتے تھے جسکی وجہ سے
ہر وقت آپکو طہارت کرنا پڑتی تھی آخر الامر اسی مرض مین آپ نے بمقام قصبہ بجنور واقعہ ۲۴
ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۹ھ مین وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اور آپ بمقام تکیہ بجنور دفن کیے گئے

ضمیمۂ خیابان چہارم در اوراد و اشغال و خاتمۂ کتاب

وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰاکِرَاتِ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا

وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ نماز پنجگانہ فرض کے بعد ادعیہ و اذکار جو طریقے بزرگان دین کے بموجب ارشاد حضرت پیران پیر غوث العارفین سلطان الکاملین حضرت سیّد عبد القادر محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کے و حضرت افضل الفضلا سراج السالکین مصباح العاملین سلطان الاولیا حضرت شاہ شیخ پیر محمد صاحب قدس سرہ کو پہونچے ہین اس موقع پر بطریق اختصار درج کیے جاتے ہین اگرچہ بعض مشائخ کبار مخالف ادعیہ وغیرہ کے ہین اور بعض موافق ہین علی اختلاف الحال مگر اصل یہ ہی کہ سوال و دعا و سکوت و مثل اسکے مشائخون کی رای مختلف ہی بعضے بزرگ دعا کو سکوت پر فضیلت دیتے ہین اور بعض بزرگ سکوت کو دعا پر ترجیح کرتے ہین کیونکہ ضمناً دعا کرنا ایک قسم کی شکایت عدم رضا و قضای آلہی اور ارادون اپنے کے اوپر ارادات حق حق سبحانہ تعالی کے ہی پس ارتکاب اسکا باعث ترک آداب آلہی کا ہوا لیکن حضرات اہل تحقیق نے مطلقاً کسی امر کو بحث نہین کیا مگر ساتھ قیود اور شرائط کے قید اول یہ ہی کہ دعا کے لیے ایک خاص وقت معین ہی کہ اُسوقت دعا ساتھ مرتبون کے فضیلت رکھتی ہی اور ایک حالت ہوتی ہی کہ انسان رغبت صادق اور انشراح و استیناس ساتھ دعا کے معاینہ و مشاہدہ کرتا ہی اور نیز واسطے سکوت کے بھی ایک وقت معین ہی اُسوقت سکوت ہی افضل و بہتر ہی اور یہ وہ ساعت ہی کہ جسوقت قلب پر کیفیت اقتباس و احتشام کی پائی جاے اور باطن قلب مین حالت استغراقی و حضوری طاری ہو بس دعا مخالف اور مخل وقت ہذا کی ہی ایسے وقت مین سکوت اور تضرع بدرجۂ اولی بہتر و افضل ہی اہلیت اُن امور کی ساتھ انکسار و ابتہال حضوری قلب کے ہی جسوقت اور جس حالت مین ہو پس مطابق اسکے عمل کرے طالبان حق و جویندگان راہ مطلق کیا درویش صفت کیا دیگر مقدسین کہ

چاہیے کہ غیر ذات اسکی سے تنفر اور یاد اسکی سے شغل اور حاضری کرین اور کوئی نفس
یاد اسکی سے خالی نہ دین بلکہ چاہیے آمد و رفت و نشست و برخاست مین بلاتخصص جگہہ
وموقع اپنی زبان خشک کو ذکر حق سے تر رکھین تاکہ رحمتہای تر و تازہ بارگاہ جل وعلا سے
نازل ہون علے الخصوص نصف شب و آخر شب و سحرگاہ یاد آلہی وگریہ وزاری مین صرف
کرین یہ ہر سہ اوقات محمود وقت مشاہدہ و رویت محبوب کے ہین مناسب حال
یہ ہی کہ ہر صبحگاہ بہ نالہ و آہ استغفار و دعای خیر خاتمہ مین مصروف رہین ادعیہ جو
سلسلۂ پیران طریقت سے چلی آتی ہین بہ انضباط اوقات پنجگانہ بعد حصول اجازت
عمل مین رکھین انشاءاللہ نفع دارین پاوین ادعیہ بعد نماز **فرض فجر** جسوقت
مصلی نماز فجر سے فارغ ہوا اور سلام پھیر چکے قبل اسکے کہ اپنے پیر کو جلسۂ التحیات سے
جدا کرے دس مرتبہ پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ
الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
سورۂ اخلاص دس مرتبہ اور تینتیس ٣٣ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس ٣٣ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
تینتیس ٣٣ مرتبہ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ
وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ستر مرتبہ کلمہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کو پڑھے
وبعد فراغ دعای ہذا خلوت مین متقبل قبلہ ہوکر اس دعا کو پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ
بِاِسْمِکَ الْمَکْنُوْنِ الْمَخْزُوْنِ السَّلَامِ الْمُنْزَلِ الْقُدُّوْسِ الطَّاھِرِ الْاَطْھَرِ الْمُطَھَّرِ
یَا دَھْرُ یَا دَیْھُوْرُ یَا دَیْھَارُ یَا اَزَلُ یَا اَبَدُ یَا مَنْ لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ
کُفُوًا اَحَدٌ یَا ھُوَ یَا مَنْ ھُوَ یَا لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یَا مَنْ لَّا یَعْلَمُ مَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ یَا مَنْ
لَّا یَعْلَمُ اَیْنَ ھُوَ یَا مَنْ لَّا یَعْلَمُ مَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ یَا مَنْ لَّا یَعْلَمُ اَیْنَ ھُوَ اِلَّا ھُوَ یَا کَانُ
یَا کَیْنَانُ یَا رُوْحُ یَا کَائِنًا قَبْلَ کُلِّ کَوْنٍ یَا کَائِنًا بَعْدَ کُلِّ کَوْنٍ اَھْیًا
اَشَرَاھْیًا اَدُوْنِیْ اَصْبَاؤُتْ یَا مُجَلِّیَ الْعَظَائِمِ الْاُمُوْرِ سُبْحَانَکَ عَلٰی حِلْمِکَ

بعد علمك سبحانك على عفوك بعد قدرتك فان تولوا فقل حسبي الله
لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم ليس كمثله شيء وهو السميع
العليم اللهم صل على محمد وعلى ال محمد بعدد كل شيء كما صليت وسلمت
على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد ۵ اور بشمول اسی دعا کے نود ونہ نام
باری تعالی کے پڑھے اور بعد نود ونہ نام باری تعالے کے یہ دعا پڑھے بسم الله الرحمن الرحيم
هو الله الاحد الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد ۵ له الاسماء الحسنى
والصفات العلى وله المثل الاعلى في السموات والارض وهو العزيز الحكيم
وليس كمثله شيء وهو السميع البصير لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار
وهو اللطيف الخبير هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم
امنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب والاسباط
وما اوتي موسى وعيسى وما اوتي النبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم
ونحن له مسلمون ۵ ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاكتبنا مع
الشاهدين ۵ امنا بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الاخر والقدر
خيره وشره وحلوه ومره ربنا امنا بك وباسمائك وصفاتك وما انت
بموصوف في علو ذاتك كما ينبغي لجلال وجهك وكما انت له في عظيم
ربوبيتك وكما هو لائق بك في كمال الوهيتك وامنا بانبيائك
ورسلك وبمحمد رسولك وبما جاء به عندك على مرادك ومراد
رسولك كما تحب في ذلك وترضى وعلى ما هو في علمك الاعلى
يا عالم السر والخفي يا قيوم الارض والسماء انا عاجزون قاصرون
ابرا اليك من الزيغ والزلل مطيعون لما امرت بحق فعل وقول وعقل
وعمل فتعالى الله الملك الحق لا اله الا هو رب العرش الكريم سبحانه

وتعالی عما یصفون ٥ **ادعیہ بعد نماز ظہر** بعد فراغ نماز ظہر بخضوع وخشوع
خاطر و رجوع قلب مشغول دعا تصور ظاہر و باطن میں لبشرائط موجودہ کی ہو اللّٰھم
انت السلام ومنک السلام والیک یعود السلام فحینا ربنا بالسلام
وادخلنا دار السلام فتبارکت ربنا وتعالیت یاذا الجلال والاکرام
بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر ھو الاول والاخر والظاھر والباطن
وھو بکل شیء علیم وھو السمیع البصیر ایک مرتبہ پڑھے سورۂ فاتحہ ایک بار
آیۃ الکرسی ایکبار و آیت قل اللّٰھم مالک الملک تا بغیر حساب ٥ ایک بار اور
انسٹھ مرتبہ یہ دعا پڑھے یا مغیث یا لطیف یا بدیع السموات والارض
یاذا الجلال والاکرام لا الہ الا انت برحمتک استغیث ومن عذابک
استجیر یا غیاث المستغیثین اغثنی اور سورۂ نوح و سورۂ دخان و سورۂ عم ایک
ایک مرتبہ پڑھے **ادعیہ عصر** کلمۂ استغفار سو مرتبہ اور ترپن مرتبہ یہ پڑھے یا مقیث
یا مغنی یا بدیع السموات والارض یاذا الجلال والاکرام لا الہ الا انت
برحمتک استغیث ومن عذابک استجیر یا غیاث المستغیثین اغثنی
و سورۂ عم و سورۂ رحمٰن و سورۂ واقعہ ایک ایک مرتبہ پڑھے اور دعای ابو درداء ایک مرتبہ پڑھے
اللّٰھم انت ربی لا الہ الا انت ربی علیک توکلت وانت رب العرش العظیم ماشاء
اللہ کان ومالم یشا لم یکن لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واعلم ان اللہ
علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما واحصی کل شیء عددا
اللّٰھم انی اعوذبک من شر نفسی ومن شر کل دابۃ انت اخذ بناصیتھا ان
ربی علی صراط مستقیم بعد ختم دعای ہذا اگر آفتاب باقی رہے تو تا غروب آفتاب یہ اسما
بحضور دل بہ تصور قلب معانی پڑھتا رہے یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم **ادعیہ بعد نماز**
مغرب جب آفتاب غروب ہو یہ دعا پڑھے اللّٰھم بک امسینا وبک نحیا وبک

تموت والیک المصیر رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم نبیا اور بعد مغرب ایک سو سات مرتبہ یہ دعا پڑھے یا سلام یا مؤمن یا مہیمن
یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام لا الہ الا انت برحمتک استغیث
ومن عذابک استجیر یا غیاث المستغیثین اغثنی و سورہ فاتحہ و سورہ ملک
و سورہ فتح ایک ایک مرتبہ پڑھے **ادعیہ وقت عشا** بعد فراغ صلوۃ عشا سو مرتبہ
کلمہ تمجید پڑھے اور ایک مرتبہ سورہ یسین پڑھے اور ایک ہزار ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے
اور اٹھارہ مرتبہ محمد رسول اللہ اور ایک ہزار ایک مرتبہ یہ درود شریف پڑھکے
روح پر فتوح حضرت سرور عالم کو بخشے اللھم صل علی محمد معدن الجود والکرم وعلی
ال محمد وبارک وسلم اور ایک ہزار ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھے یا شیخ عبد القادر شیئا للہ
اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ کمترین نے اختصاراً ترکیب ذکر و شغل کتاب
سلطان الاولیا سے منتخب کر کے درج رسالہ ہذا کیا اگرچہ شائق کو تعلیم و اجازت کی ضرورت ضرور ہے
طریقے اذکار جہر سلسلہ وروالیشان عالیشان مین متعدد ہین جملہ اذکار جہر سے
اول ذکر لا الہ الا اللہ اختیار کیا ہے اور یہ صورت مرکب ہے نفی و اثبات سے تاکہ ذاکر وقت
پڑھنے کلمہ کے حاضر ہووے اور تطبیق زبان و دل کو نگاہ رکھے اور طرف نفی وجود کے جملہ حادثات
کو نظر فنا سے مطالعہ کرے اور طرف اثبات وجود قدیم کو ساتھ تعین بقا کے مشاہدہ کرے
بواسطہ ملازمت و مداومت تکرار کے اس کلمہ توحید کو دل مین تصور کرے تاکہ اس مقام مین
ذکر صفت لازم ذاکر کے ہووے اور امداد اسکی بپیہم و مسلسل ذاکر تک پہونچے پس اسی طریقہ
سے اس جگہ کو پہونچے کہ صفت ذکر دل ذاکر مین متجلی ہو اور حقیقت اسکی ساتھ جوہر دل کے
متحد ہو جاوے اور ذاکر ذکر اور مذکور مین محو و فانی ہو جاوے پس اس مقام پر صورت
کلمہ توحید کہ معنی ذکر کا ہے اس سے ظاہر ہووے اور حقیقت اسکی باطن قلب مین پیدا ہووے
ذکر یک ضربی بیک اثبات طریقہ ذکر یکضربی کا یہ ہے کہ جلسہ مربع کرے

اور بند کماس کو نر انگشت پیر سے سیدھا پکڑے اور مضبوط کرکے دونون ہاتھون کو اوپر دونو
زانو کے سیدھا رکھے اس صورت سے کہ ہاتھ و انگلیون سے شکل لفظ اللہ کی پیدا ہووے
اور پیر مرشد کو پیش نظر موجود سمجھ کے اُس سے مدد حاصل کرے بعد ازان سر کو جانب زانوی
چپ کے لٹکاوے اسقدر کہ منحنی ہو جاوے اور لیہ ساتھ خنصر کے پہونچے اور ناف سے
کلمۂ لَا اِلٰہَ کہتا ہوا سر زانوی راست پر لاوے اور کتف راست تک پہونچاوے اور تھوڑا سر
اور بازوی راست جانب پشت خم کرے اور اُس جگہ سے لفظ لا الہ کو صعود دیوے ساتھ ہا
الا اللہ کے ہبوط کرے پھر ساتھ ہیئت اصل اپنی کے اور پھر از سر نو شروع کرے اور حالت نفی مین
آنکھ کھلی رکھے اور حالت اثبات مین آنکھ بند کر لیوے جسوقت کہ لا الہ کہے تصور نفی وجود
سوی الحق کا کرے اور جو خطرہ نیک یا بد دل مین آوے نفی کرے اور ساتھ کلمۂ اِلَّا اللہ کے اثبات
وجود ہستی حق تعالی کا کرے اور ذات پاک باری تعالی کو محبوب و مقصود تصور کرے اس جگہ پر
ایک رمز ہی کہ وہ بغیر مرشد نہین معلوم ہو سکتا جب ذکر اس طریقہ سے بتدریج قلب پر متمکن ہو جائے
اور صورت نفی و اثبات کی جوہر دل مین ظاہر ہو جاوے اور سلطان ولایت دل مین مستولی
ہو تب سوای حق سبحانہ تعالی کے کوئی خیال و چیز دل مین باقی نہ رہیگی اور ذاکر نور ذکر مین
غرق ہو جاویگا اور اس مرتبہ مین پہونچکر ذاکر علائق و عوائق وجود سے منفرد ہو جاویگا اور بعد انفراد ذاکر
فنا ہوکر ذات باقی مین ملجاویگا **ذکر دو ضربی بے اثبات** مثل طریقہ نشست مسبوق الذکر کے
جلسہ کرے اور لا کو درمیان دو زانو سے کہتا ہوا کلمہ الہ کو اوپر کتف راست کے پشت تک پہونچاوے اور
ساتھ ہی اسکے الا اللہ کو جانب چپ ضرب کرے اور پھر اسی طریقہ سے شروع کرے **ذکر دو ضربی بدو اثبات**
مثل طریقہ نشست مسبوق التحریر کے جلسہ کرے اور ایک ضرب لا الہ کی بقاعدہ مذکورہ اوپر سر زانوی چپ کے
ضرب کرے اور ضرب ثانی خمیدہ ہوکر لگادے صورت دو اثبات کی گویا الا اللہ کی پیدا ہوتی ہے ذاکر کو چاہیے کہ طریقہ
ہذا کو شدت سے کرے کہ حرارت ذکر کی تمام جسم مین پھیل جائے **ذکر سہ ضربی بے اثبات** رعایت جلسہ مذکور کو
ملحوظ رکھے ایک ضرب جانب زانو چپ اور ایک ضرب جانب زانوی راست اور ایکضرب درمیان ہر دو زانو اوپر دل کے مارے

ساتھ کلمہ الا اللہ کے اور پھر دوبارہ اسی طرح شروع کرے نتیجہ ذکر کسب سے معلوم ہوگا ذکر چہار ضربی بچہار اثبات جلسہ وہ وہ مذکور ذہن نشین رکھے اور ایک ضرب بر زانوی چپ اور ایک ضرب بر زانوی راست کے اور ایک ضرب درمیان ہر دو زانو اور ایک ضرب زیر ناف کے الا اللہ کی مارے **ترکیب ختم سورۂ فاتحہ برای حصول** ۵۵۲ ہر مدعا بعد **حصول اجازت** اتوار کے دن عروج ماہ سے شروع کرے بروز اتوار پانچسو باون مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وبروز دوشنبہ چارسو ستر مرتبہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وبروز سہ شنبہ ایکہزار تین سو مرتبہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ بروز چہارشنبہ تین سو مرتبہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بروز پنجشنبہ چارسو بیتالیس مرتبہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ بروز جمعہ چارسو ستر مرتبہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ وبروز شنبہ ایکسو ترین مرتبہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ **ختم سورۂ الم ترکیف معہ موکل** ختم ہذا مین بہت برکات وخاصیت ہین اگر کوئی مشکل پیش آوے تو بعد غسل و طہارت شروع کرے اول دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص پانچ مرتبہ اور بعد سلام کے اکتالیس مرتبہ سورۂ الم ترکیف چالیس روز تک بلاناغہ پڑھے اور ترک حیوانات وطعام غیر شرعیہ واحتیاط جماع وغیرہ سے کرے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ يَا جَبْرَائِيْلُ فَعَلَ رَبُّكَ يَا شَمْسَائِيْلُ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ يَا كَنْكَائِيْلُ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ يَا تُومَائِيْلُ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ يَا اسْرَافِيْلُ طَيْرًا اَبَابِيْلَ يَا طَاطَائِيْلُ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ بِحَقِّ يَا بُدُّوحُ يَا بُدُّوحُ مِّنْ سِجِّيْلٍ يَا كَشْفَائِيْلُ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ يَا تَنْكَافِيْلُ **بیان اسمای عظام** اسم اول سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّوَارِثَهٗ وَرَازِقَهٗ وَرَاحِمَهٗ سُبْحَانَكَ چاہیے کہ چالیس روزے رکھے اور ترک حیوانات جلالی وجمالی کا کرے وقت افطار کے کھانا کم کھاوے اور ہر روز بعد نماز فجر اسم ہذا کو پڑھے بعد نماز تہجد تا نماز فجر مربع بیٹھے اور دونو آنکھین قبلہ کی طرف کھلی رکھے اور برزخ یا سبحان کو تصور کرتا رہے جسوقت نصاب عمل کا دیکھیگا اُس وقت سے اشیای پوشیدہ

منکشف ہونے لگینگی اور پردہ دل کا اُٹھ جائیگا دیگر یَا حَیُّ حِینَ لَا حَیَّ فِی دَیمُومَۃِ
مُلکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ چاہیے کہ دو چلّہ روزہ کے رکھے اور وقت افطار کھانا بہت کم کھاوے
اور ہر روز اسم مذکور بعد نماز عشا ایک ہزار ننانوے مرتبہ پڑھے وبعد فراغ اسم ہذا چار یا پانچ
گھڑی تک بطریق مربع کے بیٹھے اس صورت سے کہ پاشنہ پای چپ سے مقام مقعد بند ہو جائے
اور دونون کانون کو روئی سے بند کرے اور دونو آنکھون کو بند کر لیوین اور مُنھ کو بند
کر لیوے اور دونون نتھنون کو روئی سے بند کر لیوے اور دونون ہاتھون کو دونون
زانون پر رکھکے برزخ یاحی تصور کرے اور حبس کرے جسقدر دیر تک حبس دم کر سکے
تحمل کرے جب قوت باقی نرہے تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کے مونھ سے سانس چھوڑے
اسی طرح سے دوسری مرتبہ حبس دم کرے حتّٰی کہ روزانہ چار یا پانچ گھڑی تک تا ختم دوار بعین
سلسلہ جاری رکھے دیگر یَا کَبِیرُ اَنتَ اللہُ الَّذِی لَا تَھتَدِی العُقُولُ بِوَصفِ
عَظمَتِہٖ یَا کَبِیرُ چاہیے کہ انیس روزے رکھے اور ہر روز تین سو مرتبہ بعد نماز مغرب
اس اسم کو پڑھے ہر روز غسل کرے وقت غسل سے تا فراغ اسم ہذا کسی سے بات نکرے
اگر ضرورۃً یا اتفاقاً بات کہے تو فوراً تجدید وضو کی کرے اور بقیہ کو ختم کر ڈالے نماز تہجد
سے فجر تک تصور برزخ یاکبیر کا رکھے لیکن نشست مربع رہے اُسوقت عامل عمل ہذا کا ہوگا
دیگر یَا زَاکِی الطَّاھِرُ مِن کُلِّ اٰفَۃٍ بِقُدسِہٖ یَا زَاکِی چاہیے کہ ایک چلہ کنارہ دریا
کے کھینچے اور اس چلہ مین وقت افطار کھانا کم کھاوے اور ہر روز اسم مذکور تین ہزار مرتبہ بعد
نماز مغرب کے پڑھے مغرب سے عشا تک برزخ یازاکی کو تصور کرے اور آنکھین بند رکھے
دیگر یَا حَنَّانُ اَنتَ الَّذِی وَسِعتَ کُلَّ شَیءٍ رَحمَۃً وَّعِلمًا یَا حَنَّانُ چاہیے کہ انیس
روزے رکھے اور وقت افطار کے کھانا کم کھاوے اور ہر روز اسم مذکور کو بعد نماز عشا چار ہزار مرتبہ
پڑھے اور بعد نماز عشا دو گھڑی تک دو زانو قبلہ رو بیٹھے اور دونون آنکھین
کھلی رکھے اور برزخ یاحنّان کو تصور کرتا رہے

دیگر یَامَنَّانُ ذَالاِحسَانِ قَدْ عَمَّ کُلَّ الخَلَائِقِ مِنّہٗ یامنان چاہیے کہ ایک اربعین چلہ کرے اور ترک حیوانات جلالی اور جمالی اختیار کرے وقت افطار غذا کم کھاوے اور ہر روز اسم مذکور کو تین ہزار پچیس مرتبہ پڑھے اور دو گھڑی دن اور دو گھڑی رات قبلہ رو بیٹھے اور برزخ یَا مَنَّان کو تصور کرے

طریق کسب۔ اگر چاہے اس کسب کو ادا کرے چاہیے کہ لفظ بیچون طرف زمین کے کہے اور بیچگون طرف آسمان کے کہے اور لفظ بے شبہہ طرف راست کے کہے اور لفظ بے نمون طرف چپ کے کہے انشاءاللہ مقصود حاصل ہووے اور اگر چاہے کہ کسب زبان ہندی مین کرے کہے طرف زمین کے ہون اور طرف آسمان کے تون اور طرف راست بہی یہی اور طرف چپ ہی وہی سہ اربعین خلوت کرے اور صایم رہے اور وقت افطار کھانا کم کھاوے اور غذاے سبک ہو طعام نفیس چرب وسخت سے احتراز کرے اور بعد نماز فجر قبلہ رو مربع نشست کرے دونون کانون مین پنبہ رکھے اور دونون نتھنون مین بھی بعدہ پاشنہ پاے چپ کو زیر مقعد رکھے اور بالاے راست بالاے چپ رکھے اور دونون ہاتھ اوپر دونون زانو کے بہت مستحکم اور مضبوط رکھے اور دونون ہاتھ مثل چلہ کمان کے مضبوط کرے اور دونون آنکھون کو بند کرے اور سر کو اٹھا کر جھکا لیوے اگر کوئی شخص دور سے دیکھے تو سر جسم پر نہ معلوم ہو اور لفظ یا اللہ کو بغیر حرکت شفتین ادا کرتا رہے اور دم کو نگاہ رکھے جبتک قوت ہووے بعد ازان منھ سے سانس لیوے اسطرح سے شروع کرے اور ختم کرے ایک پہر کامل روزانہ ورد رکھے بعدہ استراحت کرے لیکن سونے نپاوے اور بعد نماز فجر تا وقت عصر اسی طریقہ سے ادا کرے بعدہ آرام کرے جب وقت عشا کا آوے پہلے نماز عشا ادا کرے بعدہ شروع تکسیب کرے بعد ازان پہر رات رہے سے بیدار ہووے اور وضو کر کے ساکت بیٹھا رہے وقت تہجد نماز ادا کرے اور تا وقت نماز فجر مشغول کسب کا رہے ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ قادریہ نظم

پس از حمد خدا و نعت احمد
کہ ذاتش بود شمع بزم تمکین
بحق ہادی دین صدر عالم
ابو القاسم محمدؐ میر دوران
بحق صاحب کشف و کرامات
بحق بایزید گنج اسرار
بحق یوسف بری و مقبول
بحق آن محمد شاہ پرنور
بحق سید فخر دو عالم
بحق آنکہ او شیخ علی بود
بحق شبلی بوبکر آزاد
بحق کرخی معروف اطہر
بحق جعفر والا مناقب
بحق کان حسین شاہ دین ست
بحق اے خدائے پاک داور

بگوید عاصی شیخ محمد
بحق ذات با برکات والا
کہ بودہ ہمچو نامش بدر عالم
بحق نقشبند علم و ادراک
شہ پیر محمد ذو الکملات
بحق دانیال پارسا دل
بحق راجوے قتال موصول
بحق آن شہاب الدین معلوم
محی الدین یعنی غوث الاعظم
بحق بو الفرح با عز و تمکین
بحق آن جنید شیخ بغداد
بحق قدوہ موسی رضا ہم
بحق باقر چو نجم ثاقب
بحق حیدر فتاح خیبر
کہ محو ذات خویشتم کن بیکبار
برائے مصطفے نہ چشم گوشم

بحق آن محب ہادی دین
کہ بود علم الہدی مشہور لالا
بحق حافظ آیات قرآن
بحق آن شفیع سید پاک
بحق شاہ عبد اللہ سیار
بحق حضرت داؤد کامل
بحق کان جہان گشت ست مشہور
بحق آن ضیاء الدین مخدوم
بحق بو سعید ذات محمود
بحق واحد آن ہادی دین
بحق سر سقطی رہبر
بحق سید موسی کاظم
بحق آنکہ زین العابدین ست
بحق آن شفیع روز محشر
برار ز ماسوائے خویش ہوشم

شجرہ خاندان علیہ

۱ الٰہی بحرمت راز و نیاز یکتائے دوران بے ہمتائے جہان کامل و اکمل پیشوائے راہ خدا مقتدائے راہ ہدیٰ حضرت شاہ امام الہدیٰ قدس سرہ۔

۲ الٰہی بحرمت راز و نیاز محب النبی کاشف اسرار خفی و جلی حضرت شاہ محب علی قدس سرہ۔

۳ الٰہی بحرمت راز و نیاز قدوۃ الزاہدین زبدۃ العارفین وحید العصر فرید الزمان صاحب العلم حافظ قرآن حضرت شاہ علم الہدیٰ قدس سرہ۔

۴ الٰہی بحرمت راز و نیاز نجم المحققین قطب الموحدین شمس الواصلین بدر العارفین حضرت شاہ بدر عالم قدس سرہ۔

۵ الٰہی بحرمت راز و نیاز وحید العصر فرید الزمان صاحب العلم و حافظ القرآن حضرت حافظ سید ابوالقاسم قدس سرہ

۶ الٰہی بحرمت راز و نیاز نجم البحرین علم و عرفان حضرت شاہ غلام نقشبند قدس سرہ۔

۷ الٰہی بحرمت راز و نیاز کاشف اسرار طریقت ہادی سبیل معرفت قدوۃ العارفین برگزیدۂ بارگاہ رفیع حضرت میر محمد شفیع قدس سرہ۔

۸ الٰہی بحرمت راز و نیاز قدوۃ المحققین اسوۃ العارفین بحر الحقایق و المعارف سماء الدقایق واللطایف من الملقب عبداللہ بسلطان الاولیائے حضرت مخدوم شیخ پیر محمد قدس سرہ۔

۹ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شاہ عبداللہ سیاح قدس سرہ۔

۱۰ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ بایزید متوکل قدس سرہ۔

۱۱ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شاہ دانیال پارسا قدس سرہ۔

۱۲ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ داؤد طائی قدس سرہ۔

۱۳ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ یوسف بری قدس سرہ۔

۱۴ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم سید راجو قتال قدس سرہ۔

۱۵ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم جہانیان قدس سرہ۔

۱۶ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین قدس سرہ۔

الٰہی ۱۶ بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ۔
الٰہی ۱۷ بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ فرید گنج شکر شہنشاہ ہند قدس سرہ۔
الٰہی ۱۸ بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ۔
الٰہی ۱۹ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ۔
الٰہی ۲۰ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ۔
الٰہی ۲۱ بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ حاجی شریف زندنی قدس سرہ۔
الٰہی ۲۲ بحرمت راز و نیاز حضرت قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ۔
الٰہی ۲۳ بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہ۔
الٰہی ۲۴ بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ناصر الدین ابو محمد چشتی قدس سرہ۔
الٰہی ۲۵ بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم ابی احمد قرشی قدس سرہ۔
الٰہی ۲۶ بحرمت راز و نیاز حضرت ابو اسحاق شامی قدس سرہ۔
الٰہی ۲۷ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری قدس سرہ۔
الٰہی ۲۸ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ہبیرہ بصری قدس سرہ۔
الٰہی ۲۹ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ مرعشی قدس سرہ۔
الٰہی ۳۰ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ابراہیم ادہم قدس سرہ۔
الٰہی ۳۱ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہ
الٰہی ۳۳ بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ۔
الٰہی ۳۴ بحرمت راز و نیاز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔
الٰہی ۳۵ بحرمت راز و نیاز حضرت سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان صفوۃ الآدمیان
تمۂ دور زمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وسلم

الٰہی بطفیل ان تمامی حضرات کے خاتمہ مجھ فقیر حقیر خادم خاندان علیہ یعنی امیر الہدیٰ عرف خورشید حسن
صدیقی بجنوری لکھنوی کا بخیر کر۔ الحمد للہ والمنۃ کہ رسالۂ ہذا مفصل حالات حضرت سلطان الاولیا شیخ پیر محمد
صاحب لکھنوی مع دیگر خلفاء و مریدان بواسطہ و بلا واسطہ و طریقہ اوراد و اشغال حضرت حسن اختتام کو پہونچا اما بعد
یہ حقیر اختصاراً و مجملاً اس موقع پر عرض کرتا ہے مؤلف کو شرف سلسلۂ خاندان علیا حضرت سلطان الاولیا سے بواسطہ
حضرت شیخ امام الہدیٰ شاہ قدس سرہ کے حاصل ہے شاہ امام الہدیٰ صاحب مرحوم نانا والد ماجد م شیخ ظہیر الحسن
مرحوم کے تھے اور سجادہ نشین خاندان حضرت شیخ موصوف کے وقت وفات حضرت امام الہدیٰ شاہ صاحب حقیر کی
عمر تخمیناً نو خواہ دس برس کی ہوگی بعد وفات حضرت بروز سوم کہ روز خرقہ پوشی طریقہ ابتدائے بزرگان سے چلا آتا ہے
بوجہ انکار والد ماجد بہ تجویز و مشورہ تمامی اعزائے خاندان و اہل برادری قصبۂ بجنور مجھے اس خرقۂ پیران طریقت
سے سرفراز کیا اور داخل زمرۂ غلامان والا کے ہوا اگرچہ وہ میری عمر ایسی نہ تھی کہ مین اس بار گران کا تحمل
کر سکتا نہ اتنا شعور تھا کہ اس سے انکار کرتا سنگ آمد و سخت آمد وہی تین سال بعد وفات حضرت امام الہدیٰ
شاہ صاحب رح کو گذرے تھے کہ والد ماجد نے بھی مرض الموت فالج مین بعمر اکتیس سال ۶ صفر ۱۲۹۵ھ مین
انتقال فرمایا اسوقت عمر حقیر کی تخمیناً بارہ خواہ تیرہ برس کی ہوگی کوئی سرپرست اور مربی باقی نہین رہا لیکن
خداوند عالم نے ایک سبب پیدا کر دیا۔ مردے از غیب برون آمد و کارے بکند۔ بعد انقضائی ایک سال
انتقال والد ماجد کے چودھری مصطفےٰ حسین صاحب خلف اکبر چودھری مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم تعلقدار خانپور
وسبیحہ ضلع بارہ بنکی کہ بڑے پھوپھا میرے ہین باقتضائی شفقت بزرگانہ و خداترسی منصفانہ اپنے سا
اور معمولی نگہداشت و تعلیم فرماتے رہے خداوند عالم جزائی خیر دو عالم مین عطا فرما
زیر نگرانی جناب ممدوح مین زندگانی بسر کر کے بجنور کو واپس آیا زمانہ بیخبری
تو برغبت دلی و خواہش قلبی حضرت بابرکت مولانا شاہ فضل الرحمن صا
سنہ ۱۳۰۸ھ کو بیعت حاصل کی خداوند عالم نتیجہ بخیر کرے فقیر کے آبا
لکھنؤ کے تھے حقیر کے پردادا یعنی شیخ حسین بخش عہد سلطنت و
غدر حسب احکامات شاہی تعلقدار کانکر سے مشغول جنگ
نے نماز عصر ادا کی بعد فراغ نماز بقصد مقابلہ ٹکا
کے سینہ پر لگا بحر دخر گو
فراق کیا اور

شہادت سمع اقدس سلطان الوقت تک پہونچائی بعد شہادت شیخصاحب مرحوم خلعت نظامت شیخ فضل عظیم صاحب خلف اکبر و برادر حقیقی دادا صاحب فقیر کو بارگاہ سلطانی سے عطا ہوا۔ اور اسی عہدہ جلیلہ پر نظامت پر تقرر ہوا شیخ فضل عظیم صنا تا انتزاع سلطنت شاہ اودھ کے ملازم جان نثار و نمکحلال رہے لیکن بعد غدر ۱۸۵۷ء باغوای مخالفین و متخاصمین حکام عالیمقام گورنمنٹ انگلشیہ شیخصاحب سے بدظن ہو گئے اور الزام بغاوت قایم کرکے حکم سر لانے کا دیا حالانکہ شیخصاحب نے قبل ۱۸۵۷ء کے جبکہ شاہ اودھ کلکتہ جا چکے تھے خانہ نشینی اختیار کر لی تھی کسی ملازم انگریزی یا کسی جنٹلمین یورپ کو گزند نہین پہونچایا تاہم مخالفین ہمچشم کی کوشش کا یہ نتیجہ نکلا کہ بعد ۱۸۵۷ء تمام مال منقولہ و غیر منقولہ و املاک وغیرہ معرض ضبطی مین آگیا اور حکم گرفتاری اوسپر بھی طرہ ہوا جسکے باعث وطن اصلی چھوڑ کر یہ سلسلہ ناتھالی والد ماجد مرحوم قصبہ بجنور متصل لکھنؤ و موضع سادہ مئو متصل نواب گنج بارہ بنکی آباد ہونا پڑا اکثر حکام ملازم گورنمنٹ انگلشیہ متعینہ لکھنؤ عہد واجد علی شاہ نور اللہ مرقدہ سے اور شیخصاحب موصوف سے معرفت تھے اُن حکام ممدوح نے بیگناہی و بے قصوری و بریٔ حکام جلیل القدر مثل کرنیل بیرو صاحب بہادر و دیگر حکام کی ثابت کرکے سفارش جان بخشی و معافی کی فرمائی اگرچہ حسب کوشش مسٹر شمیہ صاحب بہادر کرنیل بیرو صاحب نے بعد جان بخشی کے ایک چھوٹا عہدہ منصرمی کا ضلع بارہ بنکی مین عطا فرمایا لیکن املاک و مال منضبطہ کی بابت نہ حکم واپسی کا ملا نہ اُسکا کچھ معاوضہ سرکار نے عطا کیا نہ زیادہ کوشش اس بارہ مین کیگئی کیونکہ وقت ایسا مخالفت کر رہا تھا کہ تمام خاندان کے حواس خمسہ درست نہ تھے اور زمین پیرو نسے نکلی ملک محض بزرگونکی دعا اور اُن لوگونکی ایمانداری و نمکحلالی کے باعث سے فضل خدا مددگار

الٰہی ۲۹ بحرمت سب کی جان بچی اور اسوقت تک خداوند عالم نے اُنکے یادگار اولاد کو نیکنامی کے ساتھ

الٰہی ۳۰ بحرمت راز ہمیشہ ہے ہر زمانہ انسان کا ایکسان نہین جاتا ہے لیکن نیکنامی دنیا مین عجیب

الٰہی ۳۱ بحرمت راز و نیاز ہے دولت و ثروت نے تو اوسی وقت سے کنارہ کیا ہے

الٰہی ۳۲ بحرمت راز و نیاز حضرت تک کوئی کام ایسا نہوا کہ جس سے کچھ اُمید خیریت خاتمہ

الٰہی ۳۳ بحرمت راز و نیاز حضرت کی شفاعت اور پیران طریقت کی مدد سے اُمید ہے

الٰہی ۳۴ بحرمت راز و نیاز حضرت امیر اُمید ہے کہ بکمال حلم و کرم غلطی اور نسیان کو نگاہ

الٰہی ۳۵ بحرمت راز و نیاز حضرت سرور کائنات [illegible] مغفرت کے یاد کرین۔

تمۂ دور زمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و [illegible]